سیرتِ

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(المولود ۸۰ھ المتوفی ۱۵۰ھ)

مع

وصیت نامہ

مرتبہ حافظ عبد الوحید الحنفی چکوال

شائع کردہ مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

سیرتِ
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(المولود ۸۰ھ المتوفی ۱۵۰ھ)

مع

وصیت نامہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 47

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: سیرتِ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ مع وصیت نامہ

سلسلہ اشاعت: 47 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی اوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 208

قیمت: 200 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 3 جمادی الثانیہ 1436ھ 24 مارچ 2015ء منگل

ناشر: مرحبا اکیڈمی بن حافظ جی میانوالی روڈ ضلع میانوالی 0321-5470972

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

ادارہ حنفیت	چکوال
کشمیر بک ڈپو	تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148
اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دار العلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890
مکتبہ ندائے حرم	نزد مدنی جامع مسجد چکوال 0302-5104304
بزم اشاعت	اوڈھروال ضلع چکوال 0335-5300446

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

سیرتِ امام اعظم ابو حنیفہؒ 9
حالات امام اعظم ابو حنیفہؒ
نعمان بن ثابت 9
امام ابوحنیفہؒ کی صحابی رسول
سے مکہ میں ملاقات 10
(۲): امام ابو حنیفہ کی کوفہ میں
صحابیِ رسول سے ملاقات...... 11
کوفہ میں سکونت 12
امام ابو حنیفہ کے اساتذہ 13
امام ابو حنیفہ تابعین سے تھے..... 14
امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے.... 15
اہل سنت و الجماعت اور تقلید
ائمہ 17
تدوین احادیث و فقہ 17
ساڑھے بارہ لاکھ مسائل حل کیے... 18
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ
کے اجمالی حالات زندگی 19
حضرت حماد کے درس میں داخلہ ... 22
امام ابو حنیفہ کے بسلسلہ تعلیم
اسفار 23
وفات 27
امام اعظمؒ کے عظیم کارنامے...... 28
عقیدہ اہل السنّت و الجماعت کی
وضاحت 28
(۱) خلفائے راشدین کی پوزیشن... 28
(۲) جماعتِ صحابہؓ کی پوزیشن..... 29
(۳) ایمان کی تعریف اور
ایمان اور کفر کا اصول فرق...30
امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک 31
خلفائے راشدینؓ.................. 31
جماعتِ صحابہ کرامؓ.............. 32
مشاجرات صحابہؓ.................. 32
تعریفِ ایمان 33
کفر اور گناہ کا فرق کیا ہے؟....... 34
خوارج سے مناظرہ 35
گناہ گار مومن کا انجام............ 37
عقیدہ اہل سنت کی وضاحت کا
نتیجہ 38
امام اعظم ابوحنیفہ کا دوسرا بہت
بڑا کارنامہ 39
قانونِ اسلامی کی تدوین 39
تدوینِ فقہ حنفی 39
تدوین شریعت، تاریخی حیثیت 40
نقشہ تدوین شریعت و فقہ 41
امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے
۴۰ شرکاء تدوین فقہ 41
امام ابوحنیفہ کا مقام مجلس
تدوین شریعت و فقہ 42
تدوینِ شریعت و فقہ کی مجلس
کے ۳۶ شرکاء 42
مجلس تدوین قانون شریعت و
فقہ کی کیفیت 44

۸۳ ہزار قانونی مسائل کا حل..... 45
امام ابوحنیفہ کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اجتہاد.......... 46
امام ابوحنیفہ قرآن و سنت کو آخری سند قرار دیتے تھے.... 47
امام ابوحنیفہ پر الزام "حدیث پر قیاس کی ترجیح" کا غلط ہے.......... 48
خلیفہ منصور کا سوال اور امام ابوحنیفہ کا جواب.......... 49
حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت کے تلامذہ ... 49
امام شعبیؒ امام ابوحنیفہؒ کے استاد ... 52
امام شعرانی شافعیؒ کا ایک خواب 52
حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک ارشاد 54
صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت اور ان سے روایت 54
(۱) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی احادیث مبارکہ.......... 57
اللہ کے نزدیک اخلاص کا مقام 59
حصولِ علم کی فرضیت 60
اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کے اثرات 60
خیر کی نشاندہی اور مظلوم کی مدد 61
مظلوم کی دادرسی کا اجر 61
سجدۂ سہو کا اصل مقام 62
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت 63
حضرت ابو قحافہؓ کا حلیہ مبارک 63
(۲) حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے مروی احادیث 64
جنت کے دروازے پر سونے کی تحریر 64
محبت کی حقیقت 66
(۳) حضرت عبداللہ جزء الزبیدیؓ سے مروی احادیث 66
فضیلت فقہ اور ذوق علم 67
دین میں دانائی اور مظلوم کی مدد 68
(۴) واثلہ بن الاسقعؓ سے مروی احادیث 70
مسلمان بھائی کی برائی کرنے کا نتیجہ 70
شک کی حقیقت 71
فرائض کی اہمیت 71
(۵) عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے مروی احادیث 72
تعمیر مساجد کی فضیلت 72
نیکی اور بدی کی نشان دہی 73
نیک اور بد عمل کی نشاندہی 74
(۶) جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے مروی احادیث 74
استغفار کا فائدہ 76
اطاعت اور فرماں برداری کی

حقیقت 77
ٹڈی دل کا احکامات 78
(۷) حضرت معقل ابن یسارؓ سے مروی احادیث مبارکہ 79
مومن اور منافق کی علامات 80
وصیت نامہ امام اعظم ابو حنیفہؒ 81
کتاب وصیت الامام الاعظم ابو حنیفہؒ 81
مذہب اہل سنت کی پہلی علامت 82
(۱) مسئلہ اول ایمان کی حقیقت اور اس کے ارکان کا بیان: ... 82
مسئلہ دوم ایمان میں کمی اور زیادتی کا بیان: 84
مسئلہ سوم ایمان کو مشیت باری کے ساتھ معلق کرنا: 85
مسئلہ چہارم ایمان کے ساتھ ارتکاب گناہ کا حکم: 86
اس مسئلہ کی مزید صراحت 86
(۲) ایمان کے ساتھ ارتکاب گناہ 87
اہل سنت کی دوسری علامت 88
(۲) مسئلہ ایمان اور عمل کا تعلق: 89
اس مسئلہ میں تین طبقے 90
تیسری علامت اور اس میں مذکور مسائل 96
(۳) پہلا مسئلہ اچھی اور بری تقدیر کا بیان: 96
دوسرا مسئلہ اعمال کی اقسام کے بیان میں: 97
تیسرا مسئلہ فرائض کے بیان میں: 97
چوتھا مسئلہ فضائل کے بارے میں: 99
پانچواں مسئلہ لوح و قلم پر ایمان: 100
چھٹا مسئلہ معاصی کے بیان میں: 100
ساتواں مسئلہ انسانوں کے اعمال میں مؤاخذے کی وجہ 101
اہل سنت کی چوتھی علامت 102
پہلا مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا عرش پر استویٰ 102
دوسرا مسئلہ اللہ کا عرش کے ساتھ تعلق: 104
تیسرا مسئلہ اللہ تعالیٰ صفات ناقصہ سے منزہ ہیں: 105
اہل سنت کی پانچویں علامت 106
(۵) مسئلہ اول کلام اللہ مخلوق ہے یا نہیں 106
مسئلہ دوم قرآنِ کریم اللہ کی کتاب ہونے کی حقیقت: ... 107
مسئلہ سوم تخلیقات انسانی کی حقیقت: 107
مسئلہ چہارم کلام اللہ کی حقیقت اور اس کا مفہوم 108
اہل سنت کی چھٹی علامت 109

خادم اہلسنت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

(۶) مسئلہ اوّل امت میں افضل ترین شخص؟ 109
مسئلہ دوم صحابہ کرام سے محبت یا ان سے بغض کرنا: 110
اہل سنت کی ساتویں علامت....... 110
(۷) مسئلہ اول انسان اپنے تمام اوصاف سمیت مخلوق: 110
مسئلہ دوم اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے خالق و رازق ہیں: 111
مسئلہ سوم حلال اور حرام کمائی اور اس کا حکم 112
مسئلہ چہارم ایمان کے لحاظ سے انسانوں کی اقسام: 112
مسئلہ پنجم اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض: 113
اہل سنت کی آٹھویں علامت...... 114
(۸) مسئلہ اوّل انسان کے عمل کرنے کی طاقت عمل سے پہلے ہے یا بعد میں؟........ 114
مسئلہ دوم مخلوق کے اعمال استطاعت الٰہی کے ساتھ ہیں: 115
اہل سنت کی نویں علامت........ 116
(۹) مسئلہ اوّل موزوں پر مسح کرنا: 117
مسئلہ دوم قصر نماز، روزہ کے افطار کا حکم: 117
اہل سنت کی دسویں علامت....... 119
(۱۰) مسئلہ اللہ تعالیٰ نے قلم سے صحیفۂ تقدیر لکھوا لیا ہے 119
اہل سنت کی گیارھویں علامت .. 121
مسئلہ اوّل عذابِ قبر کے بارہ میں: 121
مسئلہ دوم قبر میں منکر اور نکیر کے بارہ میں: 121
مسئلہ سوم جنت اور دوزخ: 122
مسئلہ چہارم میزان............. 123
مسئلہ پنجم قیامت کے دن اعمال نامہ پڑھا جانا: 124
اہل سنت کی بارھویں علامت 125
(۱۲) مسئلہ اول مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جانا: 125
مسئلہ دوم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی حقیقت: 126
مسئلہ سوم شفاعت رسول ﷺ. 127
مسئلہ چہارم امت میں سے افضل ترین عورت 127
مسئلہ پنجم آخرت میں دائمی بدلہ دیا جائے گا 128
امام اعظمؒ کا نصیحت و وصیت نامہ اپنے بیٹے کے نام........ 129
(۱)پہلی وصیت 130
(۲) دوسری نصیحت 131
(۳) تیسری وصیت............ 131

(۴) چوتھی وصیت............ 131
(۵) پانچویں وصیت............ 131
(۶) چھٹی وصیت............ 132
(۶) ساتویں وصیت............ 132
(۸) آٹھویں وصیت............ 132
(۹) نویں وصیت............ 133
(۱۰) دسویں وصیت............ 133
(۱۱) گیارھویں وصیت.......... 133
(۱۲) بارھویں وصیت.......... 133
کلمات.......................... 136
(۱۳) تیرھویں وصیت.......... 137
(۱۴) چودھویں وصیت.......... 137
(۱۵) پندرھویں وصیت.......... 137
(۱۶) سولھویں وصیت.......... 138
(۱۷) سترھویں وصیت.......... 138
(۱۸) اٹھارویں وصیت.......... 138
(۱۹) انیسویں وصیت.......... 139
(۲۰) بیسویں وصیت.......... 141
اسمائے گرامی مجلس شوریٰ تدوین قانون شریعت و فقہ.......... 141
ترتیب و فات کے لحاظ سے ۴۰ اکابر کا اجمالی تذکرہ.......... 145
(۱) امام زفرعنبری بصری ابن الہذیل بن قیسؒ.......... 145
(۲) امام مالک بن مغول البجلی الحنفیؒ.......... 145
(۳) امام ابو سلمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی حنفیؒ...... 146
(۴) امام مندل بن علی عزی کوفی حنفیؒ.................. 147
(۵) امام نصر بن عبدالکریم حنفیؒ 147
(۶) امام عمرو بن میمون بلخی حنفیؒ.................. 147
(۷) امام حبان بن علی حنفیؒ 148
(۸) امام ابوعصمہ نوح بن ابی مریم جامع الحنفیؒ........... 148
(۹) امام زہیر بن معاویہؒ 148
(۱۰) امام قاسم بن معنؒ........ 149
(۱۱) امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہؒ.................. 150
(۱۲) امام ھیاج بن بسطام حنفیؒ. 151
(۱۳) امام شریک بن عبداللہ الکوفیؒ.................. 151
(۱۴) امام عافیہ بن یزید القاضیؒ 152
(۱۵) امام عبداللہ بن مبارکؒ... 153
(۱۶) الامام الحجۃ حافظ الحدیث ابویوسف یعقوب بن ابراہیمؒ.................. 155
مؤلفات امام ابو یوسف........... 157
(۱۷) امام ابومحمد نوح بن دراج نخعی کوفیؒ.................. 160
(۱۸) امام ہیثم بن السلمی الواسطیؒ.................. 161
(۱۹) امام ابوسعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفیؒ.... 161
(۲۰) امام حضرت فضیل بن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عیاضؒ 162
(۲۱) امام اسد بن عمرو بن عاصر البجلی الکوفیؒ 163
(۲۲) الامام المجتہد الجلیل محمد بن الحسن الشیبانیؒ 164
(۲۵) امام عبداللہ بن ادریس کوفیؒ 171
(۲۶) امام فضل بن موسیٰ ایسنانیؒ 172
(۲۷) امام علی بن طیبانؒ 172
(۲۸) امام حفص بن غیاثؒ 172
(۲۹) امام وکیع بن الجراحؒ 173
(۳۰) امام ہشام بن یوسفؒ 174
(۳۱) امام یحییٰ بن سعید القطان البصریؒ 174
(۳۲) امام شعیب بن اسحٰق دمشقیؒ 175
(۳۳) امام ابو عمرو حفص بن عبدالرحمٰن بلخیؒ 175
(۳۴) امام ابو مطیع حکیم بن عبداللہ بن سلمہ بلخیؒ 176
(۳۵) امام خالد بن سلیمان بلخیؒ.. 176
(۳۶) امام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الکوفی الحمانیؒ 177
(۳۷) امام حسن بن زیاد لُولُویؒ 177
(۳۸) امام ابو عاصم بن النبیل ضحاک بن مخلد بصریؒ 178
(۳۹) امام مکی بن ابراہیم بلخیؒ ... 179
(۴۰) امام حماد بن دلیل قاضی المدائنؒ 180
شجرہ طریقت 182
سلاسلِ طیّبہ اربعہ 187
شجرہ اجازت حدیث نبوی ﷺ.. 191
میاںجی نور محمد جھنجانویؒ کے خلفاء و مجازین 194
قطب مکہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء و مجازین 195
قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے خلفاء و مجازین 196
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے خلفاء و مجازین 197
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء و مجازین 199
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا وصیت نامہ 203
وصیت نامہ 204

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

سیرتِ امام اعظم ابو حنیفہؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

حالات امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت

مشہور روایات کے مطابق تاریخ ولادت ۸۰ھ ہے اور تاریخ وفات ۱۵ رجب ۱۵۰ھ ہے۔

(۱) ایک روایت کے مطابق آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔[1]

(۲) دوسری روایت میں علامہ کوثری مصری نے ۷۰ھ کو قرائن و دلائل سے ترجیح دی ہے۔[2]

---

[1] تاریخ ابنِ خلکان ص ۲۶ ج ۴ میں ۶۱ھ اور ۸۰ھ دونوں قول نقل کیے ہیں۔ (۲) مسند خوارزمی ج ۱ ص ۲۱۔ معجم المصنفین ج ۲ ص ۹ میں بھی ۶۱ھ کی روایت نقل ہے جو حافظ الحدیث حسن الخلال ۴۳۹ھ سے ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۱۱۰ میں ان کا مفصل تذکرہ ہے۔

[2] مقدمہ انوار الباری تذکرہ محدثین ج ۱ ص ۵۰ مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری۔

(۳) تیسری روایت میں ہے کہ آپ کی ۸۰ھ میں ولادت ہوئی۔[1]

امام ابو حنیفہؒ خود فرماتے ہیں:

قال ابو حنیفة ولدت سنة ثمانین و حجت مع ابی سنة ست و تسعین و انا ابن ست عشرة سنة فلما دخلت المجسد الحرام و رایت حلقة عظیمة فقلت لابی حلقة من هذه۔

فقال: حلقة عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتقدمت فسمعته

بقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یقول: من تَفَقَّهَ فی دین اللہ کفاهُ اللہ تعالٰی همه و رزقه من حیث لا یحتسب۔[2]

امام ابو حنیفہؒ کی صحابیِ رسول سے مکہ میں ملاقات

ترجمہ: ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کے ہمراہ ۹۶ھ میں حج ادا کیا۔

اس وقت میری عمر سولہ سال (۱۶) کی تھی جب میں مسجد حرام میں گیا تو بہت سے لوگوں کو حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ حلقہ کن بزرگ کی خاطر ہے۔

---

[1] مسند امام اعظم

[2] مسند امام اعظم ابو حنیفہ باب ۱۲ فَضِیْلَةِ التَّفَقُّهِ کتاب العلم

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

انہوں نے فرمایا: یہ حلقہ نبی ﷺ کے صحابی عبد اللہ بن حارثؓ بن جزء الزبیدی کا ہے۔

پس میں آگے بڑھا اور ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

جس شخص نے اللہ کے دین کا گہرا علم حاصل کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے راستہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان نہ ہو گا۔[1]

(۲): امام ابو حنیفہ کی کوفہ میں صحابی رسول سے ملاقات

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ۱۴ سال کی عمر میں ۹۴ھ میں کوفہ میں صحابیِ رسول عبد اللہ بن انیسؓ سے ملاقات کی۔

عن ابو حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین و قدم عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ ﷺ الکوفۃ سنۃ اربع و تسعین و رایتہٗ و سمعت منہ و انا ابن اربع عشرۃ سنۃ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول حبک الشیء یعمی و یصم۔[2]

حضرت امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور حضرت عبد اللہ بن انیس رسول اللہ ﷺ کے صحابی کوفہ میں ۹۴ھ میں تشریف لائے، میں نے ان کو دیکھا اور چودہ برس (۱۴) کی عمر میں میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

---

[1] مسند امام اعظم ابو حنیفہؒ باب ۱۲ کتاب العلم

[2] مسند امام اعظم ابو حنیفہ باب ۳۲۱ الھنی عن سب الدھر حدیث ۴۷۹۔ کتاب الادب

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ:

ایک چیز کی محبت تجھ کو اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرہ بھی۔[1]

کوفہ میں سکونت

تاریخ خطیب اور تاریخ ابنِ خلکان وغیرہ میں سند صحیح سے نقل ہے:

امام ابو حنیفہؒ کے پوتے اسمٰعیل بن حماد نے کہا کہ:

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابناء احرار میں سے ہوں۔ اور اللہ کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں آیا۔ آپ کے آباؤ اجداد رؤسا میں سے تھے۔ ان کے والد ثابت بڑے تاجر تھے، ان کے دادا حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ان کے خاندان کے لیے دعا فرمائی تھی۔[2]

امام ابو حنیفہؒ نے سکونت کوفہ میں رکھی جہاں ہزاروں صحابہ کرامؓ نے بھی قیام رکھا۔ ستر بدری صحابہؓ اور تین سو صحابہؓ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے بھی کوفہ میں رہائش پذیر رہے۔[طبقات ابنِ سعد]

کوفہ میں چار ہزار سے زیادہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اور آٹھ

---

[1] اس روایت سے بھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن انیسؓ کی زیارت کرنے سے تابعین میں شمار ہوتا ہے۔

[2] تاریخ بغداد لابنِ جزلہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سو سے زیادہ حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد تھے۔[1]

امام ابو حنیفہ کے اساتذہ

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعیؒ تھے۔ آپ نے صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن انیسؓ اور عبداللہ بن حارثؓ کی زیارت کا تذکرہ تو خود بھی کیا ہے اور در مختار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے بیس صحابہؓ کو دیکھا ہے۔ اور خلاصہ و اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ چھبیس (۲۶) صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے۔[2]

امام ابو حنیفہؒ نے کوفہ میں حضرت امام شعبیؒ، حضرت حمادؒ وغیرہ شیوخ سے تربیت و تعلیم حاصل کی جن کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے وقت کے پانچ سو سے زیادہ صحابہ کرامؓ کی زیارت کی تھی۔

(۲) علامہ ابنِ حجر مکی شافعیؒ نے شرح مشکوٰۃ میں بھی تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے آٹھ صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالکؓ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے بھی تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۴۹ میں تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے۔

[1] شرح سفر السعادت شیخ محدث دہلوی خوارزمی۔ تذکرۃ المحدثین۔ انوار الباری مؤلفہ احمد رضا بجنوری ج ۱ ص ۵۰۔

[2] تذکرۃ المحدثین۔ انوار الباری مؤلفہ احمد رضا بجنوری ج ۱ ص ۵۰۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳)حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھاہے کہ حضرت انسؓ جب کوفہ تشریف لائے تو امام ابو حنیفہؒ نے ان کو کئی بار دیکھا۔

(۴) نواب صدیق حسن خان نے بھی التاج المکلل میں رؤیت حضرت انسؓ کا اقرار کیا ہے۔ اور خطیب بغدادی کی تاریخ سے اس کو نقل کیا ہے۔[1]

امام ابو حنیفہ تابعین سے تھے

(۱) ہدیۃ المہدی ج ۲ میں غیر مقلدین کے پیشوا مولانا وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھاہے کہ:

تابعی وہ ہے جو کسی صحابی سے حالتِ ایمان میں ملا ہو، لہٰذا ابو حنیفہؒ بھی اس لحاظ سے تابعین میں سے ہیں کیوں کہ انہوں نے حضرت انسؓ صحابی کو دیکھا ہے جس کو ابنِ سعد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔[2]

(۲)حافظ ابنِ حجر شافعیؒ کا یہ قول ہے کہ:

امام ابو حنیفہؒ نے ایک جماعت صحابہؓ کو پایا جو کوفہ میں تھے لہٰذا وہ طبقہ تابعینؒ میں سے تھے۔ یہ فضیلت کسی کو آپ کے معاصر ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

---

[1] تذکرۃ المحدثین۔ انوار الباری مؤلفہ احمد رضا بجنوری ج ا ص ۵۰۔

[2] تذکرۃ المحدثین۔ مقدمہ انوار الباری مؤلفہ احمد رضا بجنوری ج ا ص ۵۳۔

مثلاً امام شام، اوزاعیؒ۔ امام بصرہ ہر دو حمادؒ۔ امام کوفہ سفیان ثوریؒ۔ امام مدینہ امام مالکؒ۔ اور امام مصر لیث بن سعدؒ (یعنی ان سب جلیل القدر ائمہ امصار کو شرف تابعیت حاصل نہ ہوا جو امام ابو حنیفہؒ کو حاصل ہوا)۔

(۳) حافظ ابنِ حجر شافعیؒ کا یہ قول نقل کر کے علامہ ابنِ حجرؒ مکی نے الخیرات الحسان میں لکھا کہ:

امام ابو حنیفہؒ اجلہ ُتابعینؒ میں سے تھے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [1]

ترجمہ: اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیّا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے

یہاں اس امر کی صراحت بھی غالباً بے محل نہ ہو گی کہ امام اعظم

[1] سورہ التوبہ آیت ۱۰۰ پارہ ۱۱ رکوع ۲۔

ابو حنیفہؒ امام مالکؒ سے کم از کم پندرہ سال بڑے تھے کیوں کہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے (اگرچہ اقوال اس سے قبل ٦١ھ و ۷۰ھ بھی ہیں) اور دوسرے ائمہ کی تاریخ ولادت ووفات ملاحظہ فرمائیں۔

اسم گرامی	ولادت	وفات	عمر
امام مالکؒ	۹۵ھ	۱۷۹ھ	۸٦سال
امام شافعیؒ	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ	۵۴سال
امام احمد بن حنبلؒ	۱٦۴ھ	۲۴۱ھ	۷۷سال
امام بخاریؒ	۱۳شوال ۱۹۴ھ	۲۵٦ھ	٦۳سال
امام مسلمؒ	۲۰٦ھ	۲٦۱ھ	۵۵سال
امام ترمذیؒ	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ	۷۰سال
امام ابو داؤدؒ	۲۰۴ھ	۲۷۵ھ	۷۴سال
امام ابنِ ماجہؒ	۲۰۹ھ	۲۷۴ھ	٦۴سال
امام نسائیؒ	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ	۸۸سال
امام طحاویؒ حنفی	۲۲۹ھ	۳۲۱ھ	۹۲سال

گویا ان سب محدثین اور فقہاء سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ کے تقدم کو ناظرین خود ہی دیکھ لیں کہ پیدائش میں بھی امام ابو حنیفہؒ مقدم ہیں اور وفات میں بھی۔ امام ابو حنیفہؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہو جاتی ہے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور امام مالکؒ کی ۱۷۹ھ میں ہوئی۔ اسی طرح باقی ائمہ بھی بعد میں پیدا ہوئے۔ اور ان میں سے تابعی ہونے کی سعادت امام ابو حنیفہؒ کو ملی۔

مذکورہ ائمہ میں سے کسی کو صحابہؓ کی زیارت یا ان سے براہ راست علمی فیض پانے کی سعادت نہیں ملی۔ اس میں امام ابو حنیفہؒ کو فضیلت حاصل ہے۔

اہل سنت والجماعت اور تقلید ائمہ

اہل السنت و الجماعت مسلمان چاروں بڑے فقہاء کی تقلید کرتے ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں۔ اسی طرح آج ایک ارب سے زیادہ مسلمان ان کی تقلید کر کے اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب اہل السنت و الجماعت کو اپنی رضا نصیب کریں۔ (آمین)

تدوین احادیث و فقہ

امام بخاریؒ (ولادت ۱۹۴ھ) کی تالیف صحیح بخاری کی تصنیف سے پہلے کے محدثین اور فقہا نے تدوین احادیث و فقہ پر مشتمل کتب جن کی مجموعی تعداد ایک سو سے زیادہ ہو گی، منصہ شہود پر آچکی تھیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ (ولادت ۸۰ھ) کے مسانید کتاب الآثار بروایت

امام یوسفؒ و امام محمدؒ و دیگر اصحابؒ کی تالیفات بھی سامنے آچکی تھیں۔

ساڑھے بارہ لاکھ مسائل حل کیے

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنے چالیس شرکاء تدوین فقہ کے ساتھ تیس برس تک مسلسل علمی جدوجہد کے نتیجے میں ساڑھے بارہ لاکھ مسائل کو قرآن و حدیث اجماع و قیاس کی روشنی میں مرتب و مدوّن فرما کر تمام اسلامی ممالک میں پھیلا دیا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں حضرت امام یوسفؒ، حضرت امام محمد بن الحسن شیبانیؒ اور حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ خاص تلامذہ میں سے ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے تلمیذ خاص تھے۔ عبد اللہ بن مبارکؒ کے شاگرد اسحٰق بن راہویہؒ ہیں جو امام بخاریؒ کے اکابر اساتذہ میں سے ہیں۔

گویا امام بخاریؒ دو واسطوں سے امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔[1]

☆☆☆☆

[1] تذکرہ محدثین انوار الباری مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری ج ا ص ۳۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ

کے اجمالی حالات زندگی

امام ابو حنیفہؒ کے دادا حضرت زوطیؒ، ملک فارس کے رہنے والے تھے ملک فارس سے ہجرت کر کے ۳۷ھ میں مع اپنی زوجہؒ کے مکہ معظمہ جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔

راستہ میں جب کوفہ پہنچے تو اسلام کی عظمت و جلالت کا پورا نقشہ سامنے آگیا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ چہارم کا دور خلافت تھا اور کوفہ کو دار الخلافہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

حضرت زوطیؒ نے یہاں ہی مستقل سکونت اختیار کر کے کپڑے کی تجارت شروع کر دی۔

- حضرت زوطیؒ کبھی کبھی حضرت علی المرتضیٰؓ کے دربار میں حاضر ہوتے اور آپ سے فیض حاصل کرتے۔

۴۰ھ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور خلافت میں حضرت زوطیؒ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام باپ نے ثابتؒ رکھا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اور حضرت ثابتؒ کو حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں حصول برکت کے لیے پیش کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے دستِ شفقت رکھا اور دعائے برکت کے ساتھ رخصت کیا۔

- حضرت ثابتؒ کی جب عمر ۴۰ سال ہوئی تو ۸۰ھ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا کیا۔ والدین نے نعمانؒ نام رکھا۔ آگے چل کر یہ بچہ ابو حنیفہؒ کی کنیت سے مشہور ہوا۔ اور امام اعظم کے لقب سے پکارا گیا۔
- آپ کے والد حضرت ثابتؒ بھی تجارت کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر ۱۶ سال ہوئی والد کے ساتھ حج کیا۔ اور مکہ معظمہ میں حضرت عبد اللہ بن انیسؓ صحابی رسول ﷺ کی زیارت کی اور اُن کے حلقہ میں بیٹھے اور ان سے احادیثِ رسول ﷺ سُننے کی سعادت نصیب ہوئی۔
- حج سے واپس آئے تو آپ کے والد حضرت ثابتؒ ان کی نوعمری میں ہی وفات پاگئے جبکہ آپ کی عمر ابھی ۱۶ سال ہی تھی۔

امام ابو حنیفہؒ نے تمام کاروبار خود ہی سنبھال لیا۔ طبیعت کے بہت ذہین اور محنتی تھے اس لیے بہت جلد کاروبارِ تجارت میں نمایاں ترقی کی۔ اور دکان کے ساتھ کپڑے کا ایک کارخانہ بھی قائم کرلیا۔

۹۶ھ میں ولید بن عبد الملک کے انتقال کے بعد اس کے بھائی سلیمان بن عبد الملک حکمران بنے۔

- سلیمان بن عبد الملک نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو اپنا مشیر خاص مقرر کیا اور اپنے بعد ان کو خلیفہ بنانے کی وصیّت کی۔
- عمر بن عبد العزیزؒ کے دور خلافت میں ابو حنیفہؒ کسی کام کو جارہے تھے۔ راستہ میں کوفہ کے مشہور عالم اور قاضی علامہ امام شعبیؒ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟

ابو حنیفہؒ نے کہاں: فلاں سوداگر کے پاس جارہا ہوں۔

امام شعبیؒ نے کہا: بھائی میرا پوچھنے سے مطلب یہ تھا کہ تم کس سے پڑھتے ہو؟

ابو حنیفہؒ نے بڑے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ میں کسی سے نہیں پڑھتا ہوں۔

امام شعبیؒ نے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا:

"مجھے تمہارے اندر قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں، تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو۔"

اس نصیحت نے امام ابو حنیفہؒ کے دل پر بڑا گہرا اثر کیا گھر آئے اور والدہ سے تمام ماجرا بیان کیا۔

اور تحصیل علم کے لیے کسی مدرسہ میں جانے کی اجازت مانگی۔ والدہ پہلے ہی سے علم اور اہل علم کی دل دادہ تھیں۔ اس خیال کو سن کر بہت خوش ہوئیں اور اجازت دے دی۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت حماد کے درس میں داخلہ

حضرت علی المرتضیٰؓ کے دورِ خلافت میں کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی رسول ﷺ پڑھایا کرتے تھے اور اُن کے بعد ان کے جانشین حضرت علقمہؒ پڑھاتے رہے اور اُن کے انتقال کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابراہیم نخعیؒ درس دیتے تھے اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت حمادؒ درس پڑھایا کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے شاگردی کے لیے حضرت حمادؒ کا انتخاب کیا اور ان سے کامل دو برس تک قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم پوری توجہ سے حاصل کی۔

اس دوران حضرت امام حمادؒ دو ماہ کے لیے بصرہ گئے تو امام حنیفہؒ کو اپنا جانشین بنا گئے۔

اس عرصہ میں طلباء کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے آپ سے مسائل دریافت کیے۔ آپ قرآن و سنت اور اپنے اجتہاد سے جواب دیتے رہے اور ساتھ ساتھ مسائل کے جوابات کو یاداشت میں تحریر کرتے رہے۔ دو ماہ کے بعد جب حضرت حمادؒ بصرہ سے واپس تشریف لائے تو وہ کاغذات اُن کی خدمت میں پیش کر دیے۔ کل ساٹھ مسئلے تھے اُن میں سے بیس مسئلے ایسے تھے جن میں حضرت حمادؒ نے اپنے اجتہاد سے مزید رہنمائی کی۔

عبدالوحید الحنفی

اور چالیس مسائل میں آپ نے ان کے اجتہاد کے بارے میں فرمایا کہ جواب ٹھیک ہے۔

- فقہ کے ساتھ ساتھ کوفہ میں جن محدثین سے امام ابو حنیفہؒ نے علم حدیث حاصل کیا ان میں امام شعبیؒ، سلمہ بن سہیلؒ، محارب بن وثارؒ، ابو اسحاق شعبیؒ، عون بن عبد اللہؒ، سماک بن حربؒ، ابراہیم بن محمدؒ عدی بن ثابتؒ اور موسیٰ بن ابی عائشہؒ کے نام مشہور ہیں۔
- امام شعبیؒ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے پانچ سو صحابیوں کو دیکھا تھا اور اُن سے حدیث سنی تھی۔ امام شعبیؒ بہت زمانہ تک کوفہ میں منصب قضاء پر مامور رہے۔ خلفاء اور تمام اراکین حکومت بے حد احترام کرتے۔ امام شعبیؒ نے ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔

امام ابو حنیفہ کے بسلسلہ تعلیم اسفار

کوفہ کے بعد آپ نے حصول تعلیم کے لیے بصرہ کا سفر کیا وہاں کے محدثین سے علم حاصل کیا۔ جن میں عبد الکریم بن امیہؒ اور عاصم بن سلیمانؒ کے نام آپ کے اساتذہ میں پائے جاتے ہیں۔

- کوفہ اور بصرہ سے فارغ ہو کر امام ابو حنیفہؒ مذہبی تعلیم کے اصل مرکز حرمین شریفین پہنچے۔ اس سفر تعلیم کے وقت آپ کی عمر ۲۴ برس کے لگ بھگ تھی۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

- امام ابو حنیفہؒ مکہ معظمہ پہنچے اور مکہ کی درس گاہوں کو دیکھا اور حضرت عطاءؒ کی درس گاہ میں پہنچے۔ ان کے درس میں بیٹھنے کی اجازت چاہی۔

جناب عطاءؒ نے نام پوچھا اور پھر عقیدہ پوچھا۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: بزرگوں کو بُرا نہیں کہتا۔

گناہ گار کو کافر نہیں سمجھتا۔ اور قضاء و قدر کا قائل ہوں۔

حضرت عطاءؒ نے بڑے غور سے جواب سنا اور پھر فرمایا: اچھا درس میں شامل ہو سکتے ہو۔

چند روز میں امام ابو حنیفہؒ کی ذہانت اور قابلیت کے جوہر کھلنے لگے۔ اور استاذ کی نظر میں ان کا وقار بڑھنے لگا۔ حضرت عطاءؒ نے ۱۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ابو حنیفہؒ اس عرصہ میں جب بھی مکہ جاتے ان سے ضرور ملاقات کرتے۔

مکہ معظمہ میں حضرت عطاءؒ کے علاوہ اور محدثین سے بھی علم حدیث کی سند حاصل کی۔ ان میں حضرت عکرمہؒ کا نام بہت نمایاں ہے۔ جنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابو قتادہؓ سے قرآن و سنت اور حدیث و فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔

- مکہ معظمہ سے علم حاصل کرنے کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے مدینہ منورہ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

میں جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

اور مدینہ کے محدثین اور فقہاء سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے آپ حضرت امام محمد باقرؒ ابن امام زین العابدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت امام محمد باقرؒ نے نام سنا، تو فرمایا:

کیا تم وہی ابو حنیفہؒ ہو جو ہمارے دادا کی حدیثوں سے اپنے قیاس کی بنا پر مخالفت کرتے ہو؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا: حضرت! میرے متعلق یہ بات غلط مشہور کی گئی ہے، اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔

امام محمد باقرؒ نے فرمایا: کہو۔

امام ابو حنیفہؒ نے عرض کیا: عورت، مرد کے مقابلہ میں کمزور ہے، اگر میں قیاس سے کام لیتا تو کہتا کہ وراثت میں عورت کو زیادہ ملنا چاہیے، مگر میں ایسا نہیں کہتا، بلکہ فتویٰ دیتا ہوں کہ مرد کو دُگنا ملنا چاہیے۔

اسی طرح نماز روزہ سے افضل ہے۔ اگر قیاس لگاتا تو کہتا کہ حائضہ عورت پر نماز کی قضاء واجب ہے، حالاں کہ میں روزہ کی قضاء کا فتویٰ دیتا ہوں۔

حضرت امام محمد باقرؒ اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور اٹھ کر امام ابو حنیفہؒ کی پیشانی کو چوم لیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

امام ابو حنیفہؒ بہت عرصہ تک علم حدیث کی طلب میں مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اور برابر امام محمد باقرؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ فقہ اور حدیث کے متعلق بہت سی علمی باتیں آپ کو ان کی صحبت سے حاصل ہوئیں۔ امام محمد باقرؒ نے ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔

- حضرت امام محمد باقرؒ کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی امام ابو حنیفہؒ کو گہری عقیدت تھی اکثر ان کی مجلس میں اکتساب علم کی نیت سے حاضری دیتے۔
- ۱۲۰ھ میں جب آپ کے استاذ حضرت حمادؒ کا کوفہ میں انتقال ہوا تو اہل کوفہ نے استاذ کی جانشینی کے لیے تمام شاگردوں میں امام ابو حنیفہؒ کا انتخاب کیا اور درخواست کی کہ مسند درس کو مشرف فرمائیں۔
- محرم ۱۴۶ھ میں تیسرا عباسی خلیفہ منصور اپنے حریف ابراہیم کو شکست دے کر بغداد پہنچا تو کچھ لوگوں نے منصور کو بتایا کہ اس جنگ میں امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم کی حمایت کی تھی۔ اس پر منصور نے آپ کو بغداد میں بلایا۔
- امام ابو حنیفہؒ صفر ۱۴۶ھ میں بغداد آئے۔
- منصور کا خیال تھا کہ ابو حنیفہؒ کو قتل کر دیا جائے۔
- مگر ربیع جو کہ منصور کا بہت مقرب تھا اُس نے اس اقدام سے روکا۔

آخر منصور نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ: میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ عہدہ قضاء آپ کو دیا جائے۔

- امام ابو حنیفہؒ نے جو کہ منصور کی سفّاکیوں سے بے حد نالاں تھے عہدہ قضاء قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
- منصور کو یہ بہت ناگوار گزرا اُس نے اُسی وقت آپ کو قید خانہ بھجوا دیا اور آپ کو نظر بند کر دیا۔ دوران نظر بندی آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ امام محمدؒ نے جو فقہ حنفی کے دست وبازو ہیں قید خانہ میں ہی امام ابو حنیفہؒ سے اپنی تعلیم مکمل کی تھی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

وفات

- منصور کو آپ سے خدشہ تھا کہ کہیں باغیوں کی حمایت نہ کر دیں۔ اس لیے بجائے رہا کرنے کے امام صاحبؒ کو جیل میں ہی زہر دلوا دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے جب زہر کے اثر کو محسوس کیا تو سجدہ میں گئے اور اسی حالت میں انتقال کر کے شہادت پا گئے۔ تاریخ انتقال ۱۵ رجب ۱۵۰ھ ہے۔ جنازہ جیل سے باہر لایا گیا۔ قاضی شہر حسن بن عمارہ نے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ ظہر سے پہلے نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پچاس ہزار سے زائد مسلمان شریک ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امام اعظمؒ کے عظیم کارنامے

عقیدہ اہل السنّت والجماعت کی وضاحت

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ ''الفقہ الاکبر'' کتاب لکھ کر پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہبی فرقوں کے مقابلہ میں عقیدہ اہل السنت والجماعت کو ثابت کیا۔

(۱) خلفائے راشدین کی پوزیشن

۱ مذہبی فرقوں نے یہ بحث اٹھادی تھی کہ آیا خلفائے راشدینؓ میں سے بعض کی خلافت صحیح تھی یا نہیں؟

۲ اور خلفائے راشدین میں سے کون کس سے افضل ہے؟

۳ اور ان میں سے کوئی مسلمان بھی رہا یا نہیں؟

۴ ان سوالات کی حیثیت محض سابق شخصیتوں کے متعلق ایک تاریخی رائے کی نہیں تھی بلکہ دراصل ان سے یہ بنیادی سوال پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح یہ خلفاء مسلمانوں کے امام بنائے گئے، آیا اس کو اسلامی ریاست کے سربراہ کی تقرری کا آئینی طریقہ مانا جائے گا یا نہیں؟

۵ اگر ان میں سے کسی کی خلافت کو بھی مشکوک سمجھ لیا جائے تو اس سے یہ سوال پیدا ہو جاتا تھا کہ اُس کے زمانۂ خلافت کے اجماعی فیصلے قانون اسلام کا جُزو مانے جائیں گے یا نہیں؟

٦ اور اُس خلیفہ کے اپنے فیصلے قانونی مظاہر کی حیثیت رکھیں گے یا نہیں؟

۷ اس کے علاوہ ان کی خلافت کی صحت اور عدم صحت اور ان کے ایمان وعدم ایمان، حتّٰی کہ ان میں سے بعض پر بعض کی فضیلت کا سوال بھی آپ سے آپ اس سوال پر منتہی ہوتا تھا کہ بعد کے مسلمان آیا اُس ابتدائی اسلامی معاشرے پر اعتماد رکھتے ہیں اور اس کے اجتماعی فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

جو پیغمبر اسلام ﷺ کی براہ راست تربیت وراہنمائی میں بنا تھا اور جس کے توسط ہی سے بعد کی نسلوں کو قرآن اور سنتِ پیغمبر اور اسلامی احکام کی ساری معلومات پہنچتی ہیں۔[1]

(۲) جماعتِ صحابہؓ کی پوزیشن

دوسرا سوال جماعتِ صحابہؓ کی پوزیشن کا ہے جس کی بنیاد پر سوادِ اعظم یعنی اہل السنت والجماعت کو ایک گروہ اس بنا پر ظالم وگمراہ بلکہ

---

[1] خلافت وملوکیت ص ۲۳۱ مؤلفہ ابوالاعلیٰ مودودی۔

کافر تک کہتا تھا کہ انہوں نے پہلے تین خلفاء، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو امام بنایا۔

اور جس کے افراد کی ایک بڑی تعداد کو خوارج اور معتزلہ کافر و فاسق ٹھہراتے تھے۔[1]

یہ سوال بھی بعد کے زمانے میں محض ایک تاریخی سوال کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ اس سے خود بخود یہ مسئلہ پیدا ہو جاتا تھا کہ نبی کریم ﷺ سے جو احکام ان لوگوں کے واسطے سے منقول ہوئے ہیں وہ آیا اسلامی قانون کے ماخذ قرار پائیں گے یا نہیں؟

(۳) ایمان کی تعریف اور ایمان اور کفر کا اصول فرق

تیسرا اہم اور بنیادی سوال ایمان کی تعریف، ایمان و کفر کے درمیان اصولی فرق اور گناہ کے اثرات و نتائج کا تھا جس پر خَوارِجُ، مُعتزلہ اور مرجیہ کے درمیان بحثیں اٹھی ہوئی تھیں۔

یہ سوال محض دینیاتی نہ تھا بلکہ مسلم معاشرہ کی ترکیب سے اس کا گہرا تعلق تھا۔ کیوں کہ اس کے متعلق جو فیصلہ بھی کیا جائے اس کا اثر مسلمانوں کے اجتماعی حقوق اور ان کے قانونی تعلقات پر لازماً پڑتا ہے۔

نیز ایک اسلامی ریاست میں اس امر کے متعلق بھی فیصلہ کرنا

---

[1] ایضاً خلافت وملوکیت ص ۲۳۱۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

ضروری ہے کہ گنہ گار حاکموں کی حکومت میں جمعہ و جماعت جیسے مذہبی کام اور عدالتوں کے قیام اور جنگ و جہاد جیسے سیاسی کام صحیح طور پر کیے جا سکیں گے یا نہیں؟[1]

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ نے ان مسائل کے متعلق "اہل السنت و الجماعت" کا جو مسلک ثابت کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

خلفائے راشدینؓ

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس ابو بکر صدیقؓ ہیں، پھر عمر بن خطابؓ، پھر عثمان بن عفانؓ، پھر علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ یہ سب حق پر تھے اور حق کے ساتھ رہے۔[2]

اس عقیدہ کی مزید تشریح امام طحاویؒ نے عقیدہ طحاویہ میں کی ہے۔

"ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر صدیقؓ کو تمام امت پر افضل قرار دیتے ہوئے سب سے پہلے خلافت ان کے لیے ثابت کرتے ہیں، پھر عمرؓ بن الخطاب کے لیے، پھر عثمانؓ بن عفان کے لیے پھر

---

[1] خلافت و ملوکیت ص ۲۳۱۔

[2] الفقہ الاکبر، مؤلفہ حضرت ابو حنیفہ و شرح الفقہ الاکبر ص ۷۴ مؤلفہ علامہ علی قاری حنفی۔

عبد الوحید الحنفی

علیؓ بن ابی طالب کے لیے اور یہ خلفائے راشدین و ائمہ مہدیین ہیں۔"[1]

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اجماعی عقیدہ یہی قرار دیا کہ فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔[2]

جماعتِ صحابہ کرامؓ

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"ہم صحابہؓ کا ذکر بھلائی کے سوا اور کسی طرح نہیں کرتے"

عقیدہ طحاویہ میں اس کی مزید تفصیل یہ ہے:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب کو محبوب رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی محبت میں حد سے نہیں گزرتے اور نہ کسی سے تبرّیٰ کرتے ہیں۔ ان سے بُغض رکھنے والے اور بُرائی کے ساتھ ان کا ذکر کرنے والے کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور ان کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح نہیں کرتے۔"[3]

مشاجراتِ صحابہؓ

میں بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

---

[1] ابن ابی العِزّ الحنفی، شرح الطّحاوِیہ ص ۴۰۳۔ مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۳۷۳ھ۔

[2] خلافت وملوکیت ص ۲۳۴۔

[3] شرح الطحاویہ ابنِ ابی العز ص ۳۹۸۔

"حضرت علیؓ کی جن لوگوں سے بھی جنگ ہوئی، ان کے مقابلہ میں علیؓ زیادہ برسرِ حق تھے۔[1]

اگرچہ صحابہ کرامؓ کی خانہ جنگی کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنی رائے ظاہر کرنے سے دریغ نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ اس میں جنگ جمل و صفین کے شرکاء شامل ہیں۔ لیکن وہ دوسرے فریق کو مطعون کرنے سے قطعی پرہیز کرتے ہیں۔[2]

تعریفِ ایمان

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"ایمان نام ہے اقرار اور تصدیق کا"[3]

"الوصیہ" میں اس کی تشریح امام ابو حنیفہؒ نے اس طرح کی ہے:

"ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہے"

پھر فرماتے ہیں: نہ اقرار اکیلا ایمان ہے اور نہ محض معرفت ہی کو ایمان کہا جاسکتا ہے۔

اس کی مزید تشریح وہ اس طرح کرتے ہیں:

عمل، ایمان سے الگ ایک چیز ہے اور ایمان عمل سے الگ چیز ہے۔

---

[1] المکی ج ۲ ص ۸۳۔

[2] خلافت وملوکیت ص ۲۳۳۔ مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی۔

[3] الفقہ الاکبر شرح علامہ علی قاری حنفی ص ۱۰۳۔ المغنیساوی ص ۳۳۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ بسا اوقات مومن سے عمل مرتفع ہو جاتا ہے۔ مگر ایمان اس میں مرتفع نہیں ہوتا........

مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقیر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس پر ایمان واجب نہیں۔[1]

امام ابو حنیفہؒ نے اس عقیدہ کے اظہار سے خوارج کے اس خیال کی تردید کر دی کہ عمل، ایمان کی حقیقت میں شامل ہے۔ اور گناہ لازماً عدم ایمان کا ہم معنی ہے۔

کفر اور گناہ کا فرق کیا ہے؟

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کی بنا پر، خواہ وہ کیسا ہی بڑا گناہ ہو کافر نہیں قرار دیتے۔ جب تک کہ وہ اس کے حلال ہونے کا قائل نہ ہو۔

ہم اس سے ایمان کا نام سلب نہیں سمجھتے بلکہ اسے حقیقتاً مومن قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک مومن شخص فاسق ہو اور کافر نہ ہو۔[2]

امام اعظم ابو حنیفہ نے "الوصیہ" میں فرمایا:

---

[1] الوصیہ

[2] الفقہ الاکبر، شرح علامہ علی قاری حنفی ص ۸۲۔ المغنیساوی ص ۲۷۔

اُمّتِ محمد ﷺ کے گناہ گار سب مومن ہیں۔ کافر نہیں ہیں۔ [1]

عقیدہ طحاویہ میں اس کی مزید تشریح یہ ہے:

"بندہ خارج از ایمان نہیں ہوتا مگر صرف اُس چیز کے انکار سے جس کے اقرار نے اُسے داخلِ ایمان کیا تھا۔ [2]

خوارج سے مناظرہ

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درمیان اسی مسئلہ پر خوارج سے مناظرہ ہوا۔ خارجیوں کی ایک بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور کہا کہ مسجد کے دروازہ پر دو جنازے ہیں۔ ایک ایسے شرابی کا ہے جو شراب پیتے پیتے مر گیا۔ دوسرا ایک عورت کا ہے جو زنا سے حاملہ ہوئی اور شرم کے مارے خود کشی کر کے مر گئی۔ امام ابو حنیفہؒ نے پوچھا: یہ دونوں کس ملّت سے تھے؟ کیا یہودی تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ امام نے پوچھا: کیا عیسائی تھے؟ کہا: نہیں۔ پوچھا کیا مجوسی تھے؟ وہ بولے: نہیں۔ امام نے کہا: پھر آخر وہ کس ملّت سے تھے؟

انہوں نے جواب دیا اس ملت کے جو کلمہ اسلام کی شہادت دیتی ہے۔

امام ابو حنیفہ نے کہا: بتاؤ یہ ایمان کا ۱/۳ ہے یا ۱/۴ ہے یا ۱/۵ ہے؟

---

1 شرح الوصیہ ص ٦۔ ملّا حسین۔

2 شرح الطحاویہ، ابن ابی العز ص ٢٦٥۔

وہ بولے کہ ایمان کا تہائی چوتھائی نہیں ہوتا۔

امام نے فرمایا: کلمے کی شہادت کو آخر تم ایمان کا کتنا حصہ مانتے ہو؟

وہ بولے: پورا ایمان۔

اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: جب تم خود انہیں مومن کہہ رہے ہو تو مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم یہ پوچھتے ہیں کہ وہ دوزخی ہے یا جنتی؟

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: اچھا اگر تم یہ پوچھنا ہی چاہتے ہو تو میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے نبی ابراہیمؑ نے ان سے بدتر گناہ گاروں کے متعلق کہا کہ:

خدایا جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو آپ غفور رحیم ہیں۔ (سورہ ابراہیم آیت ۳۶)

اور جو اللہ کے ایک اور نبی عیسیٰؑ نے ان سے بھی زیادہ بڑے گناہ گاروں کے متعلق کہا تھا کہ:

اگر آپ انہیں عذاب دیں تو آپ کے بندے ہیں۔ معاف فرمادیں تو آپ زبردست اور دانا ہیں۔ (سورہ المائدہ ۱۱۸)

اور جو اللہ کے ایک تیسرے نبی نوحؑ نے کہا تھا کہ:

ان لوگوں کا حساب لینا تو میرے رب کا کام ہے، کاش تم سمجھو، اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔ (الشعراء ۱۱۳،۱۱۴)

اس جواب کو سُن کر ان خارجیوں کو اپنے خیال کی غلطی کا اعتراف کرنا پڑا۔[1]

گناہ گار مومن کا انجام

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کے لیے گناہ نقصان دہ نہیں ہے۔ اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اگر وہ فاسق ہو۔"[2]

اور ہم مرجیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں ضرور مقبول اور ہماری بُرائیاں ضرور معاف ہو جائیں گی۔

عقیدہ طحاویہ میں مزید یہ ہے کہ:

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کے نہ جنتی ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں نہ دوزخی ہونے کا اور نہ ہم ان پر کفر یا شرک یا منافقت کا حکم لگاتے ہیں جب تک کہ ان سے ایسی کسی بات کا عملاً ظہور نہ ہو اور ان کی نیتوں کا معاملہ ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں۔[3]

---

[1] المکی ج ا ص ۱۲۴۔
[2] الفقہ الاکبر شرح علامہ علی قاری ص ۹۲۔ المغنیساوی ص ۲۸۔
[3] ایضاً شرح ابی العز ص ۳۱۲۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

عقیدہ اہل سنت کی وضاحت کا نتیجہ

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے "الفقہ الاکبر" میں اور "الوصیہ" میں اہل السنت والجماعت کا متوازن عقیدہ پیش کر کے شیعہ، خوارج اور معتزلہ و مرجیہ کی انتہائی آراء کے درمیان اُمّت کو راہ اعتدال پر قائم رکھنے کے لیے سعی بلیغ کی ہے۔ یہ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

(۲) متوازن عقیدہ اہل السنت و الجماعت کے ثابت کرنے سے مسلم معاشرہ انتشار اور باہمی تصادم و منافقت سے بھی اور اس کے افراد اخلاقی بے قیدی اور گناہوں پر جسارت سے بھی رک گئے۔ جس فتنوں کے زمانے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ نے "عقیدہ اہل سُنّت" کی یہ وضاحت پیش کی تھی، اُس کی تاریخ کو نگاہ میں رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ تھا جس سے انہوں نے اُمّت کو راہ اعتدال سے روشناس کرادیا۔ اس عقیدے کے معنیٰ یہ تھے کہ:

"امت اس ابتدائی اسلامی معاشرے پر پُورا اعتماد رکھتی ہے جو نبی ﷺ نے قائم کیا تھا۔ اُس معاشرے کے لوگوں نے جو فیصلے بالاتفاق یا اکثریت کے ساتھ کیے تھے اُمت اُن کو تسلیم کرتی ہے۔ جن اصحابؓ کو انہوں نے یکے بعد دیگرے خلیفہ منتخب کیا تھا، اُن کی خلافت بھی اور اُن کے زمانے کے فیصلوں کو بھی وہ آئینی حیثیت سے

درست مانتی ہے۔ اور شریعت کے اُس پورے علم کو بھی وہ قبول کرتی ہے جو اُس معاشرے کے افراد یعنی صحابہ کرامؓ کے ذریعے سے بعد کی نسلوں کو ملا ہے۔ یہ عقیدہ اگرچہ امام ابو حنیفہؒ کا اپنا ایجاد کردہ نہ تھا بلکہ امت کا سواد اعظم اُس وقت یہی عقیدہ رکھتا تھا مگر امام ابو حنیفہؒ نے اسے تحریری شکل میں مرتب کر کے ایک بہت بڑی خدمت انجام دی کیوں کہ اس سے تمام مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ متفرق گروہوں کے مقابلہ میں اُن کا امتیازی مسلک کیا ہے۔ "[1]

امام اعظم ابو حنیفہ کا دوسرا بہت بڑا کارنامہ

قانونِ اسلامی کی تدوین

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ نے "الفقہ الاکبر" اور "الوصیّہ" مسلمانوں کے عقائد کی وضاحت پیش کی تھی اُس دور کی تاریخ کو نگاہ میں رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اُن کا بڑا کارنامہ تھا۔ دوسرا ان کا سب سے بڑا کارنامہ "قانون اسلامی کی تدوین" کا انتظام ہے۔ جس نے انہیں تاریخ میں لازوال عظمت عطا کی۔

تدوینِ فقہ حنفی

قانونِ اسلامی کی تدوین کے بارے مسند خوازمی میں ہے کہ:

[1] خلافت وملوکیت ص ۲۳۶ مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی۔

امام ابو حنیفہؒ نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا۔ کیوں کہ صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ نے علم شریعت میں ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کوئی تصنیف نہیں کی۔ اُن کو اپنی یاد پر اطمینان تھا۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ نے صحابہؓ و تابعین کے بلاد اسلامیہ میں منتشر ہونے کی وجہ سے علم شریعت کو منتشر پایا اور متاخرین کے سوٗ حفظ کا خیال کر کے تدوین شریعت کی ضرورت محسوس کی

روایت ہے کہ آپ کے مذہب کو چار ہزار شخصوں نے نقل کیا ہے اور پھر ہر ایک کے اصحاب و تلامذہ کی تعداد ملا کر لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ علی قاری حنفیؒ نے اپنے رسالہ میں جو قفال مروی کے جواب میں لکھا ہے: تصریح کی کہ امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین بلاشبہ ہر دور میں دو تہائی رہے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے اہل علم، اتقیاء اور سلاطین ہوئے ہیں۔ [1]

تدوین شریعت، تاریخی حیثیت

خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہنچا، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے صحابہ کرامؓ کو پہنچا، صحابہ کرامؓ سے تابعین عظامؒ کو پہنچا اور تابعین سے امام ابو حنیفہؒ کو پہنچا۔

---

[1] تذکرہ محدثین۔ مقدمہ ص ۱۴۹ مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری۔

نقشہ تدوین شریعت وفقہ

شامی میں لکھا ہے کہ فقہاء نے فقہ کی تدوین کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ:

فقہ کا کھیت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بویا۔ حضرت علقمہؒ نے اس کھیت کو سینچا۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس کھیت کو کاٹا، حضرت حمادؒ نے اس کو مانڈا یعنی اناج کو بھوسی سے الگ کیا۔ حضرت ابو حنیفہؒ نے اس اناج کو پیسا، امام یوسفؒ نے اس کے آٹے کو گوندھا۔ حضرت امام محمد بن الحسنؒ نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی سب اس کے کھانے والے ہیں۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور آپ کے ۴۰ شرکاء تدوین فقہ

۱ موفق ص ۲۹ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے ۴ ہزار اساتذہ سے علم قرآن و حدیث و فقہ حاصل کیا اور تکمیل کے بعد مسند درس پر بیٹھے تو ایک ہزار شاگرد جمع ہو گئے۔

۲ ان میں سے ۴۰ کو منتخب کیا تدوین فقہ کے لیے جو سب مجتہد تھے یہ چالیس حضرات تو وہ تھے جو باقاعدہ تدوین فقہ کے کام میں ذمہ دارانہ حصہ لیتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے محدثین و فقہا بھی

[1] تذکرہ محدثین۔ مقدمہ ص ۱۴۹ مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری۔

اکثر اوقات حدیثی و فقہی بحثوں کو سُننے اور ان میں سے اپنے اپنے علم و صوابدید کے موافق کہنے سننے کا برابر حق رکھتے تھے۔

امام ابو حنیفہ کا مقام مجلس تدوین شریعت و فقہ

روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جب مسند علم پر بیٹھتے تھے تو ان کے گرد اصحاب قاسم بن معنؒ، عافیہ ابن یزیدؒ، داؤد طائیؒ، زُفر بن ہذیلؒ جیسے خصوصی ارکان مجلس بیٹھ جاتے تھے اور کسی مسئلہ پر بحث شروع ہو جاتی تھی اور اثناء بحث میں آوازیں بھی بلند ہو جاتی تھیں۔ لیکن جب امام ابو حنیفہؒ تقریر فرماتے تھے تو سب خاموش ہو جاتے تھے۔ اور امام صاحبؒ پوری تحقیق فرمالیتے تو سب مل کر اس کو منضبط کر لیتے تھے۔ پھر اس کو مکمل کرنے کے بعد دوسرے مسئلے کو شروع کرتے تھے۔[1]

تدوینِ شریعت و فقہ کی مجلس کے ۳۶ شرکاء

اس مجلس کے شرکاء امام ابو حنیفہؒ کے اپنے شاگرد تھے جن کو سالہا سال تک انہوں نے اپنے مدرسۂ قانون میں باقاعدہ قانونی مسائل پر سوچنے، علمی طرز پر تحقیقات کرنے اور دلائل سے نتائج مستنبط کرنے کی تربیت دی تھی۔ ان میں سے قریب قریب ہر شخص امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ وقت کے دوسرے بڑے بڑے اساتذہ سے بھی قرآن، حدیث،

[1] مناقب کروری ص ۱۰۳ ج ۱۔

امام اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

فقہ اور دوسرے مددگار علوم مثلاً لغت، نحو، ادب اور تاریخ و سِیَر کی تعلیم حاصل کر چکا تھا۔ مختلف شاگرد مختلف علوم کے اختصاصی ماہر سمجھے جاتے تھے۔

مثلاً کسی کو قیاس و رائے میں نماں مقام حاصل تھا، کسی کے پاس احادیث و صحابہؓ کے فتاویٰ اور پچھلے خلفاء و قضاۃ کے نظائر کی وسیع معلومات تھیں، اور کوئی تفسیر یا قانون کے کسی خاص شعبے یا لغت اور نحو یا مغازی کے علم میں اختصاص رکھتا تھا۔

ایک دفعہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ان ۳۶ شرکاء مجلس کے بارے میں بتایا کہ یہ کس مرتبہ کے لوگ تھے۔

یہ ۳۶ آدمی ہیں جن میں سے ۲۸ قاضی ہونے کے لائق ہیں۔ ۶ فتویٰ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور دو اس درجے کے آدمی ہیں کہ قاضی اور مفتی تیار کر سکتے ہیں۔[1]

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس مجلس میں تین دن تک مسلسل ایک مسئلے پر بحث ہوتی رہی۔ تیسرے دن شام کے وقت میں نے جب اللہ اکبر کی آوازیں سُنیں تو پتہ چلا کہ اس بحث کا فیصلہ ہو گیا۔[2]

---

[1] المکی ج ۲ ص ۲۴۶۔

[2] المکی ج ۲ ص ۱۳۳۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مجلس تدوین قانون شریعت وفقہ کی کیفیت

امام ابو حنیفہؒ کے ایک شاگرد ابو عبداللہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فقہی مجلس میں امام ابو حنیفہؒ اپنی جو رائیں ظاہر کرتے تھے۔ انہیں اُن کے شاگرد لکھتے تھے، انہیں بعد میں وہ پڑھوا کر سُن لیا کرتے تھے۔ چناں چہ اُن کے شاگرد امام ابو عبداللہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ:

میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال اُن کو پڑھ کر سناتا تھا۔

(ابو یوسف مجلس کے فیصلے کو ثبت کرتے ہوئے) ساتھ ساتھ اپنے اقوال بھی (اپنے مسودہ تحریر میں) درج کر دیا کرتے تھے۔ اس لیے پڑھتے وقت میں کوشش کرتا کہ اُن کے اقوال چھوڑتا جاؤں اور صرف امام ابو حنیفہؒ کے اپنے اقوال انہیں سناؤں۔

ایک روز میں چُوک گیا اور دوسرا قول میں نے پڑھ دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے پوچھا: یہ دوسرا قول کس کا ہے؟[1]

اس کے ساتھ ساتھ المکی کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ:

اس مجلس تدوین شریعت و فقہ کے جو فیصلے لکھے جاتے تھے ان کو الگ الگ عنوانات کے تحت کتابوں اور ابواب میں مرتب بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کی زندگی میں کر دیا گیا تھا۔

---

[1] الکروری ج ۲ ص ۱۰۹۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

امام ابو حنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس شریعت کے علم کو مدوّن کیا ان سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا......... امام ابو حنیفہؒ نے اس کو کتابوں اور جدا جدا عنوانات کے تحت ابواب کی شکل میں مرتب کر دیا تھا۔ [1]

۸۳ ہزار قانونی مسائل کا حل

اس مجلس میں جیسا کہ المکی کا بیان ہے ۸۳ ہزار قانونی مسائل طے کیے گئے تھے۔......... یہ مسائل قریب قریب ہر شعبۂ قانون سے متعلق تھے۔ بین الاقوامی قانون، دستوری قانون، دیوانی فوجداری قانون، قانونی شہادت، ضابطہ عدالت، معاشی زندگی کے ہر شعبے کے الگ قوانین نکاح و طلاق اور وراثت وغیرہ شخصی احوال کے قوانین اور عبادات کے احکام یہ سب عنوانات ہم کو ان کتابوں کی فہرستوں میں ملتے ہیں۔ جو اس مجلس کے فراہم کردہ مواد سے امام یوسفؒ نے پھر امام احمد بن حسن شیبانیؒ نے بعد میں مرتب کیں۔ باقاعدہ تدوین قانون شریعت کا یہ اثر ہوا کہ انفرادی طور پر کام کرنے والے مجتہدوں، مفتیوں اور قاضیوں کے لیے یہ قوانین رہنما ثابت ہوئے۔... بعد میں جتنے دوسرے بڑے بڑے فقہی نظام بنے وہ اپنے طرز اجتہاد اور نتائج اجتہاد میں چاہے اس سے مختلف ہوں مگر ان کے لیے نمونہ یہی تھا جسے سامنے

---

[1] المکی ج ۲ ص ۱۳۶۔

رکھ کر ان کی تدوین کی گئی۔[1]

امام ابو حنیفہ کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اجتہاد

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

۱ مجھے جب کوئی حکم اللہ کی کتاب قرآن مین مل جاتا ہے تو میں اسی کو تھام لیتا ہوں۔

۲ اور جب اس میں نہیں ملتا تو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے اُن صحیح آثار کو لیتا ہوں جو ثقہ لوگوں کے ہاں ثقہ لوگوں کے واسطے سے معروف ہیں۔

۳ پھر جب نہ کتاب اللہ میں حکم ملتا ہے۔نہ سنت رسول اللہ میں حکم ملتا ہے تو میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے قول کی پیروی کرتا ہوں اور جس صحابی کا قول چاہتا ہوں قبول کرتا ہوں۔

اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر ان سب کے اقوال سے باہر جا کر کسی کا قول نہیں لیتا......

۴ پھر رہے دوسرے لوگ تو جس طرح اجتہاد کا انہیں حق ہے مجھے بھی حق ہے۔[2]

[1] خلافت وملوکیت ص ۲۴۳۔

[2] الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۳، المکی، مناقب ابو حنیفہ ج ۱ الذھبی مناقب الامام ابو حنیفہ و صاحبیہ ص ۲۰۔

تمام اصحاب ابو حنیفہؒ اس پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ تھا کہ ضعیف حدیث بھی مل جائے تو اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو چھوڑ دیا جائے۔[1]

امام ابو حنیفہ قرآن وسنت کو آخری سند قرار دیتے تھے

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ تدوینِ شریعت میں قرآن وسنت کو آخری سند قرار دیتے تھے۔

اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ قانونی حاکمیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے قانونی فیصلے سند ہیں۔ اور پھر صحابہ کرامؓ کے فیصلے اور اقوال معیارِ حق ہیں۔

اُن کے نزدیک قیاس ورائے سے قانون سازی کا دائرہ صرف اُن حدود تک محدود تھا جس میں اللہ اور رسول کا کوئی حکم موجود نہ ہو۔ پھر صحابہ کرامؓ کے انفرادی اقوال کو دوسروں کے اقوال پر جو ترجیح وہ دیتے تھے اس کی وجہ بھی دراصل یہ تھی کہ صحابہؓ کے معاملہ میں یہ امکان موجود ہے کہ صحابیؓ کے عمل میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی حکم ہو اور وہی صحابی کے قول کا ماخذ ہو اور صحابیؓ کے عمل میں جاری ہو۔

اس لیے امام اعظم ابو حنیفہؒ قرآن و حدیث کے بعد اس بات کا

---

[1] الذہبی ص ۲۱۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

التزام کرتے کہ جن مسائل میں صحابہؓ کے درمیان الگ الگ قول یا عمل ہو تو اُن اقوال اور اعمال میں خلفائے راشدینؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰؓ کے اقوال کو باقی صحابہؓ کے اقوال اور اعمال پر ترجیح دیتے اور اُن کو لے لیتے تھے اور جہاں خلفائے راشدینؓ میں سے کسی کا کوئی قول و عمل ظاہر نہ ہوتا تو پھر باقی صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال میں سے کسی کے قول و عمل کو اختیار کر لیتے۔ اور اپنی رائے سے کوئی ایسا فیصلہ نہ کرتے جو صحابہؓ کے اقوال سے مختلف ہو۔

کیوں کہ اس صورت میں نادانستہ سُنت کی خلاف ورزی ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

البتہ وہ قیاس سے یہ رائے قائم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ ان میں سے کس کا قول سنّت سے قریب تر ہے۔

امام ابو حنیفہ پر الزام "حدیث پر قیاس کی ترجیح" کا غلط ہے

امام اعظم ابو حنیفہؒ پر ان کے زمانۂ حیات ہی میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ قیاس کو نص پر ترجیح دیتے ہیں۔ مگر اُنہوں نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

بخدا اُس شخص نے جھوٹ کہا اور ہم پر افترا کیا جس نے کہا کہ:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہم قیاس کو نص پر مقدم رکھتے ہیں۔ بھلا نص کے بعد بھی قیاس کی کوئی حاجت رہتی ہے؟ [1]

خلیفہ منصور کا سوال اور امام ابو حنیفہ کا جواب

خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ ان کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب میں لکھا:

"امیر المؤمنین، جو بات آپ کو پہنچی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں۔ پھر سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتا ہوں۔ پھر ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ خلفائے راشدینؓ کے فیصلوں پر عمل کرتا ہوں پھر باقی صحابہؓ کے فیصلوں پر عمل کرتا ہوں۔ البتہ جب ان میں مختلف اقوال ہوں تو قیاس کرتا ہوں۔ [2]

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت کے تلامذہ

دیکھیے صفحہ نمبر ۵۰ اور ۵۱۔

[1] الشعرانی، کتاب المیزان ج ۱ ص ۶۱۔ مطبوعہ ثالث ۱۹۲۵ء۔

[2] الشعرانی، کتاب المیزان ج ۱ ص ۶۲۔ مطبوعہ ۱۹۲۵ء۔

خادم اہل السنت حافظ عبد الوحید الحنفی

سرورِ کائنات رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تلامذہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

امام ابوحنیفہ رح کے اساتذہ

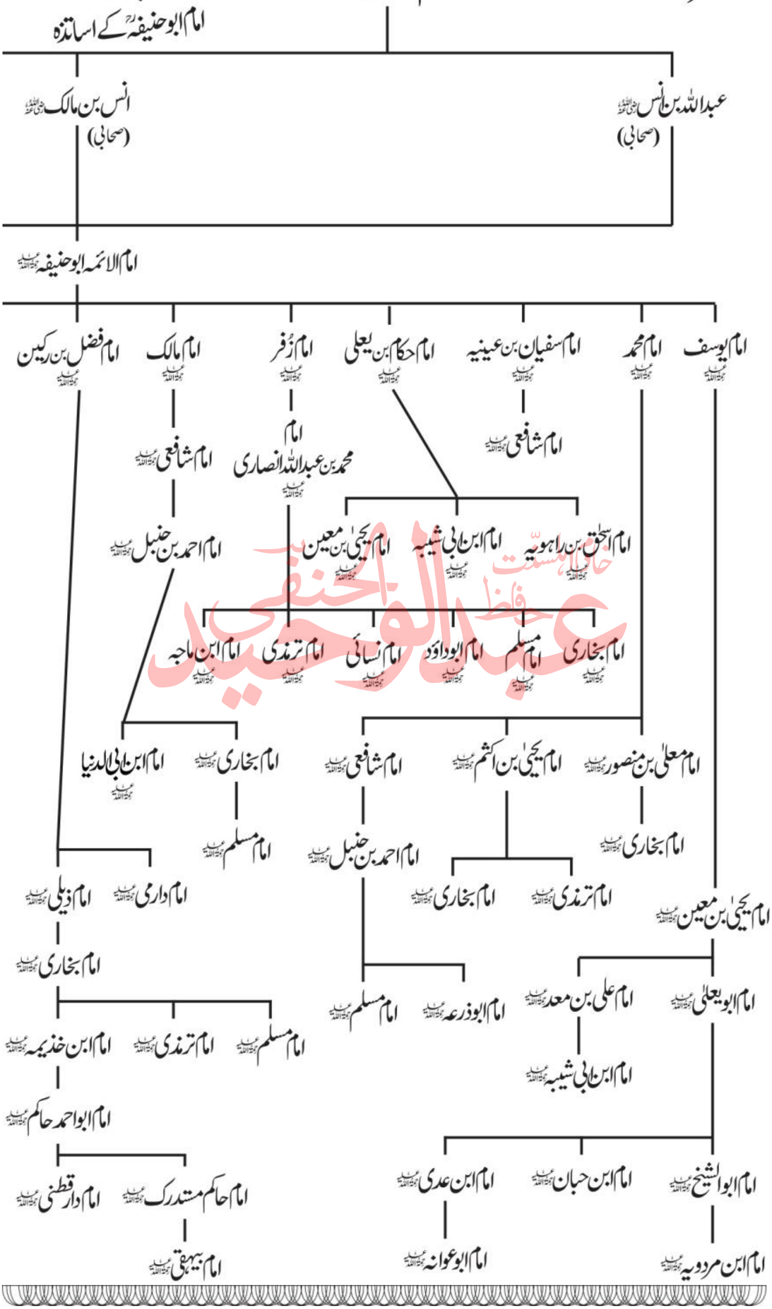

عبدالوحید الحنفی

حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے تلامذہ

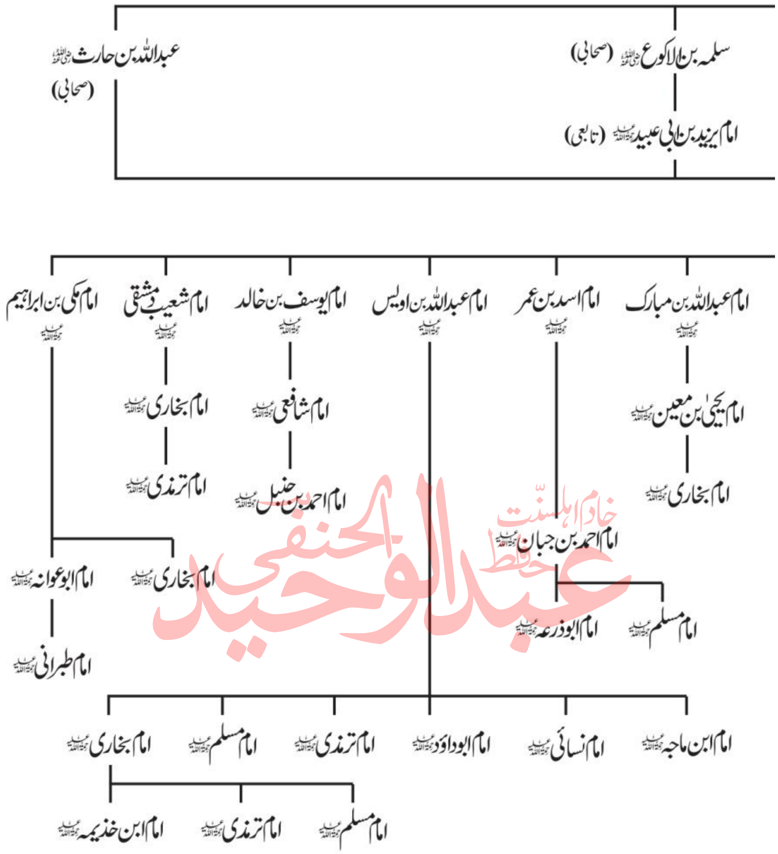

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

امام شعبیؒ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ

بہ تصریح امام ذہبیؒ، امام شعبیؒ کوفہ کے قاضی تھے اور امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کرامؓ کی زیارت کی اور اُن سے علم حدیث و فقہ پایا۔ اور آپ کے بڑے بڑے تلامذہ میں حضرت مکی بن ابراہیمؒ بھی ہیں جو امام بخاریؒ کے استاذ تھے۔ یعنی امام بخاریؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد مکی بن ابراہیمؒ کے شاگرد تھے۔ مذکورہ علمی شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے محدثین امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

امام شعبیؒ امام ابو حنیفہؒ کے استاد

بہ تصریح امام ذہبیؒ امام شعبیؒ کوفہ کے قاضی تھے اور امام حنیفہؒ کے شیوخ میں سے ہیں جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کرامؓ کی زیارت کی اور ان سے علم حدیث و فقہ پایا۔ اور آپ کے بڑے بڑے تلامذہ میں حضرت مکی بن ابراہیم بھی ہیں جو امام بخاری کے استاد تھے یعنی امام ابو حنیفہ کے شاگرد مکی بن ابراہیمؒ کے امام بخاریؒ شاگرد تھے۔ مذکورہ علمی شجرہ سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے محدثین امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

امام شعرانی شافعیؒ کا ایک خواب

خادم حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) امام شعرانی شافعیؒ میزان الکبریٰ ص ۱۶۴ میں لکھتے ہیں:

لما من اللہ علی بالاطلاع علی عین الشریعة رأیت المذاهب کلها متصلة بها و رأیت مذاهب الائمة الاربعة تجری جد والها کلها و رأیت جمع المذاهب الدرست قد استحالت حجارة و رأیت اطول الائمة جدو الامام ابو حنیفة علیہ الرحمۃ و یلیه الامام مالک علیہ الرحمۃ و یلیه الامام الشافعی و یلیه الامام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ و اقصرهم جدو المذهب الامام داؤد علیہ الرحمۃ و قد انقرض فی القرن الخامس، فاولت ذلک بطول زمن العمل بمذاهبهم و قصره، فکما کان مذهب

الامام ابی حنیفة علیہ الرحمۃ اوّل المذاھب المدونة تدوینا فکذلک یکون اخرھا انقرا ضا و بذلک قال اھل الکشف۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ مجھے شریعت کا چشمہ دکھایا تو میں نے دیکھا کہ:

سارے مذاہب کی نہریں اس چشمہ کے ساتھ ملی ہوئیں ہیں (وہ نہریں) اور ائمہ اربعہؒ کے مذاہب کی نہریں سب جاری ہیں۔ پھر وہ تمام مذاہب پتھر ہو گئے یعنی مٹ گئے۔ (اور ان کی نہریں بند ہو گئیں) البتہ ائمہ اربعہ کے مذاہب کی نہریں جاری ہیں۔ اور ان میں سب سے بڑی نہر امام ابو حنیفہؒ کی ہے، پھر اس سے چھوٹی امام مالکؒ کی، پھر امام شافعیؒ کی پھر امام احمدؒ بن حنبل ہے اور سب سے چھوٹی نہر داؤد ظاہری کی ہے۔ یہ پانچویں صدی میں آکر ختم ہو گئی۔ تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ یہ مجھے ان مذاہب پر عمل کا زمانہ دکھایا گیا ہے کہ کس مذہب پر طویل زمانہ تک عمل ہو گا۔ اور کس پر کم مدت تک ہو گا۔ اور اس سے میں یہ بھی سمجھا کہ جیسے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب تدوین کے اعتبار سے اوّل ہے، اسی طرح ختم کے اعتبار سے سب سے آخر تک ہے اور اہل کشف نے بھی یہی کہا ہے۔ (میزان الکبریٰ ص ۱۶۴)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک ارشاد

(۲) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں لکھتے ہیں:

آخری زمانے میں جب حضرت عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے تو مذہب حنفی کے مطابق عمل کریں گے۔

چناں چہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ 'فصولِ ستہ میں فرماتے ہیں:

اور یہی ان کی بزرگی کی کافی علامت ہے کہ ایک پیغمبر اولو العزم ان کے مذہب پر عمل کرے گا۔ کسی اور کی سینکڑوں بزرگیاں بھی اس کی ایک بزرگی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔[1]

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت اور ان سے روایت

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کی زیارت کی، اس حوالے سے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ مختلف روایات کے ذریعے ذیل کے اسماء گرامی بیان کیے گئے ہیں:

(۱) حضرت ابو طفیلؓ عامر بن واثلہ دوسی کنعانی (وفات ۱۲۰ھ)

(۲) حضرت انسؓ بن مالک[2] (وفات ۹۰ھ، ۹۱ھ، ۹۳ھ بصرہ)

---

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۹۶

[2] آپ کی حیات میں امام ابو حنیفہ بیس سے زیادہ مرتبہ بصرہ تشریف لے گئے۔

(۳) حضرت جابرؓ بن عبداللہ[1] (وفات ۷۸ھ، ۷۹ھ، ۸۹ھ)

(۴) حضرت سائبؓ بن خلاد بن سوید (وفات ۹۱ھ)

(۵) حضرت سائبؓ بن یزید بن سعید (وفات ۹۱ھ، ۹۲ھ، ۹۳ھ)

(۶) حضرت سہلؓ بن ساعد، (وفات ۹۸ھ)

(۷) حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ، (وفات ۸۸ھ)

(۸) حضرت عبداللہ بن انیسؓ (وفات ۹۶ھ کے بعد

(۹) حضرت عبداللہ بسر مازنیؓ (وفات ۹۶ھ)

(۱۰) حضرت عبداللہؓ بن حارث بن جزء الزبیدی (وفات ۹۳ھ)

(۱۱) حضرت عمر بن حریثؓ (وفات ۸۹ھ)

(۱۲) حضرت محمود بن الربیع الانصاریؓ (وفات ۹۹ھ)

(۱۳) حضرت محمود بن لبید الا شبیلیؓ (وفات ۹۶ھ)

(۱۴) حضرت معقل بن یسارؓ

(۱۵) حضرت واثلہؓ بن اسقع (وفات ۸۶ھ)

(۱۶) حضرت برماسؓ بن زباد الباہلی (وفات ۱۰۲ھ)

صحابہ کرامؓ کی زیارت اور ان سے روایت کے سلسلے میں مختلف علماء سے مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ سے دو قول نقل ہوئے ہیں جن میں سے ایک میں چار اور ایک قول میں پندرہ صحابہؓ سے

[1] ان کی زیارت ثابت ہے۔

آپ کی رویت یا روایت کی تصدیق کی گئی ہے۔ ان اقوال کی تطبیق یوں کی جاتی ہے کہ آپ نے پندرہ کی زیارت کی اور چار سے روایت کی۔

جملہ روایات کو مد نظر رکھ کر قول فیصل یہی سامنے آتا ہے کہ آپ ہر اعتبار سے تابعی کے درجے پر فائز تھے۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کی زیارت بھی کی اور ان سے احادیث بھی سنیں۔ یہ احادیث آپ نے انہی صحابہ کرامؓ کے حوالے سے روایت کیں اور جمہور اہل علم نے ان روایات کو قبول بھی کیا اور نقل بھی کیا۔

یہ روایات ذخیرۂ حدیث میں بہت معتبر بھی ہیں اور دین و ایمان کے لیے مفید بھی۔ اہل علم ان سے استفادہ کرتے اور اپنے قلوب و اذہان کو مستنیر کرتے ہیں۔ ہاں بہت سے لوگ جو میاں نذیر حسین کے قول کے مطابق حاسد یا جاہل ہیں، امام ابو حنیفہؒ سے حسد کے سبب یا جہالت کے سبب ان احادیث رسول ﷺ سے استفادہ نہ کر سکے۔

حضرت الامام کے اصول حدیث اہلِ علم کے ہاں ایک عمدہ موضوع ہے۔ راقم الحروف کو استاذِ گرامی قدر حضرت مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی دامت برکاتہم نے کوثر النبی کا مخطوطہ دکھایا اور بتایا کہ حضرت مولانا عبد العزیز پرہیارویؒ نے کوثر النبی میں علماء احناف کے اصولِ حدیث کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔[1]

[1] عشرین لابی حنیفہ مؤلفہ مفتی رشید احمد علوی ص ۲۹۔ مقدمہ امجد علی شاکر

خادم اہل السنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(ا) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی احادیث مبارکہ

آپ کا اسم گرامی حضرت انسؓ بن مالک بن نصر بن ضمضم بن زید بن حرام ہے۔ جب آپ کی عمر مبارک دس برس کی تھی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اس کے بعد دس سال تک آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔

جب حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت آیا تو آپ کوفہ ہجرت کر گئے تا کہ وہاں کے لوگوں کو دین کی تعلیم سے آشنا فرمائیں اور حضرت انسؓ صحابہ کرامؓ میں سوائے حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ کے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ جبکہ بصرہ میں مقیم صحابہ کرامؓ میں آپ کی وفات سب سے آخر میں ہوئی اور آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں تین روایات ۹۳ھ، ۹۱ھ، ۹۰ھ منقول ہیں۔ جبکہ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۹۹ یا ۱۰۳ برس تھی اور آپ کی اولاد میں لڑکوں کی تعداد (۸۰) اور لڑکیوں کی تعداد (۲) تھی اور آپ کی وفات کے وقت امام ابو حنیفہؒ کی عمر دس سے تیرہ برس کے درمیان تھی۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ سیّد محمد انور جیلانیؒ نے اپنی مجلس میں واقعہ سنایا جبکہ اُن کے ساتھ حضرت امام ابو یوسفؒ کے دربار کے جانشین شیخ سیّد صباح احمد ابراہیم الحسینیؒ بھی تشریف فرما تھے اور کافی تعداد میں

خادم اہلسنت فقط عبدالوحید الحنفی

علماء بھی موجود تھے اور بندہ کو آپ حضرات کی زیارت کا پہلی مرتبہ شرف حاصل ہوا تھا اور بندہ امام صاحبؒ کی مجموعہ الفقہ الاکبر کی دعائے قبولیت کے لیے حاضر ہوا تھا جس میں آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دو کھجوریں دی تھیں اور یہ فرمایا تھا کہ آپ کے پاس کوفہ سے ایک نوجوان آئے گا یہ اس کو دے دینا۔

ایک مرتبہ امام اعظمؒ حج کے لیے تشریف لے گئے اور بعد میں مسجد نبوی میں حاضری ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً سات برس تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ کے بارے میں معلوم ہونے پر آپ حضرت انسؓ کے قریب تشریف لے گئے اور کہا "السلام علیکم یا صحابی الرسول" اے صحابیؓ رسولؐ السلام علیکم! جواب میں حضرت انس بن مالکؓ نے اپنی آنکھوں سے پپوٹے ہٹائے جو عمر کی زیادتی کی وجہ سے لٹکے ہوئے تھے اور دیکھا اور اس کے بعد فرمایا "وعلیکم السلام یا بشارت الرسول" اے رسول اللہ ﷺ کی بشارت وعلیکم السلام اور اس کے بعد اپنی جیب سے وہ دو کھجوریں جو حضور ﷺ نے آپ کو دی تھیں نکالیں اور امام صاحبؒ کو دیں جو آپ نے لے کر کھالیں اور اسی تبرک کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی اہم ترین خدمت تدوین علوم دینیہ آپ سے لی اور یوں آپ دینی علوم کے مدون اوّل بنے۔

حضرت امام اعظمؒ نے طلب علم کے لیے بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کا سفر کیا تھا اور وہاں حضرت انس بن مالکؓ سے متعدد مرتبہ ملاقات کی۔ جبکہ حضرت انسؓ بھی بصرہ میں مقیم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحبؒ نے سب سے زیادہ احادیث بھی انہی سے روایت کی ہیں۔[1]

اللہ کے نزدیک اخلاص کا مقام

(۱) عن ابی حنیفۃ قال لقیت انس بن مالکؓ و سمعتہ یقول قال سمعت رسول اللہ ﷺ من قال لا الہ الا اللہ خالصاً مخلصاً (و فی روایۃ مخلصاً بہا) من قلبہ دخل الجنۃ و لو توکلتم علی اللہ حقّ توکلہ لرزقتم کما یرزق الطیر تغدو خماصاً و تروح بطاناً۔ (المناقب الکردری ص ۶)

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کر کے فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہو گا اور یہ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ کیوں کہ وہ پرندے صبح خالی پیٹ گھونسلے سے نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ کے ساتھ واپس لوٹتے ہیں۔ (عشرین لابی حنیفہ ص ۳۵)

[1] عشرین لابی حنیفہ ص ۳۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

حصولِ علم کی فرضیت

(۲) قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ النعمان بن الثابت قَالَ سمعتُ أنسَ بن مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (الموفق المکی ص ۲۸)

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔(عشرین لابی حنیفہ ص ۳۶)

اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کے اثرات

(۳) قَالَ ابو حنيفة سمعت انساً يَقُوْلُ قَالَ: سمعتُ رسولَ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ قَالَ لا اله الا الله مُخْلِصًا مِنْ قَلْبه دَخَلَ الجنّة ولَو تَوَكَّلْتُمْ عَلَى الله حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَما يُرْزَقُ الطَّيْر تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (المناقب الکردری ۶)

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے دل کی گہرائی اور اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے وہ جنت میں داخل ہو گا اور اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

کرو جیسے توکل کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے طریقے سے رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کے وقت گھر سے نکلتے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور جب شام کو واپس لوٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔(عشرین لابی حنیفہؒ ص ۳۷)

خیر کی نشاندہی اور مظلوم کی مدد

(۴) عن ابی حنیفة قال سمعت انس بن مالکؓ یقول سمعتُ رسول اللہ ﷺ یَقُوْلُ أالدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ وَاللہ یُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانَ۔(المناقب المکی ص ۲۶)[1]

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ نیک عمل کی نشان دہی کرنے والا خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ دادرسی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔

مظلوم کی دادرسی کا اجر

(۵) عن الامام ابو حنیفة سمعت انس بن مالک یَقُوْلُ

[1] مناقب امام اعظمؒ مؤلفہ الموفق بن احمد المکی متوفی ۵۶۸ھ

سمعت رسول الله ﷺ يقُوْلُ اِنَّ الله تعَالٰى يُحِبُّ اِغاثَةَ اللَّهُفَان

امام اعظمؒ نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ مظلوم کی دادرسی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔(عشرین لابی حنیفہ ص ۳۹)

سجدۂ سہو کا اصل مقام

(٦) عن ابی حنيفة قال كان علمائنا كلهم يقولون من سجدتی السهو انهما بعد السلام و يتشهد فيهما و يسلم قال حماد بن ابی سليمان هكذا يفتی انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال ابو حنيفة و سألت انس بن مالكٍ فقال هكذا هو۔[1]

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے سب علماء سجدۂ سہو سلام کے بعد کیے جانے کے قائل تھے اور اس کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور حضرت حمادؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ اسی طرح فتویٰ دیا کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے ملاقات ہونے پر یہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے اسی طرح

[1] المناقب لمکی ص ۱۲۶ا الضمیری ۵

جواب دیا کہ پہلے سلام پھیریں پھر سجدہ سہو کریں پھر دوبارہ تشہد پڑھیں اس کے پورا کرنے کے بعد دوبارہ سلام پھیریں اور یوں اپنی نمازیں پوری کرلیں۔

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت

(۷) عن ابی حنیفة قال رأیتُ انس بن مالکٍ رضی اللہ عنہ فی المسجدقائمًایُّصلی (المناقب لمکی ص ۲۵)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا آپ مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت ابوقحافہؓ کا حلیہ مبارک

(۸) عن ابی حنیفة عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کانّی انظر الی لحیةأبی قحافة کانّھاضرام عرفج۔[1]

امام ابو حنیفہؒ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل فرماتے ہیں: میں نے ابو قحافہؓ کا چہرہ اُن کی ڈاڑھی میں چھپا دیکھا اور یوں لگتا تھا کہ وہ (Burning tree) سرسبز درخت میں دہکتے ہوئے شعلے کی مانند نظر آرہے ہیں۔

[1] المناقب لمکی ص ۲۷ الضمیری ۵

(۲) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

آپ کا اسم گرامی عبد اللہؓ بن انیس بن اسعد بن حرام بن حبیب بن مالک بن غنم بن کعب بن نفاثۃ ابن ابان بن یربوع بن برک ہے۔ آپ غزوۂ اُحد سے پہلے اسلام لائے تھے اور اس کے بعد آپ نے غزوۂ احد میں شریک ہونے کا شرف حاصل کیا۔

آپ انصار مہاجرینؓ میں سے تھے۔ ہجرت سے قبل جو وفود مدینہ سے آں حضرت ﷺ کی ملاقات کے لیے تشریف لاتے، ان میں آپ ﷺ کے ساتھ عقبات میں ملاقات فرماتے رہے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ انصار کے حلیف قبیلوں میں قبیلہ بنو قضاعہ کی نمایندگی کرنے والے سرداروں میں سے تھے۔

ذیل کی احادیث حضرت امام اعظمؒ ان سے روایت کرتے ہیں۔

جنت کے دروازے پر سونے کی تحریر

(۹) و قال ابو حنیفة لقیت عبداللہ بن انیس و سمعته یقول قال رسول اللہ ﷺ رأیتُ فی عارض الجنة مکتوباً ثلاثة اسطرٍ بالذهب الاحمر لا بماء الذهب (السّطر الاوّل) لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ (و السطر الثانی) الامام ضامنٌ و

المؤذن مؤتمنٌ فارشد اللہ الائمۃ وغفر للمؤذنین (والسطر الثالث) وجدنا ما عملنا، ربحنا ما قدمنا، خسرنا ما خلفنا، قدمنا علی ربٍ غفور (الموفق المکی ۳۶)

امام ابو حنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن انیسؓ سے ملا اور ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر سونے کے پانی کی بجائے سرخ سونے کے ساتھ تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں (پہلی سطر) میں لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی ہستی نہیں جس کی عبادت کی جائے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(دوسری سطر) میں لکھا ہوا ہے: ہر امام کو اپنے مقتدیوں کا ضامن بنایا اور ہر مؤذن کو امین بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ائمہ کو ہدایت اور مؤذنوں کو مغفرت نصیب فرمائے۔

(تیسری سطر) میں لکھا ہوا ہے: ہم نے جو عمل کیے ان کو پالیا اور جو عمل ہم نے آگے بھیجا اس کا نفع و نقصان ہمیں مل گیا اور جو پیچھے چھوڑ آئے اس کا خسارہ معلوم ہو گیا اور ہم بخشنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔

محبت کی حقیقت

(۱۰) عن ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ قال ولدت سنۃ ثمانین و قدم علینا عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الکوفۃ سنۃ وفی روایۃ عام اربع و تسعین و رأیتہ، و سمعت منہ، و انا ابن اربع عشرۃ سنۃ سمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال حُبُّکَ الشَّیءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (المناقب المکی ص ۳۰)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میری ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن انیس ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے جہاں مجھے آپ کی زیارت اور آپ سے احادیث نبویہ سننے کا شرف حاصل ہوا اس وقت میری عمر چودہ برس کی تھی اور میں نے حضرت عبداللہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تیرا کسی کی محبت میں مبتلا ہونا تجھے اس کے بارے میں اندھا اور بہرہ کر دے گا۔“

(۳) حضرت عبداللہ جزء الزبیدیؓ سے مروی احادیث

آپ کا نام نامی عبداللہؓ بن الحارث بن جزء ابن عبداللہ بن معد یکرب بن عمرو بن الزبیدی ہے۔ آپ نابینا صحابی تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد مصر میں مقیم ہو گئے اور مصر کے لوگوں نے آپ سے کثرت سے کسب فیض کیا۔ آپ کی وفات مصر میں ۹۶ھ کے بعد ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ۹۶ھ میں آپ سے ملاقات کی تھی۔

فضیلت فقہ اور ذوق علم

(۱۱) عن ابی حنیفة قال ولدت سنة ثمانین و حججت مع ابی سنة ست و تسعین و انا ابن ستة عشر سنة (و فی روایة لی ست عشرة سنة) فلما دخلتُ المسجد الحرام رأیت حلقة عظیمة بشیخ اجتمع الناس، فقلت لابی حلقة من هذه (و فی روایة من هذا الشیخ؟) (و فی روایة حلقةُ من هذا الرجل؟) قال هذا رجلٌ قد صحب النبی ﷺ یقال له عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی (و فی روایة حلقة عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی) فقلت لابی أی شیءٍ عنده قال أحادیثٌ سمعها من النبی ﷺ قلت قدمنی الیه حتی اسمع منه؟ فتقدم بین یدی فجعل یفرج عن الناس حتی دنوتُ منه فسمعته منه (و فی روایة سمعته یقول) قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول منْ تَفَقَّهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاهُ اللّٰہُ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ھَمَّہٗ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (الموفق المکی ص ۲۵)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میری ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور مجھے ۹۶ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ جبکہ اس وقت میری عمر سولہ برس تھی۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو مسجد میں بہت بڑا مجمع دیکھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کس قسم کا مجمع ہے؟ میرے والد نے جواب دیا کہ یہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کی زیارت کرنے والوں کا مجمع ہے میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ مجھے ان کے قریب لے جائیں۔ والد صاحب مجمع میں سے جگہ بناتے ہوئے مجھے آگے لے گئے۔ جب میں آپ کی زیارت کی غرض سے آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی فقاہت اور اس کی سمجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں میں اس کو کافی ہو جاتے ہیں اور اس کو ایسے طریقے سے رزق دیتے ہیں جس سے رزق ملنے کا اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (عشرین لابی حنیفہؒ ص ۴۸)

دین میں دانائی اور مظلوم کی مدد

(۱۲) قال ابو حنیفة لقیتُ عبداللہ بن الحارث بن الجزء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

الزبیدی صاحب رسول اللہ ﷺ فقلت ارید ان اسمع منه، فحملنی ابی علی عاتقه و ذهب بی الیه، فقال ماترید؟ فقلت ارید ان تحدثنی حدیثًا سمعته من رسول اللہ ﷺ فقال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اعاثة الملهوف فرضٌ علی کل مسلمٍ، من تفقه فی دین اللہ کفاه اللہ همه و رزقه من حیث لا یحتسب۔ (الموفق المکی بسندہ ص ۳۵)

ترجمہ: امام اعظمؒ نے فرمایا میں صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدؓ سے ملا میں نے اپنے والد سے عرض کی کہ میں آپؓ سے سننا (سماع کرنا) چاہتا ہوں۔ میرے والد نے مجھے اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور مجھے لے کر آپ کے قریب پہنچ گئے۔ مجھے اپنے قریب دیکھ کر آپ نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کی کہ آپ مجھے ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بذات خود سنی ہو جس پر آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مظلوم کی دادرسی کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جو شخص دین میں فقاہت حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل میں اس کو کافی ہو جاتے ہیں اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

(۴) واثلہ بن الاسقعؓ سے مروی احادیث

آپ کا اسم گرامی واثلہؓ بن الاسقع بن عبد العزی بن عبد اللیل بن ناشب بن غبرۃ ابن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن علی بن کنانہ ہے۔ آپ اس وقت اسلام لائے جب آپ ﷺ غزوۂ جیش العسرۃ کی تیاری میں مصروف تھے۔

آپ نے رسول اللہ ﷺ کی تین برس خدمت کی اور صفہ کے ذہین اور کل وقتی طلباء کرام میں سے تھے۔

نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ وہاں سے شام کے شہر بلاط میں قیام پذیر ہوئے جو دمشق سے تین میل کے فاصلے پر تھا اور وہاں سے آپ بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔[1]

مسلمان بھائی کی برائی کرنے کا نتیجہ

(۱۳) عن ابی حنیفة قال سمعت واثله بن الاسقع رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تظهرن شماتة لأخيك فيعافه الله ويبتليك۔ (الموفق المکی ص ۳۰، ۳۱، ۳۴)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے واثلہ بن الاسقعؓ سے اور انہوں

---

[1] عشرین لابی حنیفہؒ ص ۵۱۔ مؤلفہ مفتی رشید احمد علوی۔

نے رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے بھائی کی برائی ظاہر نہ کیا کر، کہیں ایسا نہ ہو اللہ تعالیٰ اُس کو معاف فرما کر تجھے اس میں مبتلا کر دے۔ (عشرین لابی حنیفہ ص ۵۲)

شک کی حقیقت

(۱۴) عن ابی حنیفة قال حدثنی واثلة الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال دع ما یریبک الی مالا یریبک[1]

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن الاسقع کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کر کے فرماتے ہوئے سنا کہ جو بات تجھے شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو۔ ایسی باتوں کے ذریعے جو یقینی ہوں۔

فرائض کی اہمیت

(۱۵) قال ابو حنیفة لقیت واثله بن الاسقع و سمعته یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یظن احدکم ان یتقرب الی اللہ تعالیٰ باقرب من هذه الرکعات یعنی الصلوات الخمسة[2]

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں واثلہ بن اسقعؓ سے ملا اور ان کو یہ فرماتے

---

[1] الموفق المکی ص ۳۱۔ وجامع المسانید۔
[2] الموفق المکی ص ۳۶۔ المناقب لکردری ص ۱۳ بسندہ۔

ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی اللہ تعالیٰ کا جتنا قرب ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور طریقہ سے حاصل کرنے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

آپ کی کنیت اور نام ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی علقمہ بن قیس بن خالد ہے۔ آپ ہمیشہ مدینہ میں مقیم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوفہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور آپ کوفہ میں مقیم صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سب سے آخر میں ۸۷ھ میں فوت ہوئے تھے اور آپ کی وفات کے وقت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چھ یا سات سال کی تھی اور ایسے وقت میں بچہ اچھا خاصا سمجھ دار ہو جاتا ہے اور اس لحاظ سے آپ کی سماعت اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت دونوں درست ہیں اور ائمہ اہل سنت کے نزدیک قابل تسلیم ہے۔ (عشرین لابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۵)

تعمیر مساجد کی فضیلت

(۱۶) عن ابی حنیفۃ قال سمعت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من بَنٰی لِلّٰہِ مسجدًا، ولو

کمفحص قطاۃ بنی اللہ تبارک و تعالی لہ بیتا فی الجنّۃ۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بناتا ہے اگرچہ وہ کونج کے گھونسلے کی مانند کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (المناقب للکردری ص ۱۳۰)

نیکی اور بدی کی نشان دہی

(۱۷) قال حدثنا ابو حنیفۃ قال سمعت عبداللہ بن ابی اَوْفی قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول حُبُّک الشّیءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ، و الدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہ، وَ الدَّالُ عَلَی الشّر کَمِثْلِہ، وَ اللہ یُحِبّ اِغَاثَۃَ اللَّھُفَانَ (المناقب الکردری ۱۱)

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے سنا اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی چیز کی محبت اس کے بارے میں آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے اور یہ کہ نیکی کی نشان دہی کرنے والا بذات خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے اور برائی کی طرف لگانے والا خود برائی والے کی طرح ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجبور ولاچار کی مدد کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نیک اور بد عمل کی نشاندہی

(۱۸) قال ابو حنيفة لَقِيْتُ عبدالله بن أبى اوفى و سمعته يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُبُّک الشّیءَ يُعْمِیْ وَ يُصِمّ، الدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِه، وَ الدَّالُ عَلَى الشّر كَمِثْلِه، اِنَّ الله يُحِبّ اِغَاثَةَ اللَّهُفَانَ (الموافق المکی ص ۳۶)

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے ملا اور ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز سے تیرا محبت کرنا اس کے بارے میں تجھے اندھا اور بہرہ کر دے گا اور نیکی کی نشان دہی کرنے والا خود نیکی کرنے والے کی طرح اور برائی کی طرف لگانے والا خود برائی کرنے والے کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ مجبور ولاچار کی مدد کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

(۶) جابر بن عبد اللہ الانصاریؓ سے مروی احادیث

آپ کا اسم گرامی جابرؓ بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام ابن ثعلبۃ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری ہے۔ آپ والد سمیت بیعت عقبۃ ثانیۃ کے وقت نبی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور آپ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے اصحاب میں

عبد الوحید الحنفی

سے ایک ہیں اور اس کے بعد بارہ معروف غزوات میں آپ نے شمولیت فرمائی تھی۔

آپ نے آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد مصر اور شام کا سفر بھی کیا اور آپ کے والد حضرت عبد اللہؓ رسول اللہ ﷺ کے بارہ نقباء میں سے تھے۔ آپ ایک زمانہ تک مصر میں مقیم رہے۔ اپنی عمر کے آخری حصے میں مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ ابان بن عثمانؓ نے پڑھائی تھی۔

بعض لوگ امام صاحبؒ کی حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے ملاقات نہ ہونے کے قائل ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی ولادت سے ایک یا دو سال پہلے حضرت جابرؓ فوت ہوگئے تھے تو اس صورت میں آپ کی ملاقات ثابت نہیں ہوتی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

اس کا جواب امام الکردریؒ نے یوں دیا ہے کہ وہ حضرات جن کی رائے امام صاحبؒ کی ولادت ۶۰ھ میں ہونے کی ہے ان کے نزدیک تو ملاقات مسلمات میں سے ہے۔ البتہ جو لوگ امام صاحبؒ کی ولادت کے اجمالی قول ۸۰ھ کے قائل وہ اس حدیث کو مرسل تابعی کا درجہ دیتے ہیں اور مرسل تابعی علمائے اصول حدیث کے نزدیک قابل تسلیم ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خود امام صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ میری ملاقات حضرت جابرؓ سے ہوئی ہے اب اس اعتراض کا حل یوں تلاش کیا

جائے کہ جس سے امام صاحب کا دعویٰ اپنی جگہ درست ہو جائے اور اجماعی قول پر بھی عمل ہو جائے۔ لہٰذا حضرت جابرؓ کی وفات کا قول محل نظر ہو گا کہ آپ کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی یا اس کے بعد ہوئی جو دعویٰ کیا جاتا ہے اور اس وقت تک امام صاحب آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے اور آپ سے حضرت امام صاحب نے دو احادیث سماعت فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں: (عشرین لابی حنیفہؒ ص ۶۰)

استغفار کا فائدہ

(۱۹) قال حدثنا أبو حنیفة عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال جآء رجلٌ من الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال له یا رسول اللہ ما رُزِقتُ وَلَداً قطّ و لا وُلِدّلِی، فَقَال وَ اَیۡنَ اَنۡتَ عَنۡ کَثۡرَةِ الاستِغۡفَارِ وَ الصَّدَقَةِ یُرزق (و فی روایةِ تُرزق) بهما الولد؟ قال رضی اللہ عنہ: فکان الرّجل یکثر الصدقة و یکثر الاستغفار، قال جابرٌ فولدله تسعةٌ من الذکور۔

امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ آپ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ قبیلہ انصار کا ایک آدمی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور میں بے اولاد ہوں اس کے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

متعلق کوئی علاج تجویز فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ آپ کثرت سے استغفار اور صدقہ کیوں نہیں کرتے؟ کہ ان کی وجہ سے تمہیں اولاد عطا کی جائے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ اور استغفار کی کثرت کا معمول بنالیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نو بیٹے عطا کیے۔(الموفق المکی ص ۲۸)

اطاعت اور فرماں برداری کی حقیقت

(۲۰) قال ابو حنیفة لَقِیْتُ جابرَ بِنْ عبداللہ الانصاری و سمعته یَقُوْلُ بَایَعْنَا رَسُوْل اللہ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ وَ النَّصِیْحَةِ لِکُلِّ مُسلِمٍ و مسلمةٍ(الموفق المکی ص ۳۶)

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے ملا اور ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے تین باتوں پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

(پہلی) آپ کی ہر بات دل و جان سے متوجہ ہو کر سنیں گے۔

(دوسری) آپ کے ہر فرمان پر دل و جان سے عمل کریں گے۔

(تیسری) آپ سے حاصل شدہ ہر اچھی بات کا عام مسلمان مردوں عورتوں میں خوب پرچار کریں گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ٹڈی دل کا احکامات

(۲۱) قَالَ یحیی بن معین ان اباحنیفة صاحب الرأی سمع عائشة بنت عجرد رضی اللہ عنہا تقول قَالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أكثرُ جند اللہ فی الارضِ الجراد، لا اکله و فی روایةٍ لا احلّه و لا أحرِّمه (الموفق المکی ص ۳۱)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ صاحب الرائے نے حضرت عائشہ بنت عجردؓ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر جو اس نے زمین پر پیدا کیا ہے وہ ٹڈی دل ہے۔ میں اس کو نہ کھانا اچھا سمجھتا ہوں اور نہ ہی اس کو حرام قرار دیتا ہوں۔ (المناقب للکردری ص ۹۱)

(۲۲) قال ابو حنیفة لقیت عائشة بنت عجرد رضی اللہ عنہا و سمعتها تقُوْل سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْل اَكْثَرُ جُنْدُ اللہ فی الْاَرْضِ اَلْجَرَاد لَا اکله و لا اُحَرِّمُه (الموفق المکی ص ۳۱)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ بنت عجرد سے ملا اور ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر جو اس نے زمین پر پیدا کیا ہے وہ ٹڈی دل ہے میں اس کو نہ کھاتا ہوں اور نہ اس کو حرام سمجھتا ہوں۔

(۷) حضرت معقل ابن یسارؓ سے مروی احادیث مبارکہ

آپ کا اسم گرامی معقلؓ بن یسار مُعَبّر بن ابن خُراق ابن لائی ہے۔

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آپ بصرہ میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور بصرہ میں ایک نہر جو نہر معقل کے نام سے معروف ہے وہ آپ کی طرف ہی منسوب ہے۔

اگرچہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امام صاحبؒ کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی مگر اصولی بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ خود فرما رہے ہیں کہ میں ان سے ملا ہوں اور یہ حدیث سنی ہے تو اس کو قبول کرنے میں سوچنا پڑے گا۔ کیوں کہ ایک طرف امام صاحب کا دعویٰ ہے ان سے ملاقات کا دوسری طرف دعویٰ یہ ہے کہ ان کی وفات پہلے ہو گئی ہے۔ اس میں ہمارا اصول یہ ہونا چاہیے کہ امام صاحب کی حضرت معقلؓ سے ملاقات تو یقیناً ثابت ہے۔ البتہ حضرت معقلؓ کی وفات کا سال محل نظر ہونا چاہیے۔ (عشرین لابی حنیفہؒ ص ۶۳)

امام کردریؒ کی رائے یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی ولادت کے بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۶۰ھ میں ہوئی

خادم اہلسنت فضل الحنفی عبدالوحید

ہے اور اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو امام صاحبؒ کی حضرت معقلؓ سے ملاقات اور ان سے سماع حدیث ثابت ہو جاتا ہے۔ (الکردری ملخصًا)

مومن اور منافق کی علامات

(۲۳) وقال ابو حنیفة لقیت معقل بن یسار المزنی وسمعته یقول قال رسول اللہ ﷺ علامات المؤمن ثلاث اذا قال صدق، واذا وعد وفی، واذا اؤتمن ادّی، وعلامات المنافق ثلاثٌ، اذا قال کذب، واذا وعد اخلف، اذا اؤتمن خان [1]

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معقل بن یسار مازنیؓ سے ملا اور ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مومن کی تین نشانیاں ہیں (پہلی) جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے، (دوسری) جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے، (تیسری) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہیں کرتا۔

اور منافق کی تین نشانیاں ہیں (پہلی) جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، (دوسری) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے، (تیسری) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ [2]

---

[1] المناقب المکی ص ۳۶

[2] عشرین لابی حنیفہؒ ص ۶۶ مؤلفہ مفتی رشید احمد علوی۔ مطبوعہ جمیعۃ پبلیکیشنز رحمٰن پلازہ مچھلی منڈی

وصیت نامہ امام اعظم ابو حنیفہؒ

کتاب وصیت الامام الا عظم ابو حنیفہؒ

لا صحابہ رَضِیَ اللہ وَ عزم عَلٰی مَذْهَب اَهْل السُّنَّة وَ الْجَمَاعَةلَمَّامَرِضَ اَبُوْ حَنِیْفَةَقَالَ:

اِعْمَلُوْا اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیْ! وَفَّقَکُمُ اللہ تَعَالٰی اَنَّ مَذْهَبَ اَهْل السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ عَلٰی اِثْنٰی عَشَرَة نَوْعًا مِنَ الْخِصَال فَمَنْ کَانَ یَسْتَقِیْمُ عَلٰی هٰذِهِ الْخِصَالِ لَا یَکُوْنَ مُبْتَدِعًا وَ لَا یَکُوْنُ صَاحِبَ الْهُوٰی فَعَلَیْکُمْ! اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیْ بِهٰذِهِ الْخِصَالِ حَتّٰی تَکُوْنُوْا فِیْ شَفَاعَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

ترجمہ: جب امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنی مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو اپنے تمام احباب اور شاگردوں کو اپنے قریب بلا کر فرمایا:

اے میرے ساتھیو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ ہر اچھے کام میں تمہاری مدد اور موافقت فرمائے۔ یہ جان لو کہ مذہب اہل السنّت و الجماعت کے فلسفہ الٰہیات یا علم عقائد میں بارہ (۱۲) باتیں یا علامتیں ایسی

ہیں کہ جو شخص ان سے آگاہ ہو جائے اور ان کے مطابق اپنے عقائد کو ڈھال کر مستقل مزاجی سے ان پر قائم رہے گا، وہ زندگی بھر کبھی اہل بدعت میں سے نہ ہو گا اور نہ ہی طبقہ ہوا ہوس کے راہی اس کو اپنے فاسد مقاصد کا شکار کر سکیں گے۔ اور اے میرے دوستو اور بھائیو! اب تم پر لازم ہے کہ ان عادات اور باتوں کو اپنے اندر اختیار کرو تاکہ قیامت کے دِن نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے حصہ دار بن سکو اور دُنیا میں اللہ کی مدد اور نصرت کی ہوئی جماعت اہل السنّت والجماعت میں شامل ہو جاؤ۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبد الرشید

مذہب اہل سنت کی پہلی علامت

اس علامت میں چار مسائل بیان فرمائے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(ا) مسئلہ اول ایمان کی حقیقت اور اس کے ارکان کا بیان:

نقر بان الایمان: و ھو الاقرار باللسان، و تصدیق بالجنان و

[1] یہ وصیت نامہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا آخری اور جامع وصیت نامہ ہے۔ اس کے مخاطب تا قیام قیامت اُمت میں سے ہر طبقہ فکر ہے۔ خصوصاً اہل السنّت والجماعت جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، اُن کو اِن عقائد کی پابندی کا ہر مقام پر خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔

المعرفة بالقلب، و الاقرار وحدهٗ لا یکون ایمانا لانه لو کان ایمانا لکان المنافقون کلهم مومنین؛ قال اللّٰہ تعالیٰ فی حق المنافقین:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:۱)

و کذلک المعرفة وحدها لا تکون ایمانا لانها لو کانت ایمانا لکان اهل الکتاب کلهم مومنین؛ و قال تعالی فی حق اهل الکتاب:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ایمان، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق و معرفت کا نام ہے۔(البقرہ:۱۴۶)

اس لیے کہ اکیلا زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اگر اس کو ایمان کہا جائے، تو سارے منافقین بھی مؤمنوں میں شمار ہونے لگیں گے، کیوں کہ سب منافق زبان سے ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں، حالاں کہ ان کا دل اس بات کی تصدیق نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اے نبی ﷺ جب آپ کے پاس آکر منافق اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو ان کے جواب میں آپ فرمادیں؛ اللہ تعالیٰ بھی اس بات کے گواہ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

ہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں"۔

"اور اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں، منافق اپنے ایمان دار ہونے کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں"۔

اس وجہ سے کہ وہ زبان سے ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں، مگر دل سے اس بات کی تصدیق نہیں کرتے۔

اسی طرح دل کی تصدیق اور اکیلی معرفت بھی ایمان نہیں بن سکتی کیوں کہ اگر اس کو ایمان مانا جائے تو سارے اہل کتاب مؤمن شمار کیے جانے لگیں گے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح جانتے اور پہچانتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو جانتا اور پہچانتا ہو"۔

مگر زبان سے اقرار نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے ایمان کی کوئی حقیقت اور قدر و قیمت نہیں ہے۔

مسئلہ دوم ایمان میں کمی اور زیادتی کا بیان:

و الایمان لا یزید و لا ینقص لانہ لا یَتَصَوَّر زیادۃ الایمان الا بنقصان الکفر، و لا یتصور نقصان الایمان الا بزیادۃ الکفر، و کیف یجوز ان یکون الشخص الواحد فی حالۃ واحدۃ مؤمنا و کافرا حقا۔

ترجمہ: اور ایمان لانے کے بعد اس ایمان میں نہ کمی ہو سکتی ہے، نہ

زیادتی، کیوں کہ ایمان کی ضد کفر ہے اور جہاں ایمان نہیں ہو گا وہاں کفر ہو گا یا جہاں جتنا کم ایمان ہو گا، وہاں اسی کی نسبت سے وہاں کفر سمجھا جائے گا۔ اسی بنا پر ایمان کی زیادتی اس وقت تک تصور نہیں کی جا سکتی جب تک اس کے مد مقابل صفت کفر میں کمی نہ ہو۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں سچا مؤمن بھی ہو اور سچا کافر بھی ہو کیوں کہ ایمان اور کفر میں کمی یا زیادتی کوئی مادی چیز نہیں۔

مسئلہ سوم ایمان کو مشیت باری کے ساتھ معلق کرنا:

و المؤمن مؤمنا حقا و الکافر کافرا حقا، و لیس فی ایمان المومن شک کما انہ لیس فی کفر الکافر شک، لقولہ تعالٰی:

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (الانفال:۴)

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا (النساء:۱۵۱)

ترجمہ: اور ہر مؤمن سچا مؤمن ہے اور ہر کافر پکا کافر ہے؛ جیسے مؤمن کے ایمان میں شک نہیں اسی طرح کافر کے کفر میں بھی شک نہ ہو سکے گا جیسے مؤمنین کے بارے میں اللہ تعالٰی کا قول ہے:

”یہی وہ لوگ ہیں جو سچے مؤمن ہیں“

اور اسی طرح کافروں کے بارے میں ارشاد باری تعالٰی ہے:

”یہی وہ لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں“

مسئلہ چہارم ایمان کے ساتھ ارتکاب گناہ کا حکم:

و العاصون من امة محمد من اهل التوحيد كلهم مؤمنون و ليسوا بكافرين۔

ترجمہ: اور معلوم ہونا چاہیے کہ اُمتِ محمدیہ کے وہ لوگ جو توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں گناہ گار ہونے کے باوجود مؤمن ہیں، وہ کافر ہرگز نہیں ہیں۔

اس مسئلہ کی مزید صراحت

اس مسئلہ کی مزید صراحت حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اپنی تصنیف الفقہ الاکبر میں مندرجہ ذیل الفاظ سے فرمائی تھی۔

اِن الايمان لا يزيد و لا ينقص من جهة المومن به و اما من جهة اليقين و التصديق يزيد و ينقص

یعنی جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے ان کا لحاظ کرتے ہوئے تو ایمان کم زیادہ نہیں ہو سکتا البتہ یقین اور تصدیق کے لحاظ سے اس میں کمی یا زیادتی ہو سکتی ہے۔

(۲) ابتدائے اسلام میں جوں جوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات قرآنی کا نزول ہوتا تھا توں توں مومنوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت اليوم اكملت لكم دينكم۔ ”آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“ نازل

خادم اہلسنت عبد الوحید حنفی

فرمائی، اس کے بعد ایمان میں کمی یا زیادتی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

اب جبکہ قرآن کا نزول کامل و مکمل ہو چکا ہے۔ اس لیے اب ایمان میں کمی یا زیادتی اس کی کیفیات کے لحاظ سے تو ہو سکتی ہے۔ اس کے اجزائے ذات کے لحاظ سے اس میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔

اب وہ زمانہ ہے کہ ایمانیات والی ایک بات کا انکار کرنا گویا سارے ایمان کا انکار ہے اور یہ بات موجب کفر ہے نہ کہ موجب کمی ایمان ہو گی۔

(۲) ایمان کے ساتھ ارتکاب گناہ

اس مسئلہ کے بارے میں تین نظریات ہیں۔ ایک طبقہ فرقہ مرجیہ ہے جن کے نزدیک اس طرز عمل سے ایمان میں خلل پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہے جب اقرار اور تصدیق اپنی جگہ پر قائم ہیں تو ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرا طبقہ یہ کہتا ہے کہ اس طرز عمل یعنی معاصی سے ان کے ایمان میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر سے ایمان نکل جاتا ہے۔ وہ لوگ ایمان والے نہیں رہتے بلکہ کافر شمار ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح کی رائے اہل خوارج کی تھی وہ سمجھتے تھے کہ جب بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۳) ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ ارتکاب معاصی سے بندہ نہ تو ایمان سے خارج ہوتا ہے نہ ہی کفر میں داخل ہوتا ہے۔ بلکہ ایمان اور کفر کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

درمیان درمیان رہتا ہے۔ یہ طبقہ معتزلہ کی رائے تھی۔ جب کہ اہل السنت والجماعت کی رائے ان دونوں کے خلاف ہے۔

جس کی وضاحت امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمادی ہے کہ:

معاصی سے ایمان میں فرق نہیں پڑتا البتہ یقین اور حلاوتِ ایمانی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: عمل کا درجہ ایمان سے مؤخر ہے اور گناہ گار مومن بندوں کی عاقبت امر الٰہی پر محمول ہے۔ چاہے تو عذاب دے اور چاہے بخش دے۔ اور معاصی کی وجہ سے کوئی مومن بندہ ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا۔ یہ سب اصول چوں کہ معتزلہ کے خلاف تھے اور صدر اوّل میں جو بھی اس بارے میں معتزلہ کی مخالفت کرتا تھا تو وہ اس کو مرجی کا لقب دے دیا کرتے تھے اس لیے وہ تمام اہل سنت کو ہی مرجیہ کہتے تھے۔ حالاں کہ مرجیہ اور اہل سنت کے نظریات میں بہت بڑا فرق ہے۔ امام ابو حنیفہؒ جس طرح معتزلہ کا رد کرتے تھے اسی طرح انہوں نے فقہ اکبر وغیرہ میں فرقہ مرجیۂ کا بھی رد کیا ہے۔

اہل سنت کی دوسری علامت

اس علامت میں صرف ایک مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۲) مسئلہ ایمان اور عمل کا تعلق:

نقر بان العمل غیر الایمان؛ و الایمان غیر العمل: بدلیل ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المؤمنین؛ و لا یجوز ان یقال ارتفع عنه الایمان

فان الحائض و النفساء یرفع اللہ سبحانه و تعالٰی عنهما الصلوة؛ و لا یجوز ان یقال رفع عنهما الایمان؛ او امر لهما بترک الایمان؛ وقد قال لها الشارع: دعی الصوم ثم اقضیه؛ و لا یجوز ان یقال دعی الایمان ثم اقضیه؛ و یجوز ان یقال لیس علی الفقیر الزکٰوة، و لا یجوز ان یقال لیس علی الفقیر الایمان۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عمل علیحدہ چیز ہے اور ایمان علیحدہ ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ کئی بار کسی مؤمن کو معافی دے دی جاتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عذر میں مبتلاء ہو جائے تو اس کے عذر کی وجہ سے اس کا عمل معاف کر دیا جاتا ہے، مگر ایمان کے معاف ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں صورت میں اس شخص سے ایمان ساقط ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر مدت حیض یا مدت نفاس میں مبتلا عورت کو

شریعت کی طرف سے نماز کی ادائیگی تو معاف کر دی جاتی ہے لیکن اس کو ایمان نہ لانے کی چھوٹ نہیں دی گئی، یا اس کو اس حالت میں ایمان چھوڑنے کا حکم نہیں دیا گیا؛ اور اسی طرح صاحب شریعت نے حیض یا نفاس والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کا حکم تو دیا ہے اور بعد میں اس کو قضاء کرنے کی تجویز دی ہے؛ لیکن اس کو یوں نہیں کہا گیا کہ ایام مخصوص میں وہ عورت ایمان چھوڑ دے اور بعد میں اس ایمان کو قضاء کر لے، اور اسی طرح کسی غریب آدمی پر زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، لیکن اس صورت میں یوں تو کہا جا سکتا ہے کہ غریب آدمی پر زکوۃ کی ادائیگی فرض نہیں ہے لیکن اس کو یوں نہیں کہا جا سکتا کہ غریب آدمی پر ایمان لازم نہیں رہا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس مسئلہ میں تین طبقے

ایک طبقہ کی رائے ہے کہ اعمال، ایمان کے تین اجزا میں سے تیسرا جزؤ ہے۔ پہلا جزو زبان سے اقرار ہے۔ دوسرا اجزو دل سے تصدیق کرنا ہے اور تیسرا جزؤ اعمال کی بجا آوری ہے۔ یہ معتزلہ کا اور بعض غیر مقلدین کا مذہب ہے۔

اس مذہب کے مطابق اگر کوئی شخص اعمال میں سے کوئی عمل نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو وہ کافر ہو

جاتا ہے۔ ایسے ہی جو حکومت الٰہیہ کے لیے کوشاں نہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"من ترک الصَّلوٰۃ متعمداً فقد کفر"۔ [حدیث کنز العمال]

جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے وہ کافر ہو جائے گا۔

"وَمَن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلٰئک ھم الکافرون" [1]

اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے امام اعظمؒ نے ارشاد فرمایا:

اگر کسی آدمی کی کفریہ بات میں ننانوے وجوہات کفر کی طرف اور ایک وجہ ایمان کی طرف راجح ہوتی ہو تو بھی اس کو کافر نہ کہا جائے۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے۔ ایمان کے ارکان میں اعمال نہیں ہیں بلکہ یہ ایمان میں لذت اور چاشنی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

لہٰذا جو شخص جتنا زیادہ اعمال کی بجا آوری کرے گا۔ اس کے ایمان میں اسی قدر زیادہ لذت اور حلاوت ہو گی۔ اور جو حدیث معروف گزر چکی جس میں فرمایا:

"من ترک الصَّلوٰۃ متعمداً فقد کفر"۔

یعنی جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرے وہ کافر ہے۔

---

[1] مائدہ: آیت ۴۴

خادم اہل السنت حافظ عبدالوحید

حدیث کے الفاظ میں ہے متعمداً (جان بوجھ کر) نماز ترک کرے ان الفاظ میں دو مفہوم ہیں۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد:

یہ کہ جان بوجھ کر کہے کہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص ایسا سوچے تو اس کا ایسا سوچنا کفر ہے۔ دوسرا یہ کہ:

اس سے مراد ایسا عقیدہ رکھنا کہ نماز پڑھنا یا نماز ہمارے اوپر فرض نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا اعتقاد رکھے تو اس کا ایسا عقیدہ عقیدۂ کفر ہے۔ اور یہی رائے جمہور اہل السنت والجماعت کی ہے۔

اہل السنت والجماعت کی رائے یہ ہے کہ ایمان، ایمان ہے اور اعمال اعمال ہیں۔ ایمان کا تعلق قلب وذہن سے ہے جبکہ اعمال کا تعلق اعضاء وجوارح سے ہے۔ لہٰذا ایمان اور اعمال دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک ایمان کے دو ارکان ہیں۔

- زبان سے اقرار اور
- دل سے تصدیق کرنا۔

اور یہ دونوں باتیں اصل میں ایک ہی ہیں۔

جبکہ اعمال الگ چیز ہیں اور ان کی ادائیگی اعضاء وجوارح سے ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو ایمان کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہی اہل السنت والجماعت کا مؤقف ہے۔

اس لیے ہمارے نزدیک ایمان لانے کی بنیاد کلمہ اسلام کا اقرار ہے

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مفتاح الجنۃ لآ الہ الا اللہ۔

جنت کی چابی لَا الٰہ الا اللہ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کلمہ لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے اور اس کا یہ عمل زبان و دل دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ (علامات اہل سنت مترجم مفتی رشید احمد علوی ص ۶۰)

(۲) اس مسئلہ میں ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ ایمان لانے کے تین ارکان ہیں۔ پہلا یہ کہ ایمان لانے میں زبان سے اقرار کرنے، اور دوسرا یہ کہ دل سے ایمان والی اشیاء کی تصدیق کرنے اور تیسرا یہ کہ اعضاء سے عمل بجالانے کا نام ہے۔ اگر ان تین ارکان میں سے ایک چیز بھی کم ہو جائے تو وہ شخص ایمان والا نہیں رہتا۔ ان حضرات نے اعمال کی بجا آوری کو بھی ایمان کا جزو لازم قرار دیا ہے۔ اہل السنت والجماعت کی رائے متن میں بیان ہو چکی ہے اس کے برعکس ایک طبقہ فرقہ، مرجیہ کا مذہب یہ ہے کہ: ایمان و عمل دو مختلف چیزیں ہیں اور ایمان و تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا یعنی ایک شخص اگر دل سے توحید و نبوت کا معترف ہے اور فرائض ادا نہیں کرتا تو وہ مواخذہ سے بری ہے اس کو کوئی عذاب نہ ہو گا۔

ظاہر ہے کہ اس کا پہلا جزو درست ہے کہ ایمان، اعتقاد کا نام ہے جو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دل سے تعلق رکھتا ہے اور فرائض و اعمال جوارح سے متعلق ہیں، اسی لیے دونوں ضرور مختلف ہیں مگر آگے جو نظریہ امام ابو حنیفہؒ کا ہے وہ فرقہ مرجیہ مذکورہ سے بالکل الگ ہے، امام ابو حنیفہؒ تارک فرائض اور مرتکب محرمات کو مستحق عذاب سمجھتے ہیں پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے یا بخش دے اور فرقہ مرجیہ مستحق عذاب ہی نہیں سمجھتا اس معنٰی سے اگر امام ابو حنیفہؒ کو مرجی کہا جائے تو دوسرے بڑے بڑے محدثین بھی مرجی کہلائیں گے۔ جن سے بخاری و مسلم و کتب حدیث میں سینکڑوں روایتیں موجود ہیں۔[1]

علامہ ابنِ تیمیہؒ نے رسالہ الفرقان بین الحق والباطل میں فرق باطلہ خوارج، شیعہ، معتزلہ، قدریہ وغیرہ کا ذکر کیا۔ پھر مرجیہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس فرقہ کے لوگ اکثر اہل کوفہ تھے لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ کے اصحاب و تلامذہ کا اس فرقہ مرجیہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔[1]

البتہ معتزلہ و خوارج کے مقابلہ میں ان حضرات نے اعمال کو جزو ایمان قرار دینے کے خلاف پر زور دیا۔

کیوں کہ خوارج مرتکب کبائر اہلِ اسلام کی تکفیر کرتے تھے اور ان کو مخلد فی النار کہتے تھے۔

---

[1] تذکرہ محدثین مقدمہ انوار الباری مؤلفہ احمد رضا بجنوری ج۱ ص۱۱۱۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

معتزلہ نے کہا کہ ایسے لوگ آخرت میں مخلد فی النار تو ہوں گے مگر دنیا میں ان کو کافر نہ کہا جائے گا۔ اگرچہ اسلام وایمان ان میں نہیں رہا۔

گویا معتزلہ نے ایک درمیانی نکالا کہ ایسے لوگ نہ مومن ہیں نہ کافر اس لیے خوارج کی طرح وہ ایسے مسلمانوں کو قتل کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

غرض ان دونوں باطل فرقوں کے مقابلہ میں اہل سنت نے کہا کہ:

اہل کبائر کو آخرت میں عذاب ہو گا لیکن وہ ہمیشہ کے لیے مخلد فی النار نہ ہوں گے بلکہ وہ شفاعت سے دوزخ سے نجات حاصل کر لیں گے۔

علامہ ابنِ تیمیہؒ نے اس جگہ یہ بھی تصریح کی ہے کہ ان فرق باطلہ کی وجہ سے جن فقہاء کی طرف قول مذکور منسوب ہے۔ مثلاً امام حمادؒ بن ابی سلمان (استاذ امام اعظمؒ) اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ وہ سب اہل سنت کے عقائد کے ساتھ پوری طرح متفق ہیں ان کی رائے در حقیقت الگ نہیں ہے۔ وہ حضرات بھی دوسرے تمام اہل حق کی طرح یہ کہتے ہیں کہ:

اہل کبائر کو عذاب غیر مخلد ہو گا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ایمان صرف فعل قلبی نہیں بلکہ زبان سے بھی اقرار ضروری ہے۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اعمال مفروضہ کی ادائیگی واجب ولازم ہے اور ان کا ترک کرنے والا دنیا میں ملامت اور آخرت میں عذاب کا مستحق بنتا ہے۔

تیسری علامت اور اس میں مذکور مسائل

اس علامت میں سات مسائل بیان فرمائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۳) پہلا مسئلہ اچھی اور بری تقدیر کا بیان:

نقر بان تقدير الخير و الشر كله من الله سبحانه و تعالٰى لقوله تعالٰى:

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النساء:۷۸)

و لو زعم احد ان تقدير الخير و الشر من عند غير الله تعالٰى لصار كافرا بالله تعالٰى، و بطل توحيده لو كان له التوحيد، و قال تعالٰى

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ (القمر:۵۲ تا ۵۳)

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے، کیوں کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے

"اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ فرما دیجیے کہ سب کچھ (خیر اور شر) اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے"

اور جو شخص اچھائی یا برائی کے اللہ تعالٰی کے علاوہ کسی اور کی طرف

عبد الوحید الحنفی

سے ہونے کا قائل ہو اوہ یوں کہے کہ:

"اچھی تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور بری تقدیر کسی اور کی طرف سے آتی ہے"۔

تو وہ شخص اگر ایمان والا ہو تو کافر ہو جائے گا؛ اور اس کا عقیدۂ توحید بھی باطل اور اس کا ایمان بھی زائل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ہر بات جو انسان سر انجام دیں گے ان کے صحیفوں میں موجود ہیں، اور ہر چھوٹی بڑی بات اس میں لکھی جا چکی ہے"۔

دوسرا مسئلہ اعمال کی اقسام کے بیان میں:

نقر بان الاعمال ثلٰثةٌ: ۱۔ فریضةٌ ۲۔ و فضیلةٌ ۳۔ و معصیةٌ

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انسان سے جو کام بھی صادر ہوتے ہیں شرعی لحاظ سے ان کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ فرائض ۲۔ فضائل ۳۔ معاصی

تیسرا مسئلہ فرائض کے بیان میں:

۱: فالفریضة: بأمر اللہ تعالیٰ، و مشیته، و محبته، و رضائه، و قضائه، و قدره، و ارادته، و توفیقه، و تخلیقه، و حکمه، و علمه، و کتابته فی اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: فرائض سے مراد انسانوں سے صادر ہونے والے وہ اعمال ہیں جن کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے؛ اور ان فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صفات بندوں کے شامل حال ہوتی ہیں ان کی تفصیل یوں ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کے 'امر' سے ان کاموں کی ادائیگی ہوتی ہے (۲) اور اللہ تعالیٰ کی 'مشیت' ان کے شامل حال ہوتی ہے۔(۳) اور اللہ تعالیٰ کی 'محبت' شامل ہوتی ہے۔(۴) اور اللہ تعالیٰ کی 'رضا' شامل ہوتی ہے۔(۵) اس قسم کے عمل، اللہ تعالیٰ کے 'فیصلے' کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔(۶) اور اللہ تعالیٰ کی 'تقدیر' سے صادر ہوتے ہیں۔(۷) اور ان کے صادر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا 'ارادہ' شامل ہوتا ہے۔(۸) اور اس قسم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی 'توفیق' سے صادر ہوتے ہیں۔(۹) اور اللہ تعالیٰ کے 'پیدا' کیے جانے کی وجہ سے عمل میں آتے ہیں۔(۱۰) اور اللہ تعالیٰ کے 'حکم' سے معرض وجود میں آتے ہیں۔(۱۱) اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہونے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔(۱۲) اور لوحِ محفوظ میں لکھے جانے کی بناء پر صادر ہوتے ہیں۔

اور جو اعمال مذکورہ صورت میں صادر ہوں وہ شریعت اسلامیہ میں فرائض کا درجہ رکھتے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

چوتھا مسئلہ فضائل کے بارے میں:

۲۔ و الفضیلة: لیست بامر اللّٰہ تعالٰی، ولکن بمشیتہ، و محبتہ و قضائہ، و رضائہ، و قدرہ، و توفیقہ، و تخلیقہ، و حکمہ، و علمہ، و کتابتہ فی اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: اسلامی شریعت میں فضائل سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے صادر ہونے میں اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل صفات شامل ہوتی ہوں: (۱) جو کام اللہ تعالیٰ کے 'امر' کی وجہ سے صادر نہ ہو۔ (۲) بلکہ اللہ تعالیٰ کی 'مشیت' کی بنا پر وقوع پذیر ہو۔ (۳) اور اس کے صادر ہونے میں اللہ تعالیٰ کی 'محبت' شامل ہو۔ (۴) اور اللہ تعالیٰ کے 'فیصلے' کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (۵) اور یہ کام اللہ کی 'قضاء' کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ (۶) اور ان کے ظہور میں آنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی 'رضا' شامل ہو۔ (۷) اور اللہ تعالیٰ کی 'قدرت' سے صادر ہوتے ہوں۔ (۸) اور اس قسم کے کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے 'توفیق' کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔ (۹) اور وہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے 'پیدا' کیے جانے سے صادر ہوتے ہیں۔ (۱۰) اور اللہ تعالیٰ کا 'حکم' ان کاموں کے معرض وجود میں آنے کا باعث ہو۔ (۱۱) اور اس قسم کے کام اللہ تعالیٰ کے 'علم کامل' میں ہونے کی وجہ سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ (۱۲) اور یہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے 'لوح محفوظ میں لکھے' ہونے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

جو کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذکورہ بالا تمام صفات پر مشتمل ہونے کی بناء پر صادر ہوں ان کو اسلامی شریعت میں 'فضائل' کہتے ہیں۔

پانچواں مسئلہ لوح و قلم پر ایمان:

فنؤمن باللوح والقلم، وبجميع ما فيه قدرقم ورسم۔

ترجمہ: پس ہم لوحِ محفوظ پر، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق قلم پر ایمان لاتے ہیں، اور اسی طرح ان دونوں (لوح و قلم) کے ساتھ جو کچھ لکھا، یا لکھوایا گیا اور تحریر میں لایا گیا ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔

چھٹا مسئلہ معاصی کے بیان میں:

۳۔ والمعصية: ليست بامر الله، ولكن بمشيته، لا بمحبته، وبقضائه، لا برضائه، وبتقديره، وتخليقه، لا بتوفيقه، وارادته، وحكمه، وعلمه، وبخذلانه، لا بمعرفته، وبكتابته في اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: معاصی سے مراد وہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مندرجہ ذیل صفات کی بناء پر صادر ہوں:

(۱) اور وہ کام اللہ تعالیٰ کے 'امر' سے صادر نہیں ہوتے۔

عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت

(۲) لیکن ان کے وجود میں آنے میں اللہ تعالیٰ کی 'مشیت' شامل حال ہوتی ہے۔(۳) اور ان کاموں کے ظاہر ہونے میں اللہ تعالیٰ کی محبت شامل نہیں ہوتی۔ (۴) البتہ اس کی قضاء سے وہ عمل معرض وجود میں آتے ہیں۔(۵) ان کاموں کے واقع ہونے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء شامل حال نہیں ہوتی۔ (۶) البتہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر بندوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ (۷) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کیے جانے کی وجہ سے وہ کام صادر ہوتے ہیں۔

(۸) البتہ اس قسم کے کام کے صادر ہونے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل عمل نہیں ہوتی۔(۹) ان کاموں کے صدور میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ شامل ہوتا ہے۔(۱۰) اور اس کے حکم کی وجہ سے وہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔(۱۱) اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ان کا عملی ظہور ہوتا ہے۔(۱۲) اور اس قسم کے عمل صادر ہونے میں اللہ کی ناپسندیدگی شامل ہوتی ہے۔(۱۳) البتہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کام کے ظہور میں شامل نہیں ہوتی۔(۱۴) اور اس قسم کے تمام اعمال لوحِ محفوظ میں لکھے جانے کی وجہ سے عمل پذیر ہوتے ہیں۔

ساتواں مسئلہ انسانوں کے اعمال میں مؤاخذے کی وجہ

والمؤاخذة علیه لکونه فعل العبد

اور ان کاموں کے صادر ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ

اس وجہ سے ہوتا ہے کیوں کہ ان کاموں کے صدور میں انسان کا پورا عمل دخل ہوتا ہے۔

اہل سنت کی چوتھی علامت

اس علامت میں دو مسائل بیان فرمائے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا عرش پر استویٰ

نقر بان اللہ تعالٰی علی العرش استوی، من غیر ان یکون له جهةاو استقرار علیه۔

ترجمہ: ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش بریں پر مستوی ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی ہونے کی نہ تو کوئی حاجت ہے اور نہ ضرورت اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی کوئی خاص کیفیت ہے اور نہ ہی کوئی مخصوص طریقہ ہے۔[1]

عبد الوحید الحنفی خادم اہلسنت

---

[1] **اس مسئلہ کی وضاحت** اس سلسلے میں سب سے کامل اور مکمل بات وہی ہے جو حضرت امام اعظم نے اپنے رسالہ فقہ اکبر میں ارشاد فرمائی ہے:

ذکر اللہ تعالٰی فی القرآن من ذکر الوجه و الید و النفس فهو له صفات بلا کیفٍ، و لا یقال ان یده قدرته او نعمته لان فیه ابطال الصفة (یعنی) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو اپنے چہرۂ مبارک اور ہاتھوں اور نفس مبارکہ کا ذکر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کی نشان دہی ہے، اس سے اللہ

تعالیٰ کا دست قدرت یا دست نعمت مراد نہیں لیا جا سکتا۔ اس لیے کہ یہ مفہوم مراد لینے سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔ اور ہمیں اپنی عقل کی نارسائی کا اقرار کرنا چاہیے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام یا اسکی صفات میں نقص نکالیں۔

اور تمام اہل السنّت والجماعت اور ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی ایسی کیفیت نہ مختص کریں جو مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ مخصوص ہو:

(۱) **امام اعظم کی رائے گرامی** حضرت امام اعظمؒ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا:

من قال لا اعرف اللہ ربی فی السماء ھو ام فی الارض؟ فھو کافر، لان ھذا القول یوھم ان للحق مکانا و من یوھم ذلک فھو مشبھۃ [الفقہ الابسط] (یعنی) جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ جو میرا پروردگار ہے، آیا وہ آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے؟ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس قول سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شائید وہ اللہ تعالیٰ کے کسی مکان میں مقید ہونے کا قائل ہے، اور جو شخص اس قسم کے عقائد رکھتا ہو وہ فرقہ مُشبّہ میں سے ایک ہے۔

(۲) **امام مالک کی رائے گرامی** اس موضوع پر امام مالکؒ بن انس کا قول، قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے۔ جب امام مالک سے استوی علی العرش کے بارہ میں پوچھا گیا، تو آپؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

الاستوآء معلومٌ، و الکیف مجھول، و الایمان بہ واجبٌ، و السؤال عنہ بدعۃٌ (یعنی) استوا کا مفہوم تو معلوم ہے، لیکن اس کی کیفیت نامعلوم ہے، البتہ اس کے متعلق ایمان لانا واجب ہے، اور اس کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا مفہوم کے لحاظ سے معلوم ہے، اور اس کی کیفیت نامعلوم ہے؛ اس پر ایمان لانا واجب ہے؛ کیوں کہ ان پر ایمان لانا جزو ایمان ہے، چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے؛ اور اس کے بارہ میں غور و غوض کرنا بدعت ہے؛ اور اس باب میں یہ کلام کافی اور وافی ہے۔ اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو اور جانتا ہے کہ اس نے اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال اور ایمان کے مطابق بدلہ پانا ہے۔

(۳) **امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ فرماتے ہیں:**

انا نقول نؤمن بما جاء من عند اللہ تعالیٰ علی ارادۃ اللہ تعالیٰ و لا نشتغل بکیفیتہ و بما جاء من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ما اراد بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [الجوہرۃ المنیفۃ: ۱۱] (یعنی) ہم یوں کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے ہم ان سب باتوں پر ایمان لائے اور ان فرامین

دوسرا مسئلہ اللہ کا عرش کے ساتھ تعلق:

وھو حافظ العرش و غیر العرش من غیر احتیاجٍ فلو کان محتاجاً لما قدر علٰی ایجاد العالم و تدبیرہ کالمخلوق؟ و لو کان محتاجاً الی الجلوس و القرار فقبل خلق العرش این کان اللّٰہ تعالٰی؟

ترجمہ: اللہ تعالٰی وہ ذات ہیں جو عرش اور غیر عرش سب چیزوں

خداوندی سے اس کی جو مراد ہے، اس کی کیفیات کے جاننے میں ہم نہیں پڑتے، اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا ہے اس پر بھی اسی طرح ہم ایمان لاتے ہیں اور ان کی کیفیات جاننے میں بھی ہم نہیں الجھتے۔

(۴) **امام شافعیؒ کی رائے گرامی:** اور امام محمد بن ادریس الشافعیؒ کا اس بارے میں قول ہے:

آمنتُ بلا تشبیہ، وصدقت بلا تمثیل، واتھمت نفسی فی الادراک، و امسکت عن الخوض فیہ کل الامساک (یعنی) میں اللہ تعالٰی پر بلا کسی تشبیہ کے ایمان لاتا ہوں، اور بلا کسی مثالی صورت کے قائل ہونے کے اس کی تصدیق کرتا ہوں، اور اس کے ادراک میں نہ آنے کا الزام میں اپنے نفس کو دیتا ہوں، اور میں اس کے بارے میں غور و غوض کرنے سے مکمل اجتناب کرتا ہوں۔

(۵) **امام احمد بن حنبلؒ کی رائے گرامی** اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس بارے میں فرمایا:

الاستواء کما اخبر، لا کما یخطر بقلب البشر (یعنی) استواء کا مفہوم وہ ہے جو ہمیں خبر صحیح سے معلوم ہوا ہے۔ اس سے وہ مفہوم مراد نہ لیا جائے گا جو انسانی دلوں پر خیالات کی صورت میں وارد ہوتا ہے۔

(۶) امام فرغانی نے اسی کو ایک شعر کے انداز میں یوں کہا:

و رب العرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن و اتصالی (یعنی) اور عرش کا مالک عرش کے اوپر ہے، لیکن ہمارے مکان اور اتصال کے مفہوم سے بہت ورے ہے۔

اللہ ہمیں حقیقی ایمان نصیب فرمائیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

کے محافظ ہیں اور یہ کہ وہ عرش کے محتاج بھی نہیں ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے عرش کے محتاج ہوتے تو یہ سارا جہان بنانے پر وہ قدرت نہ رکھتے؛ اور ان کے لیے اس سارے جہان کا تدبیر کرنا اور تمام مخلوقات کی طرح اس عالم کی دیکھ بھال کرنا ممکن نہ ہوتا۔ اگر اللہ عرش پر جلوس اور قرار کا محتاج ہے تو عرش کی تخلیق سے پہلے اللہ کہاں تھا؟

سوال: اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ اللہ تعالیٰ بیٹھنے یا آرام کرنے کے محتاج ہیں تو سوال پیدا ہو گا کہ عرش کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کہاں آرام فرماتے تھے؟

جواب: اس کے بارے میں یہی عقیدہ رکھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کیفیات اور اقوال سے پاک ہیں جن سے ذات باری تعالیٰ میں عاجزی اور نقص لازم آئے۔

تیسرا مسئلہ اللہ تعالیٰ صفات ناقصہ سے منزہ ہیں:

فھو منزۃ عن ذٰلک علوّا کبیراً

ترجمہ: بس ہم یوں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت اور ضرورت نہیں کہ آرام کریں، یا کسی جگہ یا عرش پر آرام کی غرض سے بیٹھیں، بلکہ وہ اس قسم کی صفات سے پاک اور منزہ ہیں۔

عبد الوحید الحنفی

اہل سنت کی پانچویں علامت

اس علامت میں چار مسائل فرمائے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۵) مسئلہ اول کلام اللہ مخلوق ہے یا نہیں

نقر بان القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق۔ و وحیه و تنزیله علی رسول اللہ، و صفته لا ھو و لا غیرہ، بل ھو صفته علی التحقیق مکتوب فی المصاحف، مقروٌّ باه لسنة، محفوظ فی الصدور غیر حال فیھا۔

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسی کی طرف سے وحی کے ذریعے نازل ہوا ہے اور چوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے نہ کہ ذاتِ خدا، لیکن ذات سے غیر بھی نہیں ہے؛ بلکہ تحقیقی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کی طرح یہ بھی ایک صفت ہے جس کا ظہور قرآنِ کریم کے معرض وجود میں آنے کا باعث ہے۔ یہ مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ زبانوں سے اس کی قرأت کی جاتی ہے، سینوں میں محفوظ ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مسئلہ دوم قرآنِ کریم اللہ کی کتاب ہونے کی حقیقت:

و کلامہ تعالٰی مقروئا و مکتوب و محفوظ من غیر مزایلة عنه

ترجمہ: قرآن کریم ایک کتاب ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے؛ زبان کے ساتھ پڑھا جانے والا؛ سینوں میں محفوظ ہو جانے والا؛ اور اس میں کچھ بھی زائل نہیں ہوتا۔

مسئلہ سوم تخلیقات انسانی کی حقیقت:

و الحروف و الحرکات، و الحِبر و الکاغذ، و الکتابة و القرائة کلها مخلوقة لانها افعال العباد۔ و کلام اللہ سبحانه و تعالٰی غیر مخلوق لان الکتابة و الحروف و الکلمات و الآیات کلها دلالات القرآن لحاجة العباد الیها،

ترجمہ: اور تمام حروف، حرکات، سیاہی، کاغذ، اور کتابت اور اشیاء کی طرح اللہ تعالٰی کی مخلوقات میں سے مخلوق ہیں؛ کیوں کہ یہ اشیاء اپنے وجود میں آنے کے لیے بندوں کے فعل کی محتاج ہیں، جب کہ اللہ تعالٰی کا کلام مخلوق نہیں کیوں کہ وہ اپنے وجود میں آنے کے لیے کتاب، حروف، کلمات اور عبارات کا محتاج نہیں۔ یہ تمام آلات قرآنی ہیں اور ان آلات کی تشکیل بندوں کی ضرورت کے پیش نظر کی گئی ہے، نہ کہ اللہ تعالٰی کی ضرورت کی وجہ سے، اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ضرورت کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ آلات قرآنی نہ ہوں تو بندے اللہ تعالیٰ کی اصل مراد تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

مسئلہ چہارم کلام اللہ کی حقیقت اور اس کا مفہوم

و کلام اللہ تعالیٰ قائم بذاتہ و معناہ مفہوم بھٰذہ الاشیاء فمن قال بأن کلام اللہ تعالیٰ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم، و اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ معبود لا یزال کما کان

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا کلام بذات خود قائم ہے، اور اپنے قائم ہونے میں اس کے علاوہ کسی کا محتاج نہیں؛ اور اس کا مطلب اور مفہوم انھی آلات، کلمات، حروف اور حرکات سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے وہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر رہا ہے؛ اور اللہ تعالیٰ معبود ہے اور اپنی ہر صفت میں جس طرح ہے، ہمیشہ سے اسی طرح ہے؛ اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے بدلنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور اس کا کلام پڑھا، لکھا، اور محفوظ کیا جاتا ہے اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تعلیم کے عمل میں اس لیے زائل ہو جائے کہ اس کے لیے مناسب الفاظ، صحیح ادائیگی، اور درست تحریر، پورے کلمات، کامل حروف نہ مل سکتے ہوں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

اہل سنت کی چھٹی علامت

اس علامت میں دو مسائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

(٦) مسئلہ اوّل امت میں افضل ترین شخص؟

نقر بان افضل ھٰذہ الامة بعد نبینا محمدا ابو بکرن الصدیق ص؛ ثم عمر ص ثم عثمان ص ثم علی رضوان اللہ علیھم اجمعین؛لقولہٖ تعالٰی:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۝ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۝(الواقعہ: ١٠تا١٢)

وکل من کان اسبق فھو افضل

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ: رسول ﷺ کے بعد اُمت میں افضل ترین شخص حضرت سیدنا ابو بکرؓ الصدیق اس کے بعد حضرت عمرؓ الفاروق اس کے بعد حضرت عثمانؓ ذوالنورین اس کے بعد حضرت علیؓ المرتضٰی ہیں؛اور دلیل اس کی اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

”اور سبقت لے جانے والے اللہ تعالٰی کے مقرب بندوں میں سب سے آگے ہیں اور نعمتوں والی جنت میں ان کا ٹھکانہ ہو گا“

اللہ تعالٰی کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان لانے میں جو زیادہ مقدم ہے وہی زیادہ افضل اور دوسرے صحابہ پر مقام کے لحاظ

سے مقدم ہے۔

مسئلہ دوم صحابہ کرام سے محبت یا ان سے بغض کرنا:

ویحبهم کل مؤمن تقی، ویبغضهم کل منافق شقی

ترجمہ: اور ہر مؤمن، متقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے، جب کہ ہر منافق، بدقسمت ان سے بغض رکھتا ہے۔[1]

اہل سنت کی ساتویں علامت

اس علامت میں سات مسائل بیان فرمائے گئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۷) مسئلہ اول انسان اپنے تمام اوصاف سمیت مخلوق:

نقر بان العبد مع جمیع اعماله و اقراره و معرفته مخلوق؛

---

[1] **مسئلہ دوم کی وضاحت** صحابہ کرام میں ہر ایک کے ساتھ محبت رکھنا اور کسی کے بارے میں بھی کوئی برائی دل میں نہ رکھنا یہ اہل سنت و الجماعت کا مؤقف ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے بارے میں فرمایا ہے:

أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ [سورۃ الحجرات:۳]

(ترجمہ) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو تقویٰ کے امتحان میں آزمایا گیا تو ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑے اجر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اتنی وضاحت اور صراحت کے بعد ہمیں زیبا نہیں ہے کہ ہم اپنی زبانوں کو ان عظیم ہستیوں کے طعن میں کھولیں بلکہ ہمارے دلوں میں ان کا سراسر احترام اور محبت ہی ہونی چاہیے۔ (علامات اہل سنت مترجم مفتی رشید احمد علوی ص ۸۶)

فلما کان الفاعل مخلوقا فافعاله أولٰی ان تکون مخلوقةٌ، و لم یکن لهم طاقة لانهم ضعفاء عاجزون۔

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے تمام اعمال، ایمان کے اقرار، اور معرفتِ الٰہیہ سمیت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے کیوں کہ جب اعمال کا عامل خود انسان ہی مخلوق ہے تو اس سے صادر ہونے والے اعمال بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں گے، اور بندہ کے پاس اپنی ذاتی کوئی طاقت نہیں ہے، بلکہ وہ سب بندے اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے بے طاقت ہیں کیوں کہ وہ کمزور، اور اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔

مسئلہ دوم اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے خالق ورازق ہیں:

و نقر بان اللہ تعالٰی خالق الخلق و العباد و رازقهم و ممیتهم؛ لقوله تعالی:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ (الروم:۴۰)

ترجمہ: اور ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے خالق اور ان کے رازق ہیں اور ان کو موت دینے والے ہیں؛ اور دلیل اس بات کی اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں زندہ رہنے کے لیے رزق دیا، پھر اسی نے تمہیں زندگی دی، اور وہی

تمہیں موت بھی دے گا"۔

مسئلہ سوم حلال اور حرام کمائی اور اس کا حکم

و الکسب بالعمل حلالٌ و جمع المال حلالٌ؛ و جمع المال من الحرام حرامٌ۔

ترجمہ: اور حلال ذرائع کمائی گئی دولت حلال ہے؛ اور اس مال کو جمع کرنا بھی حلال ہے، اور حرام ذرائع سے مال جمع کرنا حرام ہے، اور اسی طرح کا مال جمع کرنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ چہارم ایمان کے لحاظ سے انسانوں کی اقسام:

ثم الناس علٰی ثلاثۃ أصنافٍ:

١۔المؤمن المخلص فی ایمانہ۔

٢۔و الکافر المجاھد فی کفرہ۔

٣۔و المنافق المداھن فی نفاقہ۔

ترجمہ: انسان اپنے ایمان کے لحاظ سے تین اقسام پر مشتمل ہے

(١): مؤمن جو اپنے ایمان میں مخلص ہو اور دل سے اللہ تعالیٰ کے دین کا مطیع اور فرماں بردار بھی ہو؛

(٢): اور وہ کافر جو کفر پر قائم ہونے کے ساتھ اس کے پھیلاؤ میں جد و جہد کرنے والا بھی ہو؛

عبد الوحید الحنفی خادم اہلسنت

(۳): اور ایسا منافق جو اپنے نفاق کا علانیہ اقرار کرنے والا ہو اور اس میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کرتا ہو۔

مسئلہ پنجم اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض:

و اللہ تعالیٰ فرض علی المؤمن العمل و علی الکافر الایمان و علی المنافق الاخلاص، بقولہ تعالیٰ:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ (لقمان:۳۳)

معناہ: یایھا المؤمنون اطیعوا اللہ، و ایھا الکفرون آمنوا باللہ، و ایھا المنافقون اخلصوا اللہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر ایمان لا چکنے کے بعد عمل لازم کیا ہے اور کافروں پر پہلے نمبر پر ہی ایمان لانا لازم کیا ہے؛ اور منافقوں پر اخلاص لازم کیا ہے اور دلیل اس بات کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔"

تو مطلب اس کا یوں ہو گا کہ اے لوگو اگر تم مؤمن بن چکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور فرماں برداری میں لگ جاؤ؛ اور اگر پہلے تم عالمِ کفر میں مبتلا ہو تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ؛ اور اگر تم منافقت کی بے آب و گیاہ وادی میں سر گرداں و پریشان ہو تو اپنے من کو اخلاص کے زیور سے مزین کرو۔ کیوں کہ اسی پر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید

تمہاری دائمی کامیابی کا مکمل انحصار ہے؛

اہل سنت کی آٹھویں علامت

اس علامت میں دو مسائل بیان فرمائے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۸) مسئلہ اوّل انسان کے عمل کرنے کی طاقت عمل سے پہلے ہے یا بعد میں؟

نقر بان الاستطاعۃ مع الفعل لا قبل الفعل و لا بعد الفعل لانہٗ لو کان قبل الفعل لکان العبد مستغنیاً عن اللہ سبحانہٗ و تعالٰی وقت الفعل و ھذا خلاف حکم النص، لقولہ تعالٰی:

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (محمد: ۳۸)

و لو کان بعد الفعل لکان من المحال، لانہ حصول الفعل بلا استطاعۃٍ و طاقۃٍ۔

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ تمام اعمال کے بجالانے کی طاقت اللہ تعالٰی کی طرف سے اس عمل کی بجا آوری کے ساتھ ہی ملتی ہے، نہ یہ طاقت اس عمل کے صادر ہونے سے پہلے ملتی ہے، اور نہ ہی یہ طاقت اس عمل کے صادر ہو جانے کے بعد حاصل ہوتی ہے؛ کیوں کہ اگر عمل کرنے کی یہ استطاعت پہلے سے بندے کو

حاصل ہو تو وہ بندہ اپنے اعمال کی سرانجام دہی میں اللہ تعالیٰ سے مستغنی ہو کر خود مختار بن جائے گا اور اس قسم کا عقیدہ رکھنا احکامات شریعہ کے خلاف ہے۔ اس لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ تعالیٰ غنی ہے جب کہ (اے اللہ کے بندو) تم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے فقیر اور محتاج ہو"

اور اگر یہ کہا جائے کہ بندے کو اس عمل کے بجالانے کی طاقت اس عمل کے سرانجام دینے کے بعد حاصل ہوتی ہے، تو یہ بات ناممکن (impossible) ہے، کیوں کہ اس طرح ہم ایک ناممکن بات کو ممکن کہہ رہے ہیں؛ اس لیے کہ کسی کام کا سرانجام دیا جانا یا عمل میں لانا اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب تمہارے پاس اس کام کے کرنے کی طاقت و استطاعت موجود ہو۔[1]

مسئلہ دوم مخلوق کے اعمال استطاعت الٰہی کے ساتھ ہیں:

و اللہ خالق الخلق و لم یکن لھم طاقۃٌ و لانھم ضعفاء

---

[1] **مسئلہ کی وضاحت** ایک رائے یہ ہے کہ فعل کے صادر ہونے کی استطاعت اس فعل کے ساتھ ہے، نہ اس سے پہلے ہے اور نہ اس کے بعد ہے۔ یہ رائے جمہور اہل السنّت والجماعت کی ہے۔ اس کے بارے میں جو صحیح ترین رائے رائے ہے وہ متن میں بھی مذکور ہے اور وہی درست ترین رائے ہے کہ اعمال و افعال کے صادر ہونے کے ساتھ ہی ان کو اس فعل کی طاقت ملتی ہے، نہ اس فعل کے صادر ہونے سے پہلے وہ طاقت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی صدور فعل کے بعد ان کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔

عاجزون، ولا طاقة للمخلوق فی ما لم تقارنه الاستطاعة اللّٰہ تعالٰی

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے خالق ہیں جب کہ ان مخلوقات میں سے کسی کے پاس بذاتِ خود کوئی طاقت نہیں اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے عاجز اور کمزور مخلوق میں سے ہیں، اور یہ طاقت بندوں کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام کو ساتھ ساتھ بجالانے کی توفیق اور استطاعت حاصل نہ ہو جائے۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل سنت کی نویں علامت

اس علامت میں دو مسائل بیان فرمائے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

---

1 **مسئلہ دوم کی وضاحت** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [یونس آیت ٦١] (ترجمہ) اور تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور تم قرآن میں سے جو کچھ پڑھتے ہو اور کوئی عمل بھی کرتے ہو مگر ان کاموں میں مشغولیت کے وقت تم ہماری نگہبانی میں ہوتے ہو۔ اور زمین و آسمان میں سے کوئی چیز ایک ذرے کے برابر بھی غائب نہیں ہے اور نہ کوئی چھوٹی چیز اور نہ کوئی بڑی چیز مگر اس روشن کتاب میں موجود ہونے کی بنا پر معرض وجود میں آتی ہے۔

(۹) مسئلہ اوّل موزوں پر مسح کرنا:

نقر بأن المسح على الخفين جائز للمقيم يوماً و ليلة و للمسافر ثلثة ايامٍ و لياليها لان الحديث و رد هٰكذا، و من انكرهٗ فانهٗ يخشٰى عليه الكفر، لانه ثبت بالخبر المتواتر

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مقیم کے لیے جائز ہے کہ وہ موزوں پر ایک دن اور ایک رات (چوبیس گھنٹے) تک کی مدت کے لیے مسح کر سکتا ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں (۷۲ گھنٹے) تک جائز ہے، کیوں کہ احادیث میں اسی طرح وارد ہوا ہے؛ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے، اس پر کفر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے؛ اس لیے کہ مسح کا حکم احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ دوم قصر نماز، روزہ کے افطار کا حکم:

و القصر و الافطار فى السفر رخصة بنص الكتاب لقوله تعالٰى: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (النساء:۱۰۱)

و فى الافطار قوله تعالٰى: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:۱۸۴)

ترجمہ: اور سفر کے دوران نماز میں قصر کرنے؛ اور روزہ نہ رکھنے کی

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

رخصت ہے؛ اور اس کی دلیل قرآن کریم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ دوران سفر لازم ہونے والی نمازوں میں تم قصر کرلیا کرو“

اور روزوں کے دوران سفر افطار کرنے کی رخصت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے معلوم ہو رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا وہ سفر میں ہو تو اس کو دوسرے دنوں سے ان (چھوڑے ہوئے) روزوں کی تعداد کو پورا کرنا ہے“۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

[1] **مسئلہ: مسافر کی حد مسافت، اور مدت** اگر کوئی شخص اپنے اصل مقام سے اڑتالیس میل (۷۷ کلو میٹر) یا اس کے مساوی مسافت کے لیے سفر کا ارادہ لے کر نکلے تو اپنے شہر کی حدود سے نکل جانے کے بعد مسافر کہلائے گا؛ اور ائرپورٹ (Airport) پر نماز قصر ہی پڑھی جائے گی کیوں کہ عموماً یہ شہر سے باہر ہوتے ہیں اور ان کا حکم شہروں میں نہ ہونے کا ہے اور اس بارے میں یہی تعامل ہے؛ اور پندرہ دن یا اس سے کم تک مسافر ہی رہے گا؛ اور اگر کسی جگہ قیام کا ارادہ کرلیا تو نماز مکمل پڑھے گا؛ اسی طرح اگر امام مقیم کے اقتداء میں نماز پڑھے تو بھی پوری پڑھے گا؛ اور روزے کے افطار کے بارہ میں بھی اگر سفر کی مسافت اور اتنی ہی مدت کا ارادہ ہو تو مسافر کے حکم میں ہوگا ورنہ نہیں۔
اس لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ [البقرہ: ۱۸۴] (یعنی) اگر کوئی شخص مریض ہو؛ یا سفر پر ہو تو رمضان کے روزوں کی قضاء ایام رمضان کے علاوہ دوسرے ایام سے گنتی پوری کرے۔

اہل سنت کی دسویں علامت

اس علامت میں ایک مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱۰) مسئلہ اللہ تعالیٰ نے قلم سے صحیفہ تقدیر لکھوالیا ہے

نقر بان اللّٰہ تعالٰی امر القلم بأن اکتب!

فقال القلم ماذا اکتب یارب؟

فقال اللّٰہ تعالٰی اکتب ماھو کائن الٰی یوم القیامۃ؛

لقولہٖ تعالٰی: وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ، وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ (القمر: ۵۲ تا ۵۳)

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو ہر چیز کی تقدیر لکھنے کا حکم دیا، اور قلم سے اللہ تعالیٰ نے کہا: اے قلم لکھ!

اس قلم نے پوچھا میں کیا لکھوں؟ اے میرے رب!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے ان سب باتوں کو لکھ دے۔

اور ہمارے اس عقیدے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے جس میں فرمایا:

"اور ہم ہر عمل جو انسان کرتے ہیں وہ ان کے نامہ اعمال میں محفوظ

کر دیا جاتا ہے اور ہر چیز خواہ چھوٹی یا بڑی وہ لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے۔"[1]

---

1 **لوحِ محفوظ** حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اول شیء خلق القلم و ھو من نور اللہ مسیرته خمس مائة عام و جری بما ھو کائن الیٰ یوم القیامة قصد فوا بکل ما بلغکم عن اللہ تعالیٰ من قدرته و عظمة فھو القادر القاھر

(یعنی) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس مخلوق کو پیدا کیا وہ قلم تھا اور اس کو نور سے بنایا تھا۔ اس کی مسافت پانچ سو سال کی تھی اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ اس نے لکھ دیا تھا۔ لہٰذا تم ہر اس بات کی تصدیق کیا کرو جو بات تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی عظمت کے بارے میں پہنچے۔ کیوں کہ وہی ذات ہے جو ہر ایک پر قادر بھی ہے اور ہر ایک پر قاہر بھی ہے۔ (الجوہر المنیفۃ شرح کتاب الوصیۃ ص ۲۰)

(۲) لوحِ محفوظ کی ہیت و کیفیت وفی الھیئة السنیة للسیوطی:

عن ابنِ عباس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالٰی خلق لوحا احد و جھیه من یا قوتة حمرأ و الوجه الثانی من زمرد خضر أقلمه النور، فیه یخلق، و فیه یحی و فیه یمیت، و فیه یعز و فیه یذل و فیه یفعل مایشاء فی کل یوم و لیلة الی تقوم السماء (الجوہر المنیفۃ شرح الوصیہ ص ٦)

ترجمہ: الھیئۃ السنیہ میں علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو اس صورت میں پیدا فرمایا کہ اس کی ایک سائڈ (طرف) سرخ رنگ کے یاقوت سے بنی ہوئی ہے۔ اور اس پر لکھنے کے لیے قلم نور سے بنائی گئی۔

اور قیامت تک جو کچھ پیدا کیا جاتا ہے اور جس کو جو رزق دیا جاتا ہے اور جو جب پیدا ہو گا اور جو جب مرے گا۔ اور جس کو جب عزت ملنی ہے اور جب اس کو ذلت دی جانی ہے۔ اور قیامت تک ہر وہ بات جو کسی بھی دن صبح یا شام کو اللہ تعالیٰ نے انجام دینی ہے، وہ لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے۔ (الجوہرۃ المنیفۃ شرح الوصیۃ ص ٦)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اہل سنت کی گیارھویں علامت

اس علامت میں پانچ مسائل بیان فرمائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مسئلہ اوّل عذابِ قبر کے بارہ میں:

نقر بأن عذاب القبر کائن لا محالة،

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ عذابِ قبر حق ہے اور جو اس عذاب کا مستحق ہو گا یہ اس شخص کو ضرور ہو گا۔[1]

مسئلہ دوم قبر میں منکر اور نکیر کے بارہ میں:

و نقر بأن سؤال المنکر والنکیر حق؛ لورود الاحادیث۔

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ منکر نکیر کے ذریعے قبر میں جو سوالات پوچھے جائیں گے وہ حق ہیں۔

کیوں کہ ان باتوں کا احادیث میں اس کثرت سے ذکر کیا گیا ہے کہ

[1] اہل السنت والجماعت کے نزدیک عذابِ قبر سے مراد "برزخ میں عذاب قبر ہے" یعنی موت کے بعد قبر میں جو جگہ میت کو دی جاتی ہے اس سے وہ جگہ مراد ہے مردوں کو اپنی قبروں میں زندہ کیا جائے گا اور ان ہی قبروں میں ان کو جزاو سزادی جائے گی اور اہل السنت والجماعت کے نزدیک قبروں سے مراد یہی قبریں ہیں جہاں لوگ اس دنیا میں دفن ہوتے ہیں اور جہاں ان کو دفنایا جاتا ہے اور ان مردوں سے اسی قبر میں سوال وجواب کیے جاتے ہیں۔

گویا احادیث متواترہ کے حکم میں ہیں۔[1]

مسئلہ سوم جنت اور دوزخ:

و نقر بأن الجنة و النار حق۔ و هما مخلوقتان الآن، لا تفنيان

---

[1] جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

عن ابی حنیفه عن رجل عن سعد بن عبادة رضی اللہ عنہ: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وضع المؤمن فی القبر اتاه الملک، فاجلسه، فقال من ربک؟ فقال: الله۔ قال: و من نبیک؟ قال: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال: و ما دینک؟ قال: الاسلام، فیفسح فی قبره و یسری مقعده من الجنة فاذا کان کافراً اجلسه الملک فقال من ربک؟ فقال: هاه لا ادری، کاالمضل شیئا، فیقول من نبیک؟ فقال: هاه کالمضل شیئا۔ فیقال: ما دینک؟ فیقول: هاه کالمضل شیاء، فیضیق علیه قبره و یری مقعده من النار۔ (مسند الامام اعظم ابو حنیفہ مع شرح ملا علی قادری)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی مومن کی میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کو اٹھا کر بٹھا دیتا ہے اور اس میت سے سوال کرتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔ پھر وہ پوچھتا ہے تیرا دین کون سا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ اس کے بعد اس کی قبر کو اس کے لیے اتنا کشادہ کر دیا جاتا ہے کہ وہ وہیں سے جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ لیکن جب کسی کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کو اٹھا کر بٹھا دیتا ہے اور اس کے بعد اس میت سے سوال کرتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں "ہائے افسوس" کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ اور وہ ایسا ظاہر کرتا ہے جیسے اس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو۔ پھر وہ پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب میں اس طرح "ہائے افسوس" کہتا ہے۔ ایسا ظاہر کرتا ہے جیسے اس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو۔ پھر وہ فرشتہ پوچھتا ہے تیرا دین کون سا ہے؟ وہ جواب میں پہلے کی طرح "ہائے افسوس" کہتا ہے اور ایسا ظاہر کرتا ہے جیسے اس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو۔ اس کے بعد اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ وہیں سے جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ولا یفنی اھلھما؛ لقولہ تعالٰی فی حق المؤمنین:

اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ (آلعمران:۱۳۳)

وفی حق الکفار

اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ (آلعمران:۱۳۱)

خلقھما اللّٰہ تعالٰی للثواب و العقاب۔

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جنت اور جہنم حق ہیں؛ اور یہ دونوں اللہ تعالٰی کی ایسی مخلوق ہیں جن پر فناء نہیں ہے؛ اور نہ ہی ابد الاباد تک کبھی اس میں رہنے والوں پر فنا آئے گی،

جنت کے مؤمنوں کے لیے ہونے کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

"یہ جنت متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے"

اور جہنم، اور اہل جہنم کے بارہ میں ارشادِ باری ہے

"جہنم کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے"

اور جنت اور دوزخ کو اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے اچھے اعمال کی جزاء یا برے اعمال کی سزا دینے کے لیے بنایا ہے۔

مسئلہ چہارم میزان

و نقر بأن المیزان حق؛ لقولہ تعالٰی: وَنَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ (الانبیاء: ۴۷)

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ، لقوله تعالىٰ:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ (الاعراف: ۸تا۹)

اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ: میزان حق ہے؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

"اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ساتھ اعمال کو تولیں گے"۔

اور اسی طرح اعمال کا وزن قیامت کے دن کیا جانا حق ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

"جس کے اعمال اس دن بھاری ہوئے وہ تو کامیاب لوگوں میں سے ہو گا، اور جس کے اعمال ہلکے ہوئے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہو گا جنھوں نے اپنا ہی نقصان کیا، اور ان کے اس نقصان کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ لوگ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کیا کرتے تھے"۔

مسئلہ پنجم قیامت کے دن اعمال نامہ پڑھا جانا:

و نقر بأن قرائة الكتاب يوم القيامة حق، لقوله تعالىٰ

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ (الاسراء: ۱۳تا۱۴)

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اعمال

نامہ کا پڑھا جانا بھی حق ہے؛ کیوں کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے:

”یعنی اور ہم قیامت کے دن ان کے اعمال نامے کو کھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے پھیلا دیں گے اور کہا جائے گا پڑھو اپنی کتاب؛ اور یہ اعمال نامہ تیرے محاسبہ کے لیے کافی ہے“۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ (الحاقہ: ١٩)

یعنی جس شخص کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا، وہ لوگوں کو خوشی سے یہ کہتا پھرے گا: یہ لو میری کتاب اس کو پڑھ کر دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اہل سنت کی بارھویں علامت

اس علامت میں پانچ مسائل بیان فرمائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(١٢) مسئلہ اول مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جانا:

نقر بأن اللہ تعالٰی یحیی ھذہ النفوس بعد الموت؛ و یبعثھم اللہ فی یومٍ کان مقدارہ خمسین الف سنة للجزآء و الثواب و

اداء الحقوق، لقولہ تعالیٰ:

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (الحج:۷)

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد ان تمام جانوں کو زندہ کرے گا اور سب کو ایک ایسے دن اکٹھا کرے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے؛ اور اس دن تمام انسانوں کو بدلہ دینے کے لیے اور ان کے اعمال کا ثواب دینے کے لیے اکٹھا کرے گا؛ اور ہر ایک شخص کے پورے پورے حقوق ادا کئے جائیں گے اور

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا (یٰس: ۵۴)

اس دن کسی جان کے ساتھ کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی جائے گی۔

اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جانا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بنا پر ہے:

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ (سورہ الحج آیت ۷)

”اللہ تعالیٰ قبروں میں سے سب مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا“

مسئلہ دوم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی حقیقت:

و نقر بأن لقاء اللہ تعالیٰ حق لاھل الجنة بلا كيف و لا كيفية و لا تشبيه و لا جهة، لقوله تعالیٰ:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامہ: ۲۲تا۲۳)

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جنتی لوگوں کے لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہونا حق ہے اور یہ ملاقات بلا کسی کیفیت، اور بلا تشبیہ کے ہوگی اور نہ ہی اس زیارت باری تعالیٰ کے لیے کوئی جگہ متعین ہوگی کہ جس طرف سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا جاسکے گا اور اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور بہت سارے چہرے اس دن خوش و خرم حالت میں اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

مسئلہ سوم شفاعت رسول ﷺ

و شفاعة بنينا محمد حق لكل من هو من اهل الجنة، و ان كان صاحب الكبيرة۔

ترجمہ: اور تمام اہل جنت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حق ہے، چاہے وہ گناہ کبیرہ کا ہی مرتکب کیوں نہ ہوتا رہا ہو۔

مسئلہ چہارم امت میں سے افضل ترین عورت

و نقر بأن عائشة رضی اللہ عنها و خديجة الكبرٰى افضل نساء العٰلمين و هی ام المؤمنين مطهرة عن الزناء و بريئة عما قالت الروافض، فمن شهد عليها بالزنا فهو ولد الزنا و كافر؛

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہاں کی

عورتوں میں افضل ترین ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ ہیں؛ اور وہ دونوں ام المؤمنین ہیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر جو روافض کی طرف سے زنا کا (معاذ اللہ) الزام لگایا جاتا تھا، آپ اس سے پاک اور بری ہیں، اور اس کے بعد جو شخص بھی ان پر زنا کا الزام لگائے گا وہ خود ولدِ زنا اور کافر ہے۔

مسئلہ پنجم آخرت میں دائمی بدلہ دیا جائے گا

و نقر بأن اهل الجنة فی الجنة خالدون؛ لقوله تعالٰی فی حق المؤمنین:

اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ:۸۲)

و اهل النار فی النار خالدون، و فی حق الکفار:

اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ:۲۱۷)

ترجمہ: اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جنتی لوگ، دائمی طور پر جنت میں رہیں گے؛ اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ:

یہی جنتی لوگ ہیں، اور یہ جنت میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور جہنمی لوگ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارہ میں ارشاد فرمایا:

یہی لوگ جہنمی ہیں اور یہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔[1]

1 **مسئلہ پنجم کی وضاحت** اس مسئلے میں تمام اہل السنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جنت اور دوزخ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

امام اعظمؒ کا نصیحت ووصیت نامہ اپنے بیٹے کے نام

- حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت کسی تعارف کے محتاج نہیں تیرہ سو سال سے ہر صدی میں ہزاروں، لاکھوں اور اب تو کروڑوں اہل سنت و الجماعت دنیا کے چاروں گوشوں میں آپ کی تقلید کرنے والے موجود ہیں۔
- انہوں نے دنیا سے جاتے ہوئے مسلمانوں اور دوستوں اور بھائیوں اور شاگردوں کو جو مذہب اہل السنت و الجماعت کی ۱۲ خصوصیات، خصائل و عقائد کی تعلیم دی۔ الحمدللہ! کہ کروڑوں مسلمان اُن پر عمل پیرا ہیں۔
- امام اعظمؒ ابو حنیفہ نے اپنے بیٹے حضرت حمادؒ کو مزید بیس نصیحتیں اور وصیتیں کی تھیں جو کہ ان کے بیٹے حضرت حماد نے اپنا کر ایک عملی نمونہ پیش کیا۔

اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے شاگردوں اور مقلدین نے بھی ان نصیحتوں اور وصیتوں کی روشنی میں کامیاب زندگی گزاری اور آج بھی

دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور پیدا شدہ ہیں۔ وہ اس وقت بھی موجود ہیں اور قیامت تک اسی صورت میں رہیں گی۔ البتہ معتزلہ اور قدریہ کا ایک طبقہ ایسا ہے جنہوں نے اس کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پیدا فرمائیں گے۔ (شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۳۵۰)

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

کروڑوں سُنّی مسلمان اِن پر عمل پیرا ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک سُنّی مسلمانوں کے لیے یہ نصیحتیں اور وصیتیں مشعلِ راہ ہیں۔

- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

یا بنی ارشدک اللہ و ایدک، اوصیک بوصایا، ان حفظتہا و حافظت علیہا جوت لک السعادۃ فی دینک و دنیاک، ان شاء اللہ۔

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت کے راستے پر ثابت قدم رکھے اور تیری تائید و نصرت فرمائے! میں تجھے چند وصیتیں کرتا ہوں اگر تم ان کو یاد کر کے ان پر عمل کرتے رہو گے تو میں تمہارے لیے ان شاء اللہ دنیا و آخرت کی سعادت مندی کی امید کرتا ہوں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) پہلی وصیت

اَوَّلَهَا: التقویٰ بحفظ جوارحک مِنَ المعاصی خوفاً مِن اللہ تعالیٰ، و القیام باوامرہ عبودیۃ لہ تعالیٰ۔

ترجمہ: ہر قسم کے گناہوں سے اپنے اعضاء اور جوارح کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھنا (تقویٰ کا راستہ اختیار کرنا) اور ان تمام باتوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبودیت آپ کے پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

(۲) دوسری نصیحت

و الثانی: ان لا تسقرّ علی جهلٍ ماتحتاج الٰی علمه

ترجمہ: جس چیز کے جاننے کی ضرورت پیش آسکتی ہو اس کے جاننے سے ہرگز جاہل نہ رہنا، بلکہ اس کے جاننے کی فکر کرتے رہنا تاوقتیکہ وہ تمہارے علم میں آجائے۔

(۳) تیسری وصیت

و الثالث: اَنْ لا تُعَاشِرَ شَخصاً اِلَّا من تحتاجُ الیه فی دینک و دنیاک

ترجمہ: کسی ایسے آدمی کے ساتھ جس سے دین یا دنیا کا فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو، اس کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم نہ رکھنا۔

(۴) چوتھی وصیت

و الرابع: اَن تُنصف من نفسک ولا تنصف لها الا لضرورةٍ۔

ترجمہ: اپنے آپ کے ساتھ ہمیشہ انصاف کیا کرنا اور کسی دوسرے سے انصاف کا مطالبہ نہ کرنا، ہاں جب سخت ضرورت ہو تو انصاف کا مطالبہ کرنا۔

(۵) پانچویں وصیت

و الخامس: ان لا تعادی مسلما و ذِمِّیّاً،

ترجمہ: زندگی میں کسی مسلمان یا کسی ذمی (کسی دوسرے مذہب والا جو ملکی قوانین کا پابند ہو۔) سے دشمنی نہ اختیار کرنا۔

(٦) چھٹی وصیت

و السادس: ان تقنع من اللہ بما رزقک من مال او جاہٍ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مال و دولت اور جاہ و عزت عطا کی ہے اس پر صبر اور قناعت سے کام لینا۔

(٦) ساتویں وصیت

و السابع: ان تحسن التدبیر فی ما فی یدک استغناء بہ عن النّاس۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہو اس کے بارے میں عمدہ انداز سے انتظامات کرنا اور اپنے ذاتی قسم کے معاملات میں لوگوں سے مستغنی اور بے نیاز ہونے کی کوشش کرنا۔

(٨) آٹھویں وصیت

و الثامن: علٰی ان تستھین عین الناس علیک

ترجمہ: زندگی میں کسی کام کو کرنے میں ایسا طریقہ اختیار نہ کرنا جس سے لوگوں کی توہین آمیز اور ذلیل کرنے والی نظریں تمہاری طرف اٹھنے لگیں۔

(۹)نویں وصیت

و التاسع: ان تقمع نفسک من الخوض فی الفضول

ترجمہ: فضولیات اور لا یعنی کاموں میں غور و فکر کرنے سے اپنے آپ کو بچانا۔

(۱۰)دسویں وصیت

و العاشر: ان تلقی النّاس مبدئاً بالسلام، محسناً بالکلام، متحببًا الی الخیر، مداریاً لاھل الشر۔

ترجمہ: جب لوگوں سے ملو تو سلام کرنے میں پہل کرنا۔ بات کرنے میں نیکوکاروں سے محبت کیا کرنا۔ اور بدوں کے ساتھ خاطر مدارت والا معاملہ کیا کرنا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

(۱۱)گیارھویں وصیت

والحادی عشر: ان تکثر ذکر اللہ تعالٰی و الصَّلوٰۃ علٰی رسول لہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود پاک پڑھنے کی عادت ڈالو۔

(۱۲)بارہویں وصیت

و الثانی عشر: ان تشتغل بسیّد الاستغفار و ھو قولہ علیہ

السّلام:

ترجمہ: اکثر و بیشتر سید الاستغفار کے کلمات پڑھنے میں مشغول رہا کرو۔ اور اس کے کلمات جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھدِکَ و وَعدَکَ مَا استَطعتُ، اَعوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعتُ اَبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِی فَاغْفِرْلِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرَ الذُّنوبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ تو میرا پروردگار ہے، تیرے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے ساتھ کیے ہوئے وعدے اور عہد پر قائم ہوں۔ اے اللہ میں آپ کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے ان تمام نعمتوں کا جو تیری طرف سے مجھ پر کی گئی ہیں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں اپنے سارے گناہوں کا، پس آپ مجھے معاف فرما دیں۔ کیوں کہ آپ کے علاوہ کوئی نہیں جو گناہوں کی بخشش کر سکتا ہو۔

مَنْ قَالَھَا حِین یُمسی فَمَاتَ لَیْلَۃً دَخَلَ الجنّۃ، وَمَنْ قالھا حین یُصبِحُ فَمَاتَ مِنْ یَومِ دَخَلَ الجَنَّۃ۔

ترجمہ: جو شخص ان کلمات کو شام کے وقت کہتا ہے اور اسی رات کو

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

وہ مرجائے تو سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔

اور جو شخص ان کلمات کو صبح ہونے کے وقت کہے اور پھر وہ اسی دن مرجائے تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

وَ عَنْ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ حین قیل له احترق بیتک، قال ما احترق! لکلمات سمعتھن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من قالھا اوّل نھارہ لم تصبه مصیبة حتی یمسی و من قالھا آخر نھارہ لم تصبه حتٰی یُصبح۔

اور حضرت ابو درداءؓ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دن کسی نے ان سے کہا کہ آپ اطمینان کے ساتھ یہاں بیٹھے ہوئے جبکہ آپ کا تو گھر جل گیا ہے۔

اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ: میرا گھر نہیں جل سکتا۔

انہوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے تو آپ نے فرمایا:

چند کلمات ہیں جو میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سُنے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص ان کو دن کے وقت پڑھ لے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جو شخص ان کلمات کو دن کے آخری حصے میں پڑھ لے تو اس کو رات کے وقت یہاں تک کہ صبح طلوع ہونے تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کلمات

اللھم انت ربی لا الہ الا انت، علیک توکلت و انت رب العرش العظیم، ماشآءاللہ کان و مالم یشاء لم یکن، لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما، اللھم انی اعوذبک من شر نفسی و من شر کل ذی شر و من شر کل دابۃ انت آخذ بناصِیَتِھَا، ان ربی علی صراط مستقیم۔

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تو ہی عرشِ عظیم کا پروردگار ہے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوسکتا۔ بڑی بلندیوں اور عظمتوں والے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے جس کی طرف سے نیکی کرنے کی طاقت حاصل ہو۔ اور نہ گناہوں سے بچنے کی استطاعت کسی کے پاس ہے۔

میں اس بات کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اپنے کامل علم کے ذریعے ہر ایک کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے اور ہر شر کے شر سے اور ہر شر والی مخلوق کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں، بلاشبہ میرا پروردگار سیدھا راستہ دکھانے والا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

(۱۳) تیرھویں وصیت

و الثالث عشر: ان نواظب علی قرائۃ قرآن کل یوم و تھدی ثوابھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و والدیک و اساتذتک و سائر المسلمین۔

ترجمہ: ہر روز قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدگی کرنا، اور اس کا ایصال ثواب رسول اللہ ﷺ، اپنے والدین اور اپنے اساتذہ اور تمام مسلمانوں کو کیا کرنا۔

(۱۴) چودھویں وصیت

و الرابع عشر: ان تحترز من اصحابک اکثر من اعدائک اذ کثر فی الناس الفساد فعدوک من صدیقک مستفاد

ترجمہ: دشمنوں سے زیادہ دوستوں کے شر سے بچنے کا اہتمام کیا کرنا کیوں کہ لوگوں میں طبیعتوں کا فساد زیادہ ہو گیا ہے اور اکثر تمہارے دشمن دوستوں میں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۵) پندرھویں وصیت

و الخامس عشر: ان تکتم سرک و ذھبک و مذھبک و ذھابک۔

ترجمہ: عام لوگوں کے سامنے اپنے راز کو راز رکھنا۔ اپنے مال کو مخفی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

رکھنا اور اپنی گھریلو (نجی) زندگی کو سر عام بیان نہ کیا کرنا اور اپنی منزل مقصود بیان نہ کرنا۔

(۱۶)سولھویں وصیت

والسادس عشر: ان تُحسنَ الجَوار، و تَصبر علٰی اذَی الجارِ

ترجمہ: پڑوسیوں کے لیے حسن سلوک کیا کرنا اور اگر کسی ہمسائے سے اذیت یا تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کیا کرنا۔

(۱۷)سترھویں وصیت

والسابع عشر: ان تمسَّک بمذهب اهل السنَّة و الجماعة، وتجتنب عن اهل الجِهالة، و ذَوی الضَّلالة

ترجمہ: اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور اہل جہالت اور گمراہوں کے راستے سے اجتناب کیا کرنا۔

(۱۸) اٹھارویں وصیت

والثامن عشر: ان تُخلص النِّیّة فی اُمورک، و تجتهد فی اکل الحلال علی کل حالٍ

ترجمہ: اپنے تمام کاموں میں اخلاص نیت کا شیوہ اختیار کرنا، اور ہر حال میں حلال کھانے اور حلال کمائی کی عادت اختیار کرنا۔

خادم اہلسنت فقیر عبدالوحید الحنفی

(۱۹) انیسویں وصیت

والتاسع عشر: ان تعملَ بخمسة احاديثٍ جمعتُها من خمس مائةالفً:

(۱): اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰى۔

(۲): مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ۔

(۳): لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبُّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

(۴): اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَ بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتَ اِسْتَبْرَاءَ لِدِيْنِهٖ وَ عِرْضِهٖ، وَ مَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّقَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَهِيَ الْقَلْبُ

(۵): اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

ترجمہ: ان پانچ احادیث پر ضرور عمل کیا کرنا جن کو میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے چنا ہے:

پہلی حدیث: ”بے شک تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ دیا جائے گا“۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

دوسری حدیث: ”کسی شخص کے اسلام لانے کے بعد اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں لایعنی کاموں سے رک جائے“۔

تیسری حدیث: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے“۔

چوتھی حدیث: ”بے شک اسلامی تعلیمات میں حلال بھی واضح ہیں اور حرام بھی واضح ہیں، اور ان دونوں کے درمیان جو غیر واضح ہیں وہ مشتبہ ہیں، جن کے بارے میں اکثر لوگ صحیح تعلیمات نہیں رکھتے۔ بس جو شبہات والی باتوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے اس نے اپنے دین اور اپنی عزت و آبرو کو بچا لیا، اور جو شخص شبہات والی باتوں میں دل چسپی لیتا ہے اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ حرام میں مبتلاء ہو جائے گا۔

یاد رکھو! ہر بادشاہ کی کوئی نہ کوئی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کے حرام کردہ کام ہیں۔

یاد رکھو! ہر انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ تندرست ہوتا ہے تو سارا جسم تندرست ہوتا ہے، اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم اس کی وجہ سے بگڑ جاتا ہے، اور وہ انسان کا دل

ہے"۔

پانچویں حدیث: "صحیح مسلمان وہ شخص ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں"۔

(۲۰) بیسویں وصیت

والعشرون: ان تکونَ بین الخَوفِ و الرَّجآء فی حالِ صحَّتِک، وتموتَ بحُسن الظَّنّ باللہ، و غلبۃُ الرَّجآء بقلبٍ سلیمٍ؛ ان اللہ غفورٌ الرَّحیم

ترجمہ: تم اپنی صحت و تندرستی کے دوران ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف، اور اس کی بخشش کی امید اپنے پیش نظر رکھو، اور جب تمہیں موت آئے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس دنیا سے جانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کی غالب امید دل میں بسی ہوئی ہو، اور یہ کیفیت تمہارے قلب سالم کے ساتھ ہونی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔[1]

اسمائے گرام مجلس شوریٰ تدوین قانون شریعت وفقہ

چالیس (۴۰) جید فقہا مجتہدینؒ جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قانونِ مجلس

[1] ماخوذ از کتاب علامات اہل سنت ص ۱۱۷ تا ۱۳۲۔ مترجم مفتی رشید احمد علوی۔ مطبوعہ جمیعۃ پبلیکیشنز رحمان پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید ربّانی

تدوین فقہ میں شامل تھے۔[1]

نمبر شمار	نام فقہاء	ولادت	وفات	عمر
۱	امام زفر عنبری بصری ابن الہذیل بن قیسؒ	۱۱۱ھ	۱۵۸ھ	۴۸سال
۲	امام مالک بن مغول الجبلی الحنفیؒ		۱۵۹ھ	
۳	امام ابو سلمان داؤد بن طائی نصیر الکوفی حنفیؒ		۱۶۰ھ	
۴	امام مندل بن علی عزی کوفی حنفیؒ	۱۰۲ھ	۱۶۸ھ	
۵	امام نصر بن عبد الکریم حنفیؒ		۱۶۹ھ	
۶	امام عمرو بن میمون بلخی حنفیؒ		۱۷۱ھ	
۷	امام حبان بن علیؒ		۱۷۲ھ	
۸	امام ابو عصمہ نوح بن ابی مریم جامع الحنفیؒ		۱۷۳ھ	
۹	امام زہیر بن معاویہؒ	۱۰۰ھ	۱۷۳ھ	
۱۰	امام قاسم بن معنؒ		۱۷۵ھ	
۱۱	امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہؒ		۱۷۶ھ	
۱۲	امام ہیاج بن بسطام حنفیؒ		۱۷۷ھ	
۱۳	امام شریک بن عبد اللہ الکوفیؒ		۱۷۸ھ	

عبدالوحید الحنفی

[1] ان چالیس (۴۰) علماء و فضلاء و فقہاء مجتہدین و محدثین اور مفسرینؒ کے تفصیلی حالاتِ زندگی کا اجمالی خلاصہ پڑھنے کے لیے آپ مقدمہ انوار الباری شرح صحیح بخاری مؤلفہ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری فاضلِ دار العلوم دیوبند، کا مطالعہ کریں۔

نمبر شمار	نام فقہاء	ولادت	وفات	عمر
۱۴	امام عافیہ بن یزید القاضیؒ		۱۸۰ھ	
۱۵	امام عبداللہ بن مبارکؒ	۱۱۷ھ	۱۸۱ھ	۶۳سال
۱۶	امام حافظ الحدیث ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ	۹۳ھ	۱۸۳ھ	۹۰سال
۱۷	امام ابو محمد نوح بن دراج نخعی کوفیؒ		۱۸۲ھ	
۱۸	امام ہیثم بن السلمی الواسطیؒ		۱۸۳ھ	
۱۹	امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ		۱۸۴ھ	
۲۰	امام حضرت فضیل بن عیاضؒ		۱۸۷ھ	
۲۱	امام اسد بن عمرو بن عاصر الجبلی الکوفیؒ		۱۸۹ھ ۱۹۰ھ	
۲۲	امام المجتہد الجلیل محمد بن الحسن الشیبانیؒ	۱۳۲ھ	۱۸۹ھ	۵۷سال
۲۳	امام علی بن سہر قریشی کوفیؒ		۱۸۹ھ	
۲۴	امام یوسف بن خالد سمتیؒ		۱۸۹ھ	
۲۵	امام عبداللہ بن ادریس کوفیؒ	۱۱۵ھ	۱۹۲ھ	
۲۶	امام فضل بن موسیٰ ایسنانیؒ	۱۱۵ھ	۱۹۲ھ	
۲۷	امام علی بن طیبانؒ		۱۹۲ھ	
۲۸	امام حفص بن غیاثؒ		۱۹۴ھ	
۲۹	امام وکیع بن الجراحؒ	۱۲۴ھ	۱۹۷ھ	۷۰سال

نمبر شمار	نام فقہاء	ولادت	وفات	عمر
۳۰	امام ہشام بن یوسفؒ		۱۹۷ھ	
۳۱	امام نقد رجال یحیٰ بن سعید القطان البصریؒ	۱۲۰ھ	۱۹۸ھ	۷۸سال
۳۲	امام شعیب بن اسحٰق دمشقیؒ	۱۲۶ھ	۱۹۸ھ	۷۲سال
۳۳	امام ابو عمرو حفص بن عبد الرحمٰن بلخیؒ		۱۹۹ھ	
۳۴	امام ابو مطیع حکیم بن عبد اللہ بن سلمہ بلخیؒ		۱۹۹ھ	
۳۵	امام خالد بن سلیمان بلخیؒ	۱۱۵ھ	۱۹۹ھ	۸۴سال
۳۶	امام عبد الحمید بن عبد الرحمٰن الکوفی الحمانیؒ		۲۰۲ھ	
۳۷	امام حسن بن زیاد لولویؒ		۲۰۴ھ	
۳۸	امام ابو عاصم بن النبیل صحاک بن مخلد بصریؒ	۱۲۰ھ	۲۱۲ھ	۹۰سال
۳۹	امام مکی بن ابراہیم بلخیؒ		۲۱۵ھ	
۴۰	امام حماد بن دلیل قاضی المدائنؒ			

یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت کے وہ عظیم جیّد تیار کردہ علماء و فقہاء ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے قرآن و سنت کی روشنی میں احادیث رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے ان شاگرد فقہاء اور مجتہدین، محدثین کی مشاورت اور تحقیقات سے ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و احکامِ شریعت

عبد الوحید الحنفی

شورائی طرز سے حل کرائے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ایک عظیم تاریخی کارنامہ ہے۔

ترتیب وفات کے لحاظ سے ۴۰ اکابر کا اجمالی تذکرہ

چالیس حضرات اکابر علماء و فقہاء مجتہدین و محدثینؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ تدوین قانون شریعت و فقہ کی تاریخی مہم میں شریک تھے اور اُن کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔

(۱) امام زفر عنبری بصری ابن الہذیل بن قیسؒ

(ولادت ۱۱۰ھ وفات ۱۵۸ھ عمر ۴۸ سال)

امام العصر مجتہد مطلق ابو الہذیل زفر، امام ابو حنیفہؒ کے کبار اصحاب فقہاء میں سے تھے بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ امام شافعیؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ ابنِ ماجہ میں ان کی احادیث مروی ہیں۔ تاریخ اصبہان ابی نعیم میں بھی ان سے بہ کثرت احادیث روایت کی گئی ہیں۔ بصرہ کے قاضی بھی رہے۔

(۲) امام مالک بن مغول البجلی الحنفیؒ

(وفات ۱۵۹ھ)

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ حنفی میں سے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ اُن اکابر میں سے ہیں جن کو امام ابو حنیفہؒ نے خطاب فرما کر ارشاد فرمایا تھا کہ:

تم لوگ میرے قلب کا سرور اور میرے غم کو مٹانے والے ہو۔ امام حدیث و حجّت تھے۔ حضرت امام شعبہؒ، ابو نعیمؒ، قبیصہؒ، امام محمدؒ، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، مسعرؒ، حضرت ثوریٰ زائدہؒ، ابنِ عینیہؒ، اسماعیل بن زکریاؒ، یحییٰ بن سعید القطانؒ، وکیع، عبدالرحمٰن مہدیؒ اور یحییٰ آدمؒ وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں۔ امام بخاریؒ، مسلمؒ اور اصحاب سننؒ کے یہ شیخ ہیں۔ اور سب نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔

(۳) امام ابو سلمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی حنفیؒ

خادم اہلسنت
عبدالوحید

(وفات ۱۶۰ھ)

محدث ثقہ، زاہد، اعلم، افضل زمانہ تھے۔ حضرت امام اعظمؒ کی خدمت سے باریاب ہوئے۔ بیس برس تک اُن سے استفادہ کرتے رہے۔ اور اُن کے کبار اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک یہ بھی تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ پھر رات دن عبادت میں صرف کرنے لگے تھے۔ محدث ابنِ حبانؒ نے لکھا کہ داؤدؒ فقہاء میں سے تھے۔ کبھی کسی بھائی دوست یا بادشاہ کا عطیہ قبول نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرمایا کرتے تھے کہ بس دنیا سے اتنا ہی سروکار رکھنا چاہیے جتنا داؤد طائیؒ نے رکھا۔

(۴) امام مندل بن علی عزی کوفی حنفیؒ

(ولادت ۱۰۲ھ وفات ۱۶۸ھ)

محدث، صدوق، فقیہ، فاضل طبقہ کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ امام اعظمؒ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک ہیں۔ مندلؒ نے امام اعظمؒ کی خدمت میں رہ کر فقہ کی تکمیل کی۔ جامع المسانید امام اعظمؒ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

(۵) امام نصر بن عبد الکریم حنفیؒ

(وفات ۱۶۹ھ)

محدث، فقیہ تھے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے فقہ پڑھی اور ان کی مجلس تدوین فقہ کے شریک تھے۔ امام ابو حنیفہؒ سے احادیث و احکام بکثرت روایت کیے۔ امام ابو حنیفہؒ کے انتقال کے بعد امام یوسف کی خدمت میں رہے۔ اور ان ہی کے پاس وفات ہوئی۔

(۶) امام عمرو بن میمون بلخی حنفیؒ

(وفات ۱۷۱ھ)

محدث، فقیہ علم و فہم ورع تھے بغداد آکر امام اعظمؒ کی خدمت میں رہے۔ شریک مجلس تدوین تھے فقہ و حدیث کی تعلیم ان سے حاصل کی۔ امام یحییٰ بن معین نے توثیق کی۔ بیس سال تک بلخ کے قاضی رہے۔ امام ترمذی کے شیوخ میں ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

(۷)امام حبان بن علی حنفیؒ

(وفات ۱۷۲ھ)

اپنے بڑے بھائی مندلؒ کی طرح محدث، فقیہ فاضل تھے۔ امام اعظمؒ سے فقہ و حدیث میں تلمذ کیا۔ اور تدوین فقہ کے شرکاء مجتہدینؒ میں سے تھے۔ ابن ماجہؒ میں ان سے روایت کی گئی ہے۔

(۸)امام ابو عصمہ نوح بن ابی مریم جامع الحنفیؒ

(وفات ۱۷۳ھ)

محدث و فقیہ تھے، امام اعظمؒ، ابنِ ابی لیلیٰؒ، حجاج بن ارطاۃؒ، شہاب الدین زہریؒ محمد بن اسحٰقؒ وغیرہ کے شاگرد تھے۔ جامع علوم تھے۔ اس لیے جامع کے لقب سے مشہور ہوئے۔ امام اعظمؒ کی مجلس تدوین فقہ کے خاص رکن تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ نے امام اعظمؒ ابو حنیفہ کی فقہ کو جمع کرنا شروع کیا تھا اس لیے جامع کہلائے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پہلے علاقہ مرو کے قاضی ہوئے۔ پھر خراسان کے قاضی القضاۃ رہے۔ عراقیوں اور اہل مرو نے آپ سے استفادہ کیا۔ امام ابنِ ماجہؒ نے باب تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے۔

(۹)امام زہیر بن معاویہؒ

(ولادت ۱۰۰ھ وفات ۱۷۳ھ عمر ۷۳ سال)

امام اعظمؒ کے شاگردوں میں مشہور محدث، ثقہ، فقیہ فاضل اور

تدوین فقہ میں شریک ہیں۔ امام اعمشؒ وغیرہ سے احادیث حاصل کیں اور یحییٰ القطانؒ وغیرہ کے استاذ ہیں۔ اصحاب ستہ کے شیوخ میں ہیں۔ اور سب نے آپ سے تخریج کی۔

محدث علی بن الجعدؒ کا بیان ہے کہ ایک شخص امام زہیرؒ کی خدمت میں تحصیل علم کے لیے آتا جاتا تھا۔ چند روز نہ آیا تو انہوں نے پوچھا: کہاں رہے؟ اس نے کہا کہ: امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ: تم نے اچھا کیا۔ میرے پاس ایک ماہ رہ کر جو تم حاصل کرتے۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی صرف ایک مجلس کی شرکت ہی تم کرلو۔ رحمہ اللہ ورحمۃ واسعہ۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۱۰) امام قاسم بن معنؒ

(وفات ۱۷۵ھ)

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اولاد امجاد سے ہیں۔
- محدث، ثقہ، فقیہ فاضل، عربیت ولغت کے امام۔
- سخاومروت اور زہد ورع میں بے نظیر تھے۔
- امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اُن اصحاب شرکاء تدوین فقہ میں سے ہیں۔

جن کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ مسار قلب و جلاء حزن فرمایا کرتے تھے۔

- ابو حاتمؒ نے ثقہ میں صدوق اور کثیر الروایت کہا ہے۔
- حدیث و فقہ میں اعظمؒ، اعمشؒ، عاصم بن احولؒ، ہشام بن عروہؒ اور یحییٰ بن سعیدؒ وغیرہ کے شاگرد اور
- ابنِ مہدی، علی بن نصیر، ابو نعیم بن دکین اور
- اصحاب سنن وغیرہ کے استاذ ہیں۔
- قاضی شریکؒ کے بعد آپ کوفہ کے قاضی ہوئے۔
- غایت تورع و تقویٰ کے باعث بغیر تنخواہ کے قضاء کا کام انجام دیا۔

(۱۱) امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہؒ

(وفات ۱۷۶ھ)

عبدالوحید الحنفی

محدث، فقیہ اور بڑے زاہد و عابد تھے۔ حدیث و فقہ میں آپ کے بڑے استاذ خود امام اعظم ابو حنیفہؒ تھے۔

امام ابو یوسف، امام محمد، امام زمبر اور امام حسن بن زیاد وغیرہ کے طبقہ میں تھے اور تدوین فقہ میں شریک تھے۔

آپ سے آپ کے بیٹے اسمٰعیل نے بھی حدیث و فقہ حاصل کی۔ اور بڑے عالم ہوئے۔

- حضرت قاسم بن معنؒ کے بعد آپ کوفہ کے قاضی ہوئے۔
- پھر سارے بغداد کے، پھر بصرہ کے قاضی ہوئے۔

- علامہ صمیریؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام حمادؒ پر دین، فقہ اور ورع غالب تھا۔ اکثری مشغلہ کتابت حدیث تھا۔
- قاضی شریک بن الولیدؒ کا بیان ہے کہ حماد بن ابو حنیفہؒ، اہل ہوا و بدعت کے مقابلہ میں بہت متشدد تھے۔ ان کے دلائل توڑنے اور حق کی حمایت میں ایسے پختہ دلائل قائم کرتے تھے جو بڑے بڑے حاذق اہل کلام کو بھی نہ سوجھتے تھے۔ (کردری ج ۲۔ ص ۲۱۳)

(۱۲) امام ھیاج بن بسطام حنفیؒ

(وفات ۱۷۷ھ)

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

- محدث، فقیہ، امام اعظمؒ کے اصحاب و تلامذہ میں سے ہیں۔
- مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں (جامع المسانید ج ۲ ص ۵۶۹)
- امام ابو حاتم نے کہا کہ ان کی حدیث لکھی جاتی ہے۔
- بغداد میں آئے حدیث کا درس شروع کیا تو ایک لاکھ آدمی جمع ہو گئے جو آپ سے حدیث لکھتے اور آپ کی فصاحت سے متعجب ہوتے تھے۔ (میزان الاعتدال۔ تہذیب ج ۱۱ ص ۸۸)

(۱۳) امام شریک بن عبد اللہ الکوفیؒ

(وفات ۱۷۸ھ)

- محدث، فقیہ، امام اعظمؒ کی خدمت میں بہت رہے۔ ان سے روایت

حدیث بھی کی۔

- آپؒ کے مخصوص اصحاب اور شرکاء تدوین فقہ میں تھے۔
- امام ابو حنیفہؒ آپ کو کثیر العقل فرمایا کرتے تھے۔
- آپ نے امام اعمشؒ اور امام ابن شیبہؒ سے بھی حدیث پڑھی۔
- اور آپ سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور یحییٰ بن سعیدؒ نے روایت کی۔ امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام ابنِ ماجہؒ نے بھی آپ سے تخریج کی ہے۔
- پہلے شہر واسط کے پھر کوفہ کے قاضی ہوئے۔ بڑے عابد، عادل، صدوق تھے۔ اہل بدعت و ہوا پر سخت گیر تھے۔
- امام بخاریؒ و مسلمؒ کے شیوخ کی ایک جماعت کے فن حدیث میں شیخ ہیں۔
- امام اعظم ابو حنیفہؒ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔[1]

(۱۴) امام عافیہ بن یزید القاضیؒ

(وفات ۱۸۰ھ)

بڑے پایہ کے محدث، صدوق اور فقیہ فاضل تھے۔

- امام اعظمؒ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے خاص امتیازی مقام

---

[1] جامع المسانید ج ۲ ص ۴۷۸

پر فائز ہوئے۔

- امام اعظم ابو حنیفہؒ ان کے علم و فضل پر بڑا اعتماد کرتے اور فرماتے تھے کہ جب تک عافیہ کسی مسئلہ پر اپنے رائے ظاہر نہ کر دیں۔ اس وقت تک اس کو فیصلہ شدہ سمجھ کر قلم بند کرنے میں جلدی مت کرو۔
- آپ نے امام اعمشؒ اور ہشام بن عروہؒ سے بھی حدیث حاصل کی ہے۔
- امام نسائیؒ نے آپ سے روایت کی تخریج کی ہے۔
- مدت تک کوفہ میں قاضی رہے۔
- حافظ ذہبیؒ نے اُن کو بہترین کردار کے قضاۃ میں شمار کیا ہے۔[1]

(۱۵) امام عبداللہ بن مبارکؒ

(ولادت ۱۱۷ھ وفات ۱۸۱ھ عمر ۶۳ سال)

- صحاح ستہ کے ائمہ رواۃ واجلہ شیوخ میں جلیل القدر امام حدیث ہیں۔
- امام بخاریؒ نے چار کبار ائمہ حدیث میں سے ایک عبداللہ بن مبارکؒ کو قرار دیا۔

---

[1] حدائق۔ تذکرہ محدثین انوار الباری ص ۱۶۶

- امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب و تلامذہ میں سے تھے۔ اور حسب تصریح تاریخ خطیب "ادبستان المحدثین" وغیرہ امام ابو حنیفہؒ کی وفات تک اُن کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔
- امام اعظمؒ کے تلمذ ہونے پر فخر کرتے اُن کی مدح کرتے اور امام ابو حنیفہؒ کے مخالفین کو امام صاحب کی طرف سے جواب دیتے تھے۔
- امام اعظمؒ سے مسانیدِ امام میں بہ کثرت روایت کی ہیں۔[1]
- ایک دفعہ امام بخاریؒ سے عبد اللہ بن مبارکؒ اور سفیان ثوریؒ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر سفیان ثوریؒ پوری کوشش کرلیں کہ ان کا ایک دن عبد اللہ بن مبارکؒ جیسا ہو جائے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔
- یہ بھی امام بخاریؒ نے فرمایا کہ جس حدیث کو عبد اللہ بن مبارکؒ نہ جانتے ہوں اس کو ہم بھی نہیں پہچانتے۔
- امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اپنے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کو جمع کرنے والا کوئی نہیں ہوا۔ بہت بڑا ذخیرہ علم کا جمع کیا۔ کوئی بات ان سے کم ہی رہی ہو گی۔ وہ صاحب حدیث حافظ تھے۔ اِن کی کتابوں میں بیس ہزار احادیث موجود ہیں۔
- چھوٹی بڑی سب کتابوں کی تعداد جو انہوں نے جمع کی تھیں بیس

---

1 مناقب کردری ج ۲

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اکیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔

- یحییٰ اندلسیؒ کا بیان ہے کہ امام مالکؒ کو ہم نے کسی کے لیے اپنے جگہ سے تعظیماً اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن عبداللہ بن مبارکؒ کے لیے انہوں نے ایسا کیا اور بالکل اپنے قریب ملا کر بٹھلایا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو امام مالکؒ اُن کے حسن ادب سے بہت متاثر تھے اور ہم سے فرمایا کہ: یہ عبداللہ بن مبارکؒ فقیہ خراسان ہیں۔
- خلیلی کا قول ہے کہ ابنِ مبارکؒ کی امامت پر سب کا اتفاق ہے۔
- آپ کے مناقب و فضائل بہت زیادہ ہیں۔ ایک جہاد سے واپسی پر ۱۸۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۶) الامام الحجۃ حافظ الحدیث ابویوسف یعقوب بن ابراہیمؒ

(ولادت ۹۳ھ وفات ۱۸۳ھ عمر ۹۰ سال)

آپ کے دادا حبیب سعدؓ بن حبیب صحابی رسول ﷺ تھے۔

علامہ ابنِ عبد البرؒ نے استیعاب میں لکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے غزوہ خندق میں ملاحظہ فرمایا کہ میدان قتال میں سعد بن حبیبؓ بڑی بے جگری سے جان بازی و جاں سپاری میں منہمک ہیں۔

حالاں کہ بہت ہی کم عمر تھے۔ یہ ادا حضور ﷺ کو بے انتہا پسند ہوئی۔ محبت سے پاس بلایا اور پوچھا: نوجوان تو کون ہے؟ کہا: سعد بن

حبیبؒ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ کو نیک بخت کرے، مجھ سے اور قریب ہو جاوہ قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

امام یوسفؒ فرمایا کرتے تھے کہ داداجان کے سر پر حضور ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی برکات میں برابر محسوس کرتا ہوں۔

- علامہ کوثری صاحب نے تاریخی دلائل سے امام ابو یوسفؒ کا سنہ ولادت ۹۳ھ قرار دیا ہے نہ وہ کہ جو عام مشہور ہے ۱۱۳ھ۔ وہ لوگوں نے ظن و تخمین سے ۹۳ھ سے تصحیف کر کے سمجھا ہے اور لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام مالکؒ سے دو سال عمر میں بڑے تھے۔ چناں چہ امام ابو یوسفؒ، امام مالکؒ سے معاملہ بھی اقران ہی کا سا کرتے تھے۔
- امام ابو یوسفؒ، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شرکاء تدوین فقہ میں بھی ان کو سب "عشرہ متقدمین" میں ذکر کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوّل سے آخر تک شریک رہے ہیں اور تصفیہ شدہ مسائل و احکام کو دفاتر میں لکھنے کی خدمت بھی ان سے متعلق رہی ہے۔ وغیرہ۔ امام ابو حنیفہؒ کی وفات تک تقریباً ۲۹ سال تدوین کے کام میں مشغول رہے۔
- امام یوسفؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

گوشہ گوشہ تک پہنچایا۔ اصول فقہ کی کتابیں لکھیں۔ مسائل کا نشر املاء کے ذریعہ کیا۔ سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔

- امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میرے پہلے استاذ حدیث ابو یوسفؒ ہیں اور ان سے میں نے تین سال ان کے پاس رہ کر تین قماطر (الماریاں) علم کی لکھی ہیں۔

مؤلفات امام ابو یوسف

امام ابو یوسفؒ کی تالیفات کتب تاریخ و مناقب میں بڑی تعداد میں مذکور ہیں۔ جن میں یہ کتب بھی شامل ہیں۔

(۱) **کتاب الآثار** ادلہ فقہ میں نہایت قیمتی ذخیرہ ہے۔ جس کا اکثر حصہ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے مروی ہے۔ یہ کتاب مدارس دینیہ عربیہ کے نصاب حدیث میں شامل ہونی چاہیے (یہ کتاب شائع شدہ ہے اور عام ملتی ہے)۔

(۲) **اختلاف ابی حنیفہ و ابنِ لیلٰی** یہ کتاب بھی ادارہ احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ ضخامت ۲۶۸ صفحات مطبوعہ مصر

اس میں امام ابو یوسفؒ نے اپنے دونوں اساتذہ کے مختلف فیہ مسائل کو جمع کر دیا ہے اور دلائل سے اپنے اجتہاد کی روشنی میں کسی ایک قول کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجیح دی ہے۔ ضخامت ۲۳۰ صفحات مطبوعہ مصر

(۳) **الرد علیٰ یسر الاوزاعی** امام اوزاعیؒ نے اپنی کتاب مسائل جہاد میں امام اعظمؒ کی کتاب الجہاد کے بعض مسائل پر اپنا نقطہ نظر الگ لکھا تھا۔ ان مسائل پر امام ابو یوسفؒ نے دونوں اقوال جمع کر کے ہر ایک کی دلیل بیان کی ہے اور پھر محاکمہ کیا ہے۔ یعنی کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی بصیرت کے موافق کسی ایک قول کو ترجیح دی ہے۔ صفحات ۱۴۸، ادارہ مذکورہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ مطبوعہ مصر۔

(۴) **کتاب الخراج** خلیفہ ہارون الرشید کی طلب پر احکام اموال میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا تھا اس کے مقدمہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امام ابو یوسف حق بات کہنے میں کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتے تھے۔

(۵) **کتاب المخارج و الحیل** یہ بھی ابو یوسفؒ کی طرف منسوب ہے۔ مطبوعہ مصر۔

ابنِ ندیم نے لکھا ہے کہ آپ کی مزید کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۶) کتاب الصلوٰۃ (۷) کتاب الزکوٰۃ (۸) کتاب الصیام (۹) کتاب الفرائض (۱۰) کتاب البیوع (۱۱) کتاب الحدود (۱۲) کتاب الوکالت (۱۳) کتاب الوصایا (۱۴) کتاب الصید و الذبائح (۱۵) کتاب الغصب (۱۶) کتاب الاستبراء (۱۷) مجموعہ امالی جو ۳۶ کتابوں پر مشتمل ہے۔

اسی طرح ۵۳ کتب تو یہ بن جاتی ہیں۔ مزید کتب بھی ہیں:

(۵۴) کتاب اختلاف علماء الامصار (۵۵) کتاب علیٰ ردمالک بن انس (۵۶) کتاب الجوامع جو آپ نے یحییٰ بن خالد کے لیے لکھی تھی۔ جو کہ ۴۰ کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح امام ابو یوسف کی تصانیف کی تعداد ۹۵ تک پہنچتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کی تصانیف بہت زیادہ تھیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسفؒ کے علوم کی اس وقت بڑی شہرت تھی۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے تین سال میں امام ابو یوسف کے پاس رہ کر بقدر تین الماریاں کتابیں نقل کیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

- صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے امالی تین سو مجلد میں تھے۔
- علامہ شیخ یحییٰ غزی نے ۹۰۸ھ زبید پہنچ کر بیان کیا تھا کہ انہوں نے امام ابو یوسفؒ کی امالی کو خود دیکھا ہے جو تین سو جلدوں میں تھیں۔ اور شام کے شہر غزہ کے مدرسہ میں ایک مستقل الماری میں محفوظ تھیں۔
- امام یوسفؒ چوں کہ برسر اقتدار بھی تھے اور حکومت کے سب سے بڑے عہدہ قاضی القضاۃ پر فائز تھے۔ پھر اپنی جلالت علمی و

امتیازات خاصہ کے باعث خلفائے وقت سے بھی مرعوب و متاثر ہونے والے نہ تھے۔ اس لیے ان کی خدمات اور بھی نمایاں ہوئیں۔

وفات کے وقت کہا: بار الٰہی! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فیصلوں میں خود رائی سے کام نہیں لیا۔ ہمیشہ تیری کتاب اور تیرے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مقدم رکھا، جہاں مجھے اشکال پیش آیا ابو حنیفہؒ کو اپنے اور آپ کے درمیان واسطہ کیا۔ واللہ! وہ میرے نزدیک تیرے احکام پہچاننے والے تھے اور کبھی حق کے دائرے سے نہیں نکلے تھے۔

یہ بھی فرمایا یا بار الٰہا! تو جانتا ہے کہ میں نے جان کر حرام کام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کھایا۔[1]

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۱۷) امام ابو محمد نوح بن دراج نخعی کوفیؒ

(وفات ۱۸۲ھ)

محدث، فقیہ، امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام زفر، ابنِ شبرمہ، ابنِ ابی لیلیٰ، امام اعمش اور سعید بن منصورؒ کے تلمیذ اور تدوینِ فقہ حنفی کے شریک کار تھے۔ امام ابنِ ماجہؒ نے باب التفسیر میں آپ سے تخریج کی۔ کوفہ اور بغداد کے قاضی رہے۔ فقہ میں امام صاحبؒ سے متخصص ہوئے۔ (حدائق)

- جامع المسانید میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت بھی کرتے ہیں۔[2]

[1] تذکرہ محدثین، مقدمہ انوار الباری شرح بخاری ص ۱۸۴۔ مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری

[2] جامع المسانید ج ۲ ص ۴۶۳

(۱۸)امام ہیثم بن السلمی الواسطیؒ

(وفات ۱۸۳ھ)

- رجالِ صحاح ستہ میں سے محدث وفقیہ، نیز امام اعظمؒ کے اصحاب و شرکاء تدوینِ فقہ میں سے تھے۔
- امام مالکؒ نے فرمایا کہ اہل عراق میں سے ہیثمؒ حدیث کے بہت اچھے جاننے والے ہیں۔
- حماد بن زیدؒ نے فرمایا کہ محدثین میں ان سے اونچے مرتبہ کا نہیں دیکھا۔
- امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ہیثم کثیر التسبیح تھے۔ میں چار پانچ سال ان کی خدمت میں رہا ان کے رعب وہیبت کی وجہ سے صرف دو مرتبہ سوال کر سکا۔ (امالی الاخبار ج ۱ ص ۴۸)

(۱۹)امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفیؒ

(وفات ۱۸۴ھ)

حافظ الحدیث، فقیہ، ثقہ متدیّن_____ متورع اور ان اکابر اہل علم و فضل سے تھے جنہوں نے فقہ وحدیث کو بہت نمایاں طور پر جمع کیا۔

- امام طحاویؒ نے فرمایا کہ وہ امام اعظمؒ کے اُن چالیس اصحاب میں سے تھے جو تدوین کتب فقہ میں مشغول تھے۔ اور تیس سال تک

مسلسل وہ ہی مسائل مدوّنہ کو لکھتے رہے۔ بلکہ اُن میں سے بھی عشرہ متقدمین میں اُن کا شمار کیا گیا ہے۔

- خطیب نے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیس سال تک روزانہ ایک قرآن مجید ختم کیا۔
- خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔
- دوسری تصانیف کے علاوہ ایک مسند بھی آپ نے جمع کی تھی۔[1]

(۲۰) امام حضرت فضیل بن عیاضؒ

(وفات ۱۸۷ھ)

- عالم ربانی، فقیہ، محدث، زاہد، عابد، صاحب کرامت تھے۔ مدت تک کوفہ میں رہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے فقہ و حدیث میں تلمذ کیا۔
- آپ کے تلامذہ میں حضرت امام شافعیؒ، یحییٰ بن القطانؒ اور ابنِ مہدیؒ وغیرہ ہیں۔ اصحاب ستہ کے شیخ ہیں۔ سب نے آپ سے تخریج کی ہے۔
- ابو علی رازیؒ نے فرمایا کہ میں تیس سال آپ کی صحبت میں رہا۔ مگر آپ کو اس عرصہ میں سوائے ایک روز کے جس دن آپ کا بیٹا علی

[1] تذکرہ محدثین مؤلفہ مولانا احمد رضا بجنوری حصہ اص ۱۸۵

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

فوت ہوا، ہنستے نہیں دیکھا۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اللہ نے ایک بات پسند کی لہٰذا میں نے بھی اسی کو پسند کیا۔

- ابنِ جوزیؒ نے مستقل کتاب آپ کے مناقب میں تصنیف کی۔

رحمہ اللہ و رحمۃ واسعۃ۔

(۲۱) امام اسد بن عمرو بن عاصر البجلی الکوفیؒ

(وفات ۱۸۸ھ ۱۹۰ھ)

مشہور محدث، فقیہ اور امام ابو حنیفہؒ کے ان چالیس فقہا و اصحاب میں سے تھے جو کتب و قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول ہوئے۔

بلکہ "عشرہ معتقدین" میں شمار کیے گئے ہیں۔ تیس سال تک انہوں نے مسائل فقہ حنفی لکھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں طویل مدت رہے۔ اور آپ سے حدیث و فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا۔

- سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو لکھنے والے یہی تھے۔
- امام ابو یوسفؒ کی وفات پر خلیفہ ہارون الرشید نے بغداد اور واسط کی قضاء آپ کے سپرد کی۔ اور اپنی بیٹی سے آپ کا عقد کر دیا۔
- ہارون الرشید کے ساتھ حج کو گئے۔ پھر کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور شاہی خاندان کے افراد بھی اندر آ گئے۔ ہارون الرشید اندر بیٹھ گئے اور امام اسد بن عمرو بھی بیٹھ گئے باقی سب کھڑے رہے۔ اس

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ خلافت کے بعد قضاء سے بڑا کوئی عہدہ نہیں۔ روایت ہے کہ مرضِ وفات میں امام احمد بن حنبلؒ صبح و شام عیادت کے لیے جاتے تھے۔ سنن ابنِ ماجہؒ میں اُن سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے مسانید امام اعظمؒ میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے۔ (تذکرہ محدثین ص ۱۸۶ مؤلفہ احمد رضا بجنوری)

(۲۲) الامام المجتہد الجلیل محمد بن الحسن الشیبانیؒ

(ولادت ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ عمر ۵۷ سال)

تاریخ فقہ شاہد ہے کہ کتب مشہورہ مؤلفہ مذاہب ائمہ متبوعین مدوّنہ "الحجہ" اور "الام" وغیرہ سب امام محمد کی کتابوں کی روشنی میں تالیف ہوئیں۔ اور ایک عرصہ دراز تک ان کی کتابیں تمام مذاہب کے فقہا کے ہاتھوں میں متداول رہیں۔ اور بے تکلف سب ان سے مستفید ہوتے رہے۔ کیوں کہ ان کے دلائل اور موضوعِ بیان اعلیٰ اور فائق تھا۔

خادم اہلسنت عبدالواحد حنفی

- امام محمدؒ نے ۱۴ سال کی عمر میں حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا اور پھر ۴ سال تک حاضر خدمت رہ کر امام اعظمؒ سے علوم حاصل کیے۔ پھر امام اعظمؒ کی وفات کے بعد علوم کی تکمیل امام ابو یوسفؒ سے کی۔ ان کے علاوہ آپ نے حضرت امام

مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ وغیرہ سے بھی علم حدیث وغیرہ میں استفادہ کیا۔

- خود فرمایا ہے کہ مجھے آبائی ترکہ سے تیس ہزار درہم و دنانیر ملے تھے جن میں آدھے میں نے علم ولغت وشعر کی تحصیل میں صرف کیے اور آدھے فقہ وحدیث کی تحصیل میں صرف کر دیے۔
- بیس سال کی عمر میں درس دینا شروع کر دیا تھا۔ اور تمام عمر گھر میں گوشہ گیر ہو کر لکھنے پڑھنے میں گذار دی۔ ان کے نواسہ کا بیان ہے کہ گھر میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے لکھا کرتے تھے۔

تصانیف امام محمد: امام محمدؒ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ قریب قریب ایک ہزار تک بھی کہی جاتی ہے۔ دن رات کتابیں لکھتے تھے۔ اور ان کی نقل کے لیے دس کاتب تھے جو نقل پر مامور تھے۔

امام محمدؒ نے ایک ادارہ کے برابر تصنیفی خدمت انجام دی۔ اُن میں سے چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

مبسوط اس میں امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ کے جمع کردہ مسائل کو خوبی سے وضاحت کے ساتھ مدوّن و مرتب کیا ہے۔ اس کو کتاب الاصل بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ امام محمدؒ نے اس کو سب سے پہلے تصنیف کیا ہے۔

موطاء امام محمد حدیث میں امام محمدؒ کی مشہور کتاب ہے۔ جو امام مالکؒ

کی دوسری موطاؤں سے علمی وفنی اعتبار سے زیادہ بلند ہے۔

جامع صغیر اس کتاب میں امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ کی روایت سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے تمام اقوال لکھے ہیں۔ کل ۵۳۲ مسائل ہیں۔ جن میں سے ۱۷۰ مسائل میں اپنی تحقیقی رائے بھی ساتھ ساتھ تحریر کی ہے اس کتاب کی تقریباً چالیس شروح لکھی گئیں۔ متقدمین کے یہاں فقہ میں یہی کتاب درس میں پڑھائی جاتی تھی۔

جامع کبیر اس میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کے ساتھ امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ ہر مسئلہ کی دلیل لکھتے ہیں۔ بڑے بڑے نامور فقہا نے اس کی شرحیں لکھیں۔ ان میں ۴۲ کا ذکر کشف الظنون میں ہے۔ غرض جامع کبیر کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ دقائق وحقائق سے بھری ہوئی ہے۔

زیادات جامع کبیر کی تصنیف کے بعد جو فروع یاد آتے رہے وہ اس کتاب میں درج کیے اس لیے اس کو زیادات کہتے ہیں۔

کتاب الحجج امام محمدؒ، امام اعظم ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور تین برس امام مالکؒ کی خدمت میں رہے اور ان سے موطاء بھی پڑھی، اہل مدینہ کا طریق تفقہ جدا تھا۔ بعض مسائل میں وہ لوگ امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف رکھتے تھے۔ امام محمدؒ نے مدینہ سے واپس ہو کر یہ کتاب لکھی۔ اس میں پہلے وہ فقہی باب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باندھے ہیں پھر اہل مدینہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ پھر قال محمد کہہ کر امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ اور احادیث، آثار و قیاس سے ثابت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب راجح و صحیح ہے۔ کہیں کہیں اہل مدینہ کے عمل بالحدیث کے دعویٰ کو بھی چیلنج کیا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ ان کا عمل فلاں فلاں صریح حدیث کے خلاف ہے۔

علم الخلاف امام محمدؒ کی ایجاد ہے اور کتاب مذکور اس طرز کی پہلی کتاب ہے جس میں موافق و مخالف احادیث و آثار جمع کر کے محاکمہ کیا گیا ہے۔

سیر صغیر یہ کتاب سیر پر ہے۔ امام اوزاعیؒ نے اس کو دیکھا تو تعریف کی لیکن مختصر ہونے کی وجہ سے ارشاد فرمایا کہ اہل عراق کو فن سیر سے کیا نسبت؟

امام محمدؒ نے یہ جملہ سنا تو سیر کبیر ساٹھ ضخیم اجزاء میں مرتب کی۔

سیر کبیر سیر کبیر ۶۰ ضخیم جلدوں میں مرتب کر کے اور تیاری کے بعد ایک خچر پر لدوا کر خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو اُس نے از راہ قدر دانی شہزادوں کو استقبال کے لیے بھیجا اور ان کو ہدایت کی کہ امام محمدؒ سے اس کی سند حاصل کر لیں۔ جب امام اوزاعیؒ کو اس محققانہ کتاب کی خبر ملی تو اس کو دیکھ کر بہت تعریف کی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رقیات "رقہ" کے قیام میں جو فقہ کا مجموعہ تیار کیا وہ "رقیات" کہلاتا ہے۔ اسی طرح اور کتابیں: کیسانیات، جرجانیات، ہارونیات وغیرہ تصنیف کیں۔

امام محمد کے اقوال عقائد محدث صمیریؒ نے نقل کیا کہ امام محمدؒ فرمایا کرتے تھے: میرا مذہب امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا مذہب وہی ہے جو حضرت ابو بکرؓ، پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ کا تھا۔

قاضی کا منصب امام ابو یوسفؒ سے ارباب حکومت نے کسی کو قاضی رقہ مقرر کرنے کا مشورہ کیا۔ "رقہ" عباسی سلطنت کا گرمائی دار السلطنت تھا۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ محمد الحسنؒ سے بہتر و موزوں شخص میرے سامنے نہیں۔ امام محمدؒ کوفہ میں تھے حکومت نے اُن کو بلوا بھیجا۔ اور اِن کو قاضی مقرر کر دیا۔ تاریخ ابنِ جریر اور کتاب ابن ابی العلوام و ضمیری کی روایت کے مطابق امام محمدؒ خود فرماتے ہیں ایک دفعہ ہارون الرشید رقہ آیا اور انہیں دربار میں بلایا وہاں حسن بن زیادؒ اور ابو البختری بن وہب بھی (جو امام یوسف کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ ممالکِ اسلامیہ بن گئے تھے) دربار میں خلیفہ تختِ شاہی میں بیٹھا تھا۔ اور سامنے فرش پر حسبِ دستور مجرموں کی طرح ایک چمڑے پر یحییٰ بن عبداللہ الحسن (بن الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ) تھے جن کے سر پر

جلّاد تلوار لیے ہوئے حکمِ قتل کا منتظر کھڑا تھا۔ وہ علوی طالبی خلیفہ کو قسمیں دے کر اپنے امان نامہ کی طرف متوجہ کر رہا تھا کیوں کہ خود ہارون الرشید نے اس کو امان دیا تھا۔ خلیفہ نے وہ قرطاس امان نکال کر جو شخص مذکور کے لیے لکھا تھا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے دیا۔ میں نے اس کو پڑھا صورت حال کا اندازہ لگایا اور دل میں طے کیا کہ صرف خدا لگتی اور آخرت کی بھلائی کی بات کہوں گا خواہ انجام کچھ بھی ہو۔

میں نے کہا یہ امان موکد ہے اور اس کو توڑنے کا کوئی حیلہ درست نہیں، خلیفہ یہ سن کر غضب ناک ہو گیا، میرے ہاتھ سے وہ دستاویز چھین کر حسن بن زیاد کو دی۔ حسن بن زیاد نے پڑھ کر کمزور آواز سے کہا یہ امان ہے۔ خلیفہ نے وہ کاغذ ان سے چھین کر ابو البختری کو دیا انہوں نے پڑھ کر کہا کہ: میں تو اس شخص کو ذرا سی دیر بھی مہلت دینے کو تیار نہیں ہوں۔ اس شخص نے لوگوں میں پھوٹ ڈالی ہے۔ مسلمانوں کے خون بہائے ہیں۔ اور ایسا ایسا کیا ہے۔ اس کے لیے کوئی امان نہیں ہو سکتا۔ پھر خود ہی چاقو نکال کر اس دستاویز کے دو ٹکڑے کر دیے اور ہارون الرشید سے کہا کہ: آپ بے تامل اس کو قتل کا حکم کریں اس کے خون کا میں ذمہ دار ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ ہارون الرشید نے قتل کا حکم بھی کر دیا تھا جس پر طالبی نے کہا: اے ہارون! محمد بن الحسنؒ اور حسن بن زیادؒ تو کہتے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہیں کہ یہ امان صحیح ہے اور وہ دونوں ساری دنیا کے مسلّم فقیہ ہیں۔ مگر آپ ان کی بات قبول نہیں کرتے اور یہ شخص جس کو فتویٰ دینے کا حق نہیں، امان کو فاسد کہتا ہے تو آپ مجھے قتل کا حکم کرتے ہیں؟ اس پر پھر ایک دفعہ خلیفہ نے امام محمدؒ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اُس کی امان کو میں نے خود اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا بلکہ دوسرے سے لکھوایا ہے تو آپ بتلائیں! اگر ایک شخص حلف کرے کہ وہ نہیں لکھے گا؟ اور دوسرے سے کچھ لکھوا دے تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟

امام محمدؒ نے فرمایا کہ: اگر ایسا کوئی عامی آدمی کرے تو حانث نہ ہو گا۔ لیکن اگر بادشاہ کرے تو ضرور حانث ہو گا۔ کیوں کہ بادشاہ کے حکم سے جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ بھی اسی کا لکھا ہوا سمجھا جاتا ہے۔

منقول ہے کہ اس پر خلیفہ اور بھی جھنجھلا گیا اور غصہ سے مغلوب ہو کر دوات اٹھا کر امام محمدؒ کے منہ پر پھینک ماری جس سے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور خون کپڑوں سے بہنے لگا۔ خلیفہ نے یہ بھی کہا کہ آپ جیسے لوگ ہی ہمارے خلاف بغاوت کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتے ہیں ــــــ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم دربار سے اٹھ آئے تو میرے پاس خلیفہ کا قاصد پیغام لے کر آیا کہ آج سے آپ نہ مقدمات کا فیصلہ کر سکتے ہیں نہ فتویٰ دے سکتے ہیں۔ میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سبکدوش ہو گیا۔ امام محمدؒ ہی کا بیان ہے کہ واقعہ مذکورہ سے خلیفہ کے درباری اور سارے ہی محلّات شاہی کے لوگ متعجب تھے خصوصاً ابو البختری کی بے جا جسارت وغیرہ سے اور خلیفہ نے باوجود ابو البختری کے فتویٰ وذمہ داری کے بھی یحییٰ مذکور کو قتل نہیں کرایا بلکہ یحییٰ ایک مدت کے بعد قید خانہ ہی میں فوت ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر خلیفہ نے امام محمدؒ کو اپنا مقرب بنایا اور قاضی القضاۃ بھی بنایا اور اپنے ساتھ ''رے'' بھی لے گیا جہاں اُن کا اور امام نحو کسائیؒ کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ خلیفہ افسوس کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو کو ''رے'' میں دفن کر دیا۔ (تذکرہ محدثین حصہ اوّل مؤلفہ بجنوری ص ۱۹۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲۵) امام عبداللہ بن ادریس کوفیؒ

(ولادت ۱۱۵ھ وفات ۱۹۲ھ)

محدث، ثقہ، حجت اور صاحب سنت وجماعت کثیر الحدیث، اصحاب امام اعظمؒ و شرکاء تدوین فقہ میں سے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، یحییٰ بن سعید انصاریؒ، اعمشؒ، ابنِ جریجؒ، ثوریؒ، شعبہؒ کے حدیث میں شاگرد ہیں۔ اور عبداللہ بن مبارکؒ اور امام احمد بن حنبل وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

- امام اعظمؒ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید ج ۲ ص ۵۰۸)

(۲۶) امام فضل بن موسیٰ ایسنانیؒ

(ولادت ۱۱۵ھ وفات ۱۹۲ھ)

مشہور محدث فقیہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے ساتھیوں میں سے امام اعظم ابو حنیفہ کے تلمیذ خاص و شریک تدوین فقہ ہیں۔ امام اعظمؒ کے مسانید میں امام صاحب سے بہ کثرت روایت کرتے ہیں۔

(۲۷) امام علی بن طیبانؒ

(وفات ۱۹۲ھ)

محدث، فقیہ، عالم و عارف، صاحب ورع و تقویٰ، امام اعظمؒ کے تلمیذ و شریک تدوین فقہ تھے۔ ابتدا میں مشرقی بغداد کے قاضی رہے۔ پھر ہارون الرشید کے عہد میں قاضی القضاۃ ہو گئے تھے۔ ہمیشہ بوریئے پر بیٹھ کر فیصلے دیتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ حالاں کہ آپ سے پہلے قضاۃ مسند پر بیٹھتے تھے۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ میرے سامنے دو مسلمان بھائی تو بوریئے پر بیٹھیں اور میں مسند پر بیٹھ کر اجلاس کروں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

(۲۸) امام حفص بن غیاثؒ

(وفات ۱۹۴ھ)

مشہور و معروف عالم، محدث۔ ثقہ، فقیہ، زاہد و عابد، امام اعظمؒ کے

ممتاز کبار اصحاب وشرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔ امام اعظمؒ سے مسانید امام اعظمؒ میں بہ کثرت روایت کی ہیں۔ (جامع المسانید ج۲ ص۴۳۰)

امام ابو حنیفہؒ نے جن اصحاب کو وجہ سرور اور دافع غم فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے ہیں۔ امام صاحبؒ سے فقہ میں تخصص کا درجہ حاصل کیا۔ اور ممتاز تلامذہ میں امام احمد بن حنبلؒ بھی ہیں۔ آپ کوفہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو سال تک دار القضاء کے متولی رہے۔[1]

(۲۹) امام وکیع بن الجراحؒ

(ولادت ۱۲۴ھ وفات ۱۹۷ھ عمر ۷۰ سال)

حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس طرح لکھا ہے کہ امام الحافظ الثبت، محدث عراق، احد الائمہ الاعلام۔ وکیع بن الجراح اصحاب ستہ کے شیوخ رواۃ میں ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ، ابو سفیان کنیت تھی۔

امام اعظمؒ سے فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا۔ اور حدیث امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام زفر، ابنِ جریج، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اعمش اور اوزاعیؒ سے حاصل کی۔ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں بہت رہے اور بہت بڑا حصہ علم کا ان سے حاصل کیا۔ شرکاء تدوین فقہ میں امام ابو

[1] تذکرۃ المحدثین حصہ اوّل ص ۳۰۰ مؤلفہ احمد رضا بجنوری

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حنیفہؒ ہی کے قول پر فتویٰ دیتے، امام اعظمؒ سے مسانید امام اعظمؒ میں روایت کرتے ہیں۔(جواہر مضیئہ وحدائق الحنفیہ)

(۳۰)امام ہشام بن یوسفؒ

(وفات ۱۹۷ھ)

محدث، فقیہ اور امام ابو حنیفہؒ کے تلمیذ خاص اور اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔ امام صاحبؒ سے مسانید الامام میں روایت کرتے ہیں۔

بخاری شریف اور سنن اربعہ میں آپ سے تخریج کی گئی ہے۔ حاکم نے ثقہ مامون کہا۔ خلیلی نے کہا کہ متفق علیہ ثقہ ہیں اُن سے تمام ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۵۸)

عبدالوحید خادم اہلسنت حنفی

(۳۱)امام یحییٰ بن سعید القطان البصریؒ

(وفات ۱۹۸ھ عمر۷۸سال)

حافظ ذہبیؒ نے الامام العلم، سید الحفاظ کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حدیث وفقہ میں شاگرد اور تدوین فقہ کی مجلس کے رکن رکین تھے۔ امام اعظمؒ ہی کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بیس سال تک روزانہ ایک ختم قرآن مجید کا کیا کرتے تھے۔ اور چالیس سال تک ظہر کے وقت مسجد سے

زوال فوت نہیں ہوا یعنی ہمیشہ زوال سے قبل مسجد میں پہنچ جاتے تھے کسی نماز کے وقت جماعت مسجد سے تخلف نہ کرتے تھے کہ دوسری مساجد میں جماعت کی تلاش کرتے۔ تلامذہ میں امام بخاریؒ و مسلمؒ بھی شامل ہیں۔(فتح المغیث، جواہر مضیئہ۔ تہذیب التہذیب)

(۳۲)امام شعیب بن اسحٰق دمشقیؒ

(وفات ۱۹۸ھ عمر ۷۲ سال)

امام اعظمؒ کے اصحاب شرکاء تدوین فقہ میں سے بڑے پایہ کے محدث وفقیہ تھے۔ آپ امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور ولید بن مسلم کے طبقہ میں تھے۔امام بخاریؒ و مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے آپ سے تخریج کی۔ امام نسائی نے آپ کو امام اعظمؒ کے ثقہ اصحاب میں شمار کیا۔ علامہ ابنِ حزمؒ نے فقہائے شام میں طبقہ اوزاعی وغیرہ میں ذکر کیا۔ مسانید امام اعظمؒ میں امام صاحبؒ سے روایت حدیث کرنے والوں میں ہیں۔

(۳۳) امام ابوعمرو حفص بن عبدالرحمٰن بلخیؒ

(وفات ۱۹۹ھ)

امام اعظمؒ کے اصحاب میں محدث، صدوق اور تمام خراسانی تلامذہ امام میں سے افقہ اور شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔

- نیشاپور کے قاضی ہوئے لیکن پھر قضاء کو چھوڑ دیا اور عبادت الٰہی

میں مشغول ہوئے۔ امام ابو داؤدؒ اور امام نسائیؒ نے آپ سے تخریج کی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جب نیشاپور میں مقیم ہوئے تو آپ کی زیارت وملاقات ان کے معمولات کا جزو ہوتی تھی۔[1]

(۳۴) امام ابو مطیع حکیم بن عبداللہ بن سلمہ بلخیؒ

(وفات ۱۹۹ھ)

علامہ کبیر اور محدث وفقیہ شہیر تھے۔ امام اعظمؒ کے اصحاب وشرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے "فقہ اکبر" کتاب کے راوی بھی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آپ کے علم و فضل کی وجہ سے بہت عظمت و محبت کرتے تھے۔ امام ابو یوسفؒ جیسے اوّل درجہ کے حنفی بھی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ (جامع المسانید۔ جواہر مضیہ وحدائق حنفیہ)

(۳۵) امام خالد بن سلیمان بلخیؒ

(وفات ۱۹۹ھ عمر ۸۴ سال)

محدث وفقیہ امام اعظمؒ کے تلامذہ میں سے اہلِ بلخ کے امام اور شرکاء مجلس تدوین فقہ میں شامل تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ان میں افتاء کی صلاحیت دیکھ کر فتویٰ نویسی میں اُن کو متخصص بنایا تھا۔ یہ محمد بن طلحہ شیخ بخاری کے استاذ ہیں۔ لہٰذا

---

[1] جواہر مضیئہ وحدائق الحنفیہ

امام بخاری کے استاذ الاستاذ ہیں۔ امام اعظمؒ سے مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔(جامع المسانید، جواہر مضیۂ۔حدائق الحنفیہ)

(۳۶) امام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الکوفی الحمانیؒ

(وفات ۲۰۲ھ)

محدث جلیل القدر، فقیہ عالم مرتبت امام اعظمؒ کے اصحاب و تلامذۂ حدیث و فقہ میں سے ہیں۔اور شریک تدوینِ فقہ میں سے تھے۔

اپنی مسند کی چار ہزار احادیث بے تکلف مع سندوں کے زبانی پڑھتے جاتے تھے اور تین ہزار احادیث امام شریکؒ سے روایت کی ہوئی سنا دیتے تھے۔ امام اعمشؒ اور امام ثوریؒ سے بھی حدیث پڑھی۔ امام اعظمؒ سے جامع المسانید میں ان کی روایات ہیں۔[1]

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ کے رجال میں ہیں۔[2]

(۳۷) امام حسن بن زیاد لُولُوئیؒ

(وفات ۲۰۴ھ)

امام اعظمؒ کے تلامذہ و اصحاب شرکاء تدوین فقہ کی مجلس میں بڑے بیدار مغز فقیہ اور دانش مند اور محدث تھے۔ سنت رسول ﷺ کے بڑے عامل تھے۔ امام ابویوسفؒ اور امام زفرؒ سے فقہی مسائل میں رجوع

[1] جواہر مضیہ و جامع المسانید ج۲ ص ۵۰۹
[2] تہذیب التہذیب

کرتے تھے۔

امام حسن بن زیادؒ فرماتے تھے کہ میں نے ابنِ جریجؒ سے بارہ ہزار احادیث لکھیں۔ ان سب کی مراد کو سمجھنے میں فقہا کی ضرورت ہے۔

حفص بن عیاث کی وفات ۱۷۴ھ میں ہونے پر اُن کی جگہ حسن بن زیادؒ قاضی بنائے گئے۔ لیکن امام داؤد طائی کے ارشاد پر استعفیٰ دے دیا اور راحت پائی۔(جواہر مضیہ۔جامع المسانید۔حدائق الحنفیہ)

(۳۸) امام ابوعاصم بن النبیل ضحاک بن مخلد بصریؒ

(وفات ۲۱۲ھ عمر ۹۰ سال)

امام اعظمؒ کے تلامذہ واصحاب شُرکاءِ تدوین میں سے ہیں۔ محدث، فقیہ کامل تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو حافظ حدیث اور شیخ الاسلام کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ اور احد الاثبات کہا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اجماع اور اتفاق ہے۔

امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ میں نے ابوعاصمؒ سے سنا وہ فرماتے تھے:
جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ ابنِ سعد نے کہا کہ آپ فقیہ ثقہ تھے۔(جواہر مضیہ)

مسانید امام اعظمؒ میں آپ نے امام اعظمؒ سے روایت حدیث کی ہے۔

(۳۹) امام مکی بن ابراہیم بلخیؒ

(وفات ۲۱۵ھ)

- امام اعظمؒ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے جلیل القدر امام، حافظِ حدیث وفقیہ تھے۔
- خطیب نے لکھا ہے کہ آپ سے امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔
- اور خلاصہ میں ہے کہ امام بخاریؒ، ابنِ معین، ابن مثنیٰ اور ابنِ بشار نے آپ سے روایت کی ہے۔
- امام بخاریؒ کے بڑے شیوخ میں تھے۔ اکثر ثلاثیات ان ہی سے روایت کی ہیں۔ مسانید امام اعظمؒ کے رواۃ میں سے ہیں۔
- امام اعظمؒ سے مسانید میں آپ نے کثرت سے روایت کی ہے۔
- امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ مکی بن ابراہیمؒ نے بہز بن حکیم، عبداللہ بن سعید بن ابی ہند اور ہشام بن حسان سے حدیث سنی۔ (جامع المسانید)
- اصحاب صحاستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔
- مکی بن ابراہیم بلخی، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔
- برِّصغیر پاک و ہند کے دینی مدارس میں جو دینی علوم کی تکمیل اور دورہ حدیث کے سال بخاری شریف کے اختتام پر جو علماء و فضلاء کو سند فراغت دی جاتی ہے اس میں یہی وہ عظیم شخصیت حضرت امام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مکی بن ابراہیم بلخی حنفی ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور تدوین فقہ حنفی مجلس شوریٰ کے رکن رکین ہیں۔ جن کا فیض دارالعلوم دیوبند تک پہنچا اور آج دار العلوم دیوبند کے فضلاء پوری دنیا میں علمِ قرآن و سنت اور فقہ و حدیث کی تعلیم دے رہے ہیں۔

(۴۰) امام حماد بن دلیل قاضی المدائنؒ

امام و فقیہ، محدث، صدوق تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ قضاء کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور تقریباً سب ہی قضاء کے اعلیٰ عہدوں پر فائز بھی ہوئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) قاضی امام ابو یوسفؒ (۲) قاضی اسد بن عمرو البجلیؒ (۳) قاضی حسن بن زیادؒ (۴) قاضی نوح بن ابی مریمؒ (۵) قاضی نوح بن دراجؒ (۶) قاضی عافیہؒ (۷) قاضی علی بن ظبیانؒ (۸) قاضی علی بن حرملہؒ (۹) قاضی قاسم بن معنؒ (۱۰) قاضی یحییٰ بن ابی زائدہؒ (۱۱) قاضی حماد بن دلیلؒ۔

قاضی حماد بن دلیل کی کنیت ابو زید تھی۔ صغار تبع تابعین میں سے تھے۔ حدیث میں امام اعظم ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، حسن بن عمارہؒ وغیرہ کی شاگردی کی۔ فقہ میں تخصص امام اعظم ابو حنیفہؒ سے کیا۔

- جب کوئی حضرت فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ

ابو زید سے دریافت کرو۔ ابنِ حبان نے اُن کو ثقات میں ذکر کیا۔
امام ابو داؤد نے فرمایا کہ ان سے روایت درست ہے۔ اور اپنی سنن میں اُن سے روایت بھی کی۔

- ایک مدت تک آپ مدائن کے قاضی رہے۔(جواہر مضیہ و حدائق حنفیہ)

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے فیض یافتہ ہزاروں علماء، فضلاء، فقہاء، محدثین، مجتہدین، مفسرین میں سے چالیس (۴۰) اکابرینؒ کا اجمالی تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے فیض پا کر انہوں نے قرآن و سنت اور حدیث و فقہ کا نور پھیلایا اور آج کروڑوں مسلمان اس نور کو آگے اپنی اولاد تک پہنچا رہے ہیں۔ آج دنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں اور لاکھوں طلبہ ہر سال دینی مدارس سے قرآن و سنت اور حدیث و فقہ کا علم حاصل کر رہے ہیں جس کا ثواب اِن اکابرین مجتہدینؒ کی ارواح کو بھی برابر پہنچ رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک پہنچتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کو ہر قسم کے لادینی فتنوں سے محفوظ رکھیں اور اپنی مرضیات کے مطابق دینِ اسلام پر چلنے اور دینِ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و اٰلِہٖ و اصحابہ و سلم۔

☆☆☆☆

شجرہ طریقت

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا طریقت میں فیض ان کے شاگرد حضرت فضیل بن عیاضؒ اور حضرت داؤد طائی کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا اور آج بھی ان کے سلسلہ کے مشائخ فیض پھیلا رہے ہیں۔

یہاں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب کے مرشد سے آنحضرت ﷺ تک صرف شجرۂ مشائخ چشت پیش کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	اسماء مشائخ	جائے ولادت یا سن پیدائش	سن وفات	مقام دفن
۱	مولانا قاضی مظہر حسینؒ	بھیں ضلع چکوال	۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء	بھیں ضلع چکوال
۲	شیخ الاسلام سیدنا و مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ	قصبہ بانگر مؤ ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ ۶ /اکتوبر ۱۸۷۹ء	جمعرات ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء	مقبرۂ قاسمی دیوبند
۳	قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	گنگوہ ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ	۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ	گنگوہ ضلع سہارنپور یو۔پی
۴	حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ	تھانہ بھون ضلع مظفر نگر	۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ	مکہ معظمہ
۵	حضرت شیخ نور محمد	جھنجھانہ ضلع مظفر نگر	۴ رمضان ۱۳۰۹ھ	جھنجھانہ ضلع

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	اسماء مشائخ	جائے ولادت یا سن پیدائش	سن وفات	مقام دفن
	صاحب جھنجھانویؒ			مظفر نگر
۶	حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب شہیدؒ	افغانستان	۲۷ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ	پنجتار صوبہ سرحد
۷	حضرت شیخ عبدالباری امروہویؒ	قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد	۶ محرم ۱۲۲۶ھ	قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد
۸	حضرت شیخ عبدالہادی صاحب امروہویؒ	قصبہ امروہہ	۴ رمضان ۱۱۹۰ھ	قصبہ امروہہ
۹	حضرت شیخ عضدالدین صاحب امروہویؒ	قصبہ امروہہ	۲۷ رجب ۱۱۷۲ھ	قصبہ امروہہ
۱۰	حضرت شیخ محمد مکیؒ	مکہ معظمہ	۱۱ رجب	قصبہ امروہہ
۱۱	حضرت شیخ شاہ محمدیؒ	قصبہ امروہہ	۳ رجب	اکبر آباد موتی گڑھ
۱۲	حضرت شیخ محب اللہ صاحب الہ آبادیؒ	صدر پور	۹ رجب	الہ آباد
۱۳	حضرت شیخ ابوسعید صاحب گنگوہیؒ	گنگوہ ضلع سہارنپور	۱۱۴۰ھ	گنگوہ
۱۴	حضرت شیخ نظام الدین صاحب بلخیؒ	تھانیسر ضلع کرنال پنجاب	۱۰۳۵ھ	بلخ
۱۵	حضرت شیخ جلال الدین صاحب تھانیسریؒ	۸۹۴ھ	۹۸۹ھ	تھانیسر ضلع کرنال
۱۶	حضرت قطب العالم شیخ	قصبہ ردولی ضلع بارہ	۹۴۰ھ یا ۹۲۵ھ	گنگوہ ضلع

نمبر شمار	اسماء مشائخ	جائے ولادت یا سن پیدائش	سن وفات	مقام دفن
	عبدالقدوس گنگوہیؒ	بنکی یو پی ۸۹۱ھ		سہارنپور
۱۷	حضرت شیخ محمد صاحب ردولویؒ	ردولی ضلع بارہ بنکی	۱۷ صفر ۸۹۸ھ	ردولی
۱۸	حضرت شیخ احمد عارف ردولویؒ	ردولی	۱۷ صفر ۸۷۲	ردولی
۱۹	حضرت شیخ عبدالحق ردولویؒ	ردولی	۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ	ردولی
۲۰	حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتیؒ	پانی پت ضلع کرنال	۷۶۵ھ	پانی پت
۲۱	حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ	ترکستان	۷۱۶ھ	پانی پت
۲۲	حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابرؒ	۵۹۴ھ	۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ	پیران کلیر شریف ضلع سہارنپور
۲۳	حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ	ملتان رمضان ۵۶۹ھ	غالباً ۶۶۸ھ	پاک پٹن شریف
۲۴	حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ	اوش توابع فرغانہ	۶۶۳ھ	دہلی مہرولی شریف
۲۵	حضرت شیخ المشائخ مرکز الطریقت معین الدین حسن سنجریؒ	سنجرستان یا سیستان	غالباً ۶ رجب ۶۳۲ھ	اجمیر شریف
۲۶	حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ	قصبہ ہارون توابع		مکہ معظمہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	اسماء مشائخ	جائے ولادت یا سن پیدائش	سن وفات	مقام دفن
		خراسان		
۲۷	حضرت شیخ سید شریف زندنیؒ	زندانہ توابع بخارا	۳ رجب ۶۲۱ھ	زندانہ بخارا
۲۸	حضرت شیخ مودود الچشتیؒ	چشت ۴۲۰ھ	غالباً ۵۷۷ھ	چشت
۲۹	حضرت شیخ ابویوسف چشتیؒ	چشت ۳۷۵ھ	یکم جمادی الاولیٰ ۴۰۰ھ	چشت
۳۰	حضرت شیخ ابو محمد محترم چشتیؒ	چشت ۳۳۱ھ	۴۱۱ھ	چشت
۳۱	حضرت شیخ ابواحمد ابدال چشتیؒ	چشت ۲۶۰ھ	۳۵۵ھ	چشت
۳۲	حضرت شیخ ابواسحاق شامیؒ	شام	۳۲۹ھ	عکہ از بلاد شام
۳۳	حضرت شیخ ممشاد علوی الدینوریؒ	دینور	۲۹۹ھ	قصبہ دینور
۳۴	حضرت شیخ ابوہبیرہ بصریؒ	بصرہ ۱۶۷ھ	۷ شوال ۲۷۵ھ	بصرہ
۳۵	حضرت شیخ حذیفہ مرعشیؒ	قصبہ مرعش نواح دمشق	شوال ۲۵۲ھ	بصرہ
۳۶	حضرت شیخ سلطان ابراہیم ادہم بلخیؒ		یکم شوال ۱۸۷ھ	شام علی الاصح
۳۷	حضرت شیخ فضیل بن	سمرقند	محرم ۱۸۷ھ	جنت المعلی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	اسماء مشائخ	جائے ولادت یا سن پیدائش	سن وفات	مقام دفن
	عیاضؒ شاگرد امام اعظم ابوحنیفہؒ			مکہ معظمہ
۳۸	حضرت شیخ عبدالواحد ابن زیدؒ	مدینہ منورہ	۱۷۶ھ یا ۱۷۸ھ	بصرہ
۳۹	حضرت شیخ المشائخ امام الاولیاء خواجہ حسن بصریؒ	مدینہ منورہ	۱۱۰ھ	بصرہ
۴۰	حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	مکہ معظمہ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف غالباً
۴۱	حضرت سید الانبیاء و المرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ	مکہ معظمہ پیر ۹ ربیع الاول عام الفیل	پیر ۹ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۲ھ	مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

سلاسلِ طیّبہ اربعہ[1]

	سلسلہ نقشبندیہ	سلسلہ چشتیہ	سلسلہ قادریہ	سلسلہ سہروردیہ
۱	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
۲	حضرت ابو بکر الصدیقؓ	حضرت ابو بکر الصدیقؓ	حضرت ابو بکر الصدیقؓ	حضرت ابو بکر الصدیقؓ
۳	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عمر فاروقؓ
۴	حضرت عثمان ذوالنورینؓ	حضرت عثمان ذوالنورینؓ	حضرت عثمان ذوالنورینؓ	حضرت عثمان ذوالنورینؓ
۵	حضرت علی المرتضیٰؓ	حضرت علی المرتضیٰؓ	حضرت علی المرتضیٰؓ	حضرت علی المرتضیٰؓ
۶	حضرت سلمان فارسیؓ	حضرت حسن بصریؒ	حضرت حسن بصریؒ	حضرت حسن بصریؒ
۷	قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ	عبدالواحد زید بصریؒ	حبیب العجمیؒ	حبیب العجمیؒ

عبدالوحید الحنفی

[1] ترتیب شجرہ کا مقتضا یہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم مبارک درج کیا جاتا۔ کیوں کہ سلسلہ چشتیہ میں حضور ﷺ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم مبارک ہی مشہور سلسلہ ہے۔ لیکن چونکہ خلفاءِ راشدینؓ کے اسماء مبارک کا تذکرہ بھی حقیقتاً حضور ﷺ ہی کے تذکرہ کا تتمہ ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک تو مصدر طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات و ترقیات میں بھی حضرات خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑا دخل ہے۔ اس کے علاوہ سلاسل اربعہ میں خلفاءِ راشدینؓ کا واسطہ بھی طرق میں منقول ہے (تاریخ مشائخ چشت مولفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ ص ۱۷)۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطور ضمیمہ کے ہر سہ حضراتؓ کا اسم مبارک بھی ترتیب شجرہ میں لیا جائے۔ جیسا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے تاریخ مشائخ چشت میں خلفاءِ راشدینؓ کا تذکرہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

	سلسلہ نقشبندیہ	سلسلہ چشتیہ	سلسلہ قادریہ	سلسلہ سہروردیہ
۸	امام جعفر صادقؒ[1]	فضیل بن عیاضؒ[2]	داؤد طائیؒ[3]	داؤد طائیؒ[4]
۹	بایزید بسطامیؒ	ابراہیم ادہمؒ	معروف کرخیؒ	معروف کرخیؒ
۱۰	ابوالحسن خرقانیؒ	حذیفہ مرعشیؒ	سری سقطیؒ	سری سقطیؒ
۱۱	ابوالقاسم گرگانیؒ	ابوہبیرہ بصریؒ	جنید بغدادیؒ	جنید بغدادیؒ
۱۲	ابی علی فارندیؒ	ممشاد علوی دینوریؒ	ابوالحسن قرسی علیؒ	ممشاد علوی دینوریؒ
۱۳	یوسف ہمدانیؒ	ابو اسحٰق شامیؒ	ابوسعید مخزومیؒ	احمد دینوریؒ
۱۴	عبدالخالق غجدوانیؒ	ابی احمد ابدال چشتیؒ	عبدالقادر جیلانیؒ	ابو محمد بن عبداللہؒ
۱۵	عارف ریوگریؒ	ابویوسف چشتیؒ	شمس الدین حدادؒ	عبدالقاہر سہروردیؒ
۱۶	محمود ابی الخیر فغنویؒ	مودود چشتیؒ	قطب الدین ابوالغیثؒ	ابوالنجیب سہروردیؒ
۱۷	علی رامتیؒ	شریف زندنیؒ	ابولمکارم فاضلؒ	شہاب الدین سہروردیؒ
۱۸	محمد بابا سمّاسیؒ	عثمان ہارونیؒ	عبید بن ابوالقاسمؒ	بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ
۱۹	سید امیر کلالؒ	معین الدین چشتی اجمیریؒ	عبید بن عیسیٰؒ	صدر الدین عارفؒ

[1] امام جعفر صادقؒ جو بسلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان سے فیض پایا

[2] حضرت فضیل بن عیاضؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے جو سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

[3] حضرت داؤد طائی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے جو سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروریہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ انہوں نے فقہ حنفی کو دور دور تک مساکین کے ذریعہ پہنچایا۔

	سلسلہ نقشبندیہ	سلسلہ چشتیہ	سلسلہ قادریہ	سلسلہ سہروردیہ
۲۰	بہاؤالدین نقشبندیؒ	قطب الدین بختیار کاکیؒ	مخدوم جہانیاں جہان گشتؒ	رکن الدین ابوالفتحؒ
۲۱	عطاء الدین عطارؒ	فرید الدین گنج شکرؒ	سید بدھن بہرائچیؒ	جلال الدین بخاریؒ
۲۲	یعقوب چرخیؒ	علاؤ الدین علی احمد صابرؒ	درویش بن محمد قاسم اودھیؒ	اجمل بہرائچیؒ
۲۳	عبید اللہ احرارؒ	شمس الدین ترکؒ	عبدالقدوس گنگوہیؒ	عبدالقدوس گنگوہیؒ
۲۴	زاہد وخشیؒ	احمد عارف ردولویؒ	عبدالقادر راسیؒ	جلال الدین تھانیسریؒ
۲۵	خواجہ درویشؒ	محمد عارف ردولویؒ	سید احمد قدسیؒ	نظام الدین بلخیؒ
۲۶	خواجہ امکنگیؒ	عبدالقدوس گنگوہیؒ	مولانا مغربیؒ	ابو سعید گنگوہیؒ
۲۷	خواجہ باقی باللہؒ	جلال الدین تھانیسریؒ	عبدالحق مغربیؒ	محب اللہ الہ آبادیؒ
۲۸	شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ	نظام الدین بلخیؒ	سید الیاس مغربیؒ	شاہ محمدی امروہیؒ
۲۹	آدم بنوریؒ	ابوسعید گنگوہیؒ	سید قمیص العالمؒ	شاہ محمد مکیؒ
۳۰	شاہ عبدالرحیم دہلویؒ	محب اللہ الہ آبادیؒ	سید شاہ محمدؒ	عضد الدین امروہیؒ
۳۱	شاہ ولی اللہ دہلویؒ	شاہ محمدی امروہیؒ	سید ابو محمدؒ	عبدالہادی امروہیؒ
۳۲	شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	شاہ محمد مکیؒ	سید محمد غوثؒ	عبدالباری امروہیؒ
۳۳	سید احمد شہید بریلویؒ	عضد الدین امروہیؒ	سید عبد الحیؒ	شاہ عبدالرحیم شہیدؒ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

	سلسلہ نقشبندیہ	سلسلہ چشتیہ	سلسلہ قادریہ	سلسلہ سہروردیہ
۳۴	نور محمد جھنجانویؒ	عبدالہادی امروہیؒ	نور محمد جھنجانویؒ	نور محمد جھنجانویؒ
۳۵	حاجی امداد اللہ مکیؒ	عبدالباری امروہیؒ	حاجی امداد اللہ مکیؒ	حاجی امداد اللہ مکیؒ
۳۶	رشید احمد گنگوہیؒ	عبدالرحیم شہید ولایتیؒ	رشید احمد گنگوہیؒ	رشید احمد گنگوہیؒ
۳۷	حسین احمد مدنیؒ	نور محمد جھنجانویؒ	حسین احمد مدنیؒ	حسین احمد مدنیؒ
۳۸	قاضی مظہر حسین چکوالیؒ	حاجی امداد اللہ مکیؒ	قاضی مظہر حسین چکوالیؒ	قاضی مظہر حسین چکوالیؒ
۳۹	حبیب الرحمن سومرو	رشید احمد گنگوہیؒ	حبیب الرحمن سومرو	حبیب الرحمن سومرو
۴۰	☆	حسین احمد مدنیؒ	☆	☆
۴۱	☆	قاضی مظہر حسین چکوالیؒ	☆	☆
۴۲	☆	حبیب الرحمن سومرو	☆	☆

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

شجرہ اجازت حدیث نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نمبر شمار	اسماء گرامی	تاریخ وفات	مقام مدفن
۱	حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت سلمہؓ بن الاکوع صحابی	۷۴ھ	مدینہ منورہ
۳	حضرت امام یزید بن ابی عبیدؒ تابعی	۱۴۹ھ	
۴	حضرت امام مکی بن ابراہیم حنفیؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ)	۲۱۵ھ	
۵	حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ	یکم شوال ۲۵۶ھ	خرتنگ سمرقند بخارا
۶	حضرت امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	۱۳ رجب ۲۷۹ھ	ترمذ
۷	حضرت امام ابو العباس محمد بن احمد بن محبوبؒ		
۸	حضرت امام ابو محمد عبدالجبار بن محمد مروزیؒ		
۹	حضرت امام ابو نصر عبدالعزیز بن محمد تریاقیؒ		
۱۰	حضرت امام ابو عامر محمود بن قاسم بن محمد الازدیؒ		
۱۱	حضرت امام ابوالفتح عبدالملک بن ابی القاسمؒ		

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

نمبر شمار	اسماء گرامی	تاریخ وفات	مقام مدفن
۱۲	حضرت امام عمر بن طبرزد بغدادیؒ		
۱۳	حضرت امام محمد بن محمد بن نصر بخاریؒ	۶۹۳ھ	
۱۴	حضرت امام عمر المراغیؒ		
۱۵	حضرت امام عزالدین عبدالرحیم بن الفراتؒ	۸۵۱ھ	
۱۶	حضرت امام زین الدین زکریا بن محمد ابو یحییٰ انصاریؒ	۹۲۸ھ	مصر
۱۷	حضرت امام نجم الغیطیؒ		
۱۸	حضرت امام شہاب احمد سبکیؒ		
۱۹	حضرت امام سلطان ابن احمد المزاحی شافعیؒ	۱۰۷۵ھ	
۲۰	حضرت امام ابراہیم الکردی المدنی الشافعیؒ	۱۱۰۱ھ	مدینہ منورہ
۲۱	حضرت امام ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی الشافعیؒ	رمضان ۱۱۴۵ھ	مدینہ منورہ
۲۲	حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفیؒ	۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ	دہلی انڈیا
۲۳	حضرت امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفیؒ	۷ شوال ۱۲۳۹ھ	دہلی انڈیا
۲۴	حضرت امام شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی حنفیؒ	۲۷ رجب ۱۲۶۲ھ	دہلی انڈیا

عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	اسماء گرامی	تاریخ وفات	مقام مدفن
۲۵	حضرت امام مولانا احمد علی سہارنپوری حنفیؒ	٦ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ	سہارنپور انڈیا
۲٦	حضرت امام شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی حنفیؒ	٦ محرم ۱۲۹٦ھ	مدینہ منورہ
۲۷	حضرت امام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی حنفیؒ	۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ	دیوبند انڈیا
۲۸	حضرت امام قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی حنفیؒ	۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ	گنگوہ انڈیا
۲۹	حضرت امام شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی حنفیؒ	۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ	دیوبند انڈیا
۳۰	حضرت امام شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی حنفیؒ	۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ	دیوبند انڈیا
۳۱	حضرت امام قائد اہلسنّت مولانا قاضی مظہر حسین حنفیؒ	۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ	بھیں چکوال پاکستان

عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

میانجی نور محمد جھنجانویؒ کے خلفاء و مجازین

(۱) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، (۲) حافظ محمد ضامن شہیدؒ، (۳) مولانا شیخ محمد صاحب فاروقی تھانویؒ، (۴) حضرت شیر محمد خان صاحب لوہارویؒ، (۵) حضرت سید محمد امیر جھنجانویؒ، (۶) حضرت برکت علی شاہ صاحبؒ[1]

میانجی نور محمد صاحب جھنجانویؒ کی پیدائش ۱۲۰۱ھ میں اپنے وطن جھنجانہ ہی میں ہے۔ والد محترم کا نام سید جمال محمد علوی تھا۔ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجانوی کی اولاد میں ہیں۔ نسباً آپ علوی ہیں۔ حضرت میانجی کا سلسلہ نسب نویں پشت پر شاہ عبدالرزاق صاحب سے جا ملتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سے نسبت طریقت حاصل فرمائی۔ قصبہ لوہاری جو تھانہ بھون کے قریب ہے، وہاں ایک مکتب میں لڑکوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اتباع سنت میں کمال درجہ حاصل تھا، حتی کہ تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔

تذکرہ مشائخ چشت میں مولانا محمد زکریا صاحب نے آپ کے حالات درج کیے ہیں۔ انوار العاشقین، صحائف معرفت، بیس

---

[1] تاریخ مشائخ چشت از مولانا محمد زکریا صاحبؒ ص ۲۴۱

خادم اہلسنت عبدالواحد الحنفی

بڑے مسلمان، ارواح ثلاثہ، امداد المشتاق میں بھی تذکرہ موجود ہے۔ ۵۸ برس کی عمر میں ۴ رمضان ۱۲۵۹ھ کو جمعہ کے روز انتقال فرمایا۔ جھنجانہ میں مزار ہے۔

قطب مکہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء و مجازین

(۱) قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، (۳) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ، (۴) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، (۵) حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ، (۶) مولانا محی الدین صاحب خاطرؒ، (۷) مولانا جلیل احمد صاحبؒ، (۸) حاجی سید محمد صاحب دیوبندیؒ، (۹) مولانا منظور احمد صاحبؒ، (۱۰) مولانا نور محمد صاحبؒ، (۱۱) مولانا عبدالواحد بنگالیؒ۔[1]

آپ کا نام امداد حسین تھا۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحبؒ نے امداد الٰہی تجویز کیا، اس لئے اسم با مسمیٰ ہونے کی مناسبت سے امداد اللہ کے ساتھ ملقب فرمایا۔ حضرت کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء بروز شنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور

[1] تاریخ مشائخ چشت از مولانا محمد زکریا صاحبؒ ص ۲۶

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں ہوئی۔چوراسی سال تین ماہ بیس روز اس عالم تاریک کو منور فرما کر ۱۲ یا ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء بروز چہار شنبہ بوقت اذان صبح محبوب سے واصل ہوئے۔جنت المعلیٰ مکہ معظمہ میں رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی قبر کے متصل دفن ہوئے۔

قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے خلفاء و مجازین

(۱) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مدنیؒ، (۲) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، (۳) حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ، (۴) حضرت مولانا محمد صدیق صاحب انبہٹویؒ، (۵) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، (۶) حضرت مولانا محمد روشن خان مراد آبادیؒ، (۷) حضرت مولانا محمد صدیق مہاجر مدنی الہ آبادیؒ، (۸) حضرت مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹویؒ، ان کے علاوہ تقریباً بائیس تیئس کے قریب حضرات اور بھی ہیں۔[1]

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق

[1] تاریخ مشائخ چشت از مولانا محمد زکریا صاحبؒ ص ۲۹۵

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

۱۸۲۹ء دو شنبہ کو چاشت کے وقت گنگوہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام ربانی کے والد ماجد مولانا ہدایت احمد صاحب کا ۱۲۵۲ھ میں پینتیس سال کی عمر میں انتقال ہوا تو اس وقت حضرت کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ جمعہ کے دن جمعہ کی اذان کے وقت اس عالم سفلی کو الوداع فرمایا۔ ۱۱ اگست ۱۸۷۸ء کو اٹھتر سال سات ماہ تین یوم کی عمر کو پہنچ کر وصال ہوا۔ اور حضرت اقدس مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہند نے نماز جنازہ پڑھائی۔ گنگوہ شریف میں مزار بنا۔

خادم اہلسنّت عبدالرحیم

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے خلفاء و مجازین

(۱) حافظ قمر الدین صاحب سہارنپوری، (۲) مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، (۳) مولانا عبداللہ گنگوہی، (۴) حاجی محمد حسین حبشی، (۵) مولانا الیاس صاحب دہلوی بانی تبلیغی جماعت، (۶) حافظ فخر الدین صاحب غازی آباد، (۷) مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی، (۸) مولانا فیض الحسن صاحب گنگوہی، (۹) مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، (۱۰) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری۔ (بحوالہ تاریخ مشائخ چشت از مولانا محمد زکریا صاحبؒ ص ۳۲۴)

ان میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے ۱۰۸ خلفاء ہوئے جو پوری دُنیا میں تبلیغ و اشاعت دین میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا خلیل احمد بن شاہ مجید علی بن شاہ احمد علی ایوبی انصاری کی ولادت با سعادت اواخر صفر ۱۲۶۹ھ مطابق اواخر دسمبر ۱۸۵۲ء میں انبیٹھ ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی مبارک النساء حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی حقیقی بہن تھیں۔ اور استاذ الکل مولانا مملوک علی صاحب کی بیٹی تھیں۔ اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکیؒ نے محرم ۱۲۹۷ھ میں خلافت نامہ اپنی مہر کے ساتھ مزین فرما کر عطا فرمایا اور کمال مسرت کے ساتھ اپنی دستار مبارک سر سے اُتار کر حضرت سہارنپوری کے سر پر رکھی۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ چہار شنبہ کو باآواز بلند اللہ اللہ کہتے ہوئے دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔ اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء و مجازین

مولانا حسین احمد مدنیؒ نے ۱۴ سال مدینہ منورہ میں درس قرآن و حدیث دیا۔ اور پھر دیوبند میں ہزاروں طلبہ کو احادیث رسول ﷺ پڑھانے کی سعادت ملی۔ دُنیا بھر میں آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ آپ ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق اکتوبر ۱۸۷۹ء میں قصبہ بانگرمو انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو دیوبند میں انتقال فرمایا۔ قاسمی قبرستان میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے قدموں میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ کے خلفاء و مجازین کی تعداد ۱۶۶ ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ ج ۲ ص ۳۲۶ پر اُن کے اسمائے مبارک درج ہیں، جن میں پاکستان سے تعلق رکھنے والے ۶ بزرگ تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحبؒ قصبہ عبدالحکیم ضلع خانیوال، (۲) حضرت مولانا حامد میاں صاحبؒ دیوبندی جامعہ مدینہ لاہور، (۳) حضرت مولانا حکیم عبدالحکیم صاحبؒ فیض باغ لاہور، (۴) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بمقام بھیں تحصیل و ضلع چکوال، (۵) مولانا رحمت اللہ صاحبؒ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جالندھری چک ۱۱ D.N.B ضلع بہاولپور، (۶) مولانا عبدالحقؒ دامانی موضع شیرو کہنہ ڈاکخانہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔

یہ سب دُنیا سے انتقال فرما گئے ہیں لیکن اُن کا روحانی سلسلہ اور فیض جاری ہے۔

(۱) ان میں پیر خورشید احمد صاحب کے خلفاء و مجازین میں حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال کا اسم مبارک نمایاں ہے۔ جن کے ۴۴ مجازین میں حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اظہر ابن حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، مولانا محمد معاویہ امجد شاہ صاحب[1]، مولانا قاری شیر محمد صاحب، مولانا حافظ شاہ محمد صاحب، مولانا فضل احمد صاحب، مولانا محمد شفیق صاحب، صوفی عبدالرزاق صاحب چکوالی شامل ہیں۔

(۲) مولانا حامد میاں صاحب کے فرزند مولانا محمود میاں اور مولانا رشید میاں جامعہ مدینہ لاہور میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(۳) حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ بھیں تحصیل و ضلع

---

[1] تفصیلی حالات پڑھنے کے لئے کتاب روح پرور یادیں مولفہ محمد معاویہ صاحب امجد ناشر جامعہ زکریا مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال مطالعہ کریں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال کے چار خلفاء مجازین ہیں، جن کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

مولانا قاضی مظہر حسین ۲۰/ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ بروز منگل بمقام بھیں تحصیل و ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ستمبر ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا۔ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے دو سال تک دیوبند میں فیض پایا۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں۔ اور پھر ۹۰ سال کی عمر تک آپ نے پاکستان میں مسلک اہل سنت و الجماعت کی تبلیغ و اشاعت کی اور اس سلسلہ میں تحریک خدام اہل سنت کے تحت سُنّی قوم کو بیدار کیا۔ اور فتنہ روافض، خوارج، مودودیت وغیرہ کا تعاقب کیا۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق ۳ جمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ کو جامعہ عربیہ اظہار الاسلام امدادیہ جامع مسجد پنڈی روڈ چکوال میں قائم کیا جو آپ کی یادگار ہے۔ آپ نے ۴۶ سال مدنی جامع مسجد چکوال میں خطبہ جمعہ اور درس قرآن دیا۔ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء میں چکوال میں سحری کے وقت اللہ اللہ کہتے ہوئے انتقال فرمایا۔ آبائی گاؤں بھیں تحصیل و ضلع چکوال میں والد ماجد مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ کے مزار کے ساتھ آپ کی قبر ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا وصیت نامہ

جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے بانی و مہتمم تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء شبِ پیر سحری کے وقت انتقال فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ نے وفات سے ڈھائی ماہ قبل احباب سے جامعہ کے آئندہ کے نظام کے بارے میں مشورہ طلب کرتے ہوئے "مشورہ" کے عنوان سے ایک خط لکھا جس میں لکھا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں زندگی کے آخری مراحل طے کر رہا ہوں، حسبِ ضابطہ کل نفس معلوم نہیں کب اجل آئے، اب غور طلب امر یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اپنے جانشین کا فیصلہ کروں۔ دنیوی مال و جائیداد میں تو شرعاً اولاد وغیرہ وارثوں کے حق مقرر ہیں۔ لیکن دینی اُمور میں تو قرابت داری کی وراثت نہیں، وراثت اہلیت کی بناء پر ملتی ہے، آپ حضرات مشورہ دیں کہ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد اور تحریکِ خدام اہل سنت کے لیے کس کو اپنا جانشین مقرر کروں؟ دینی امور میں عقیدہ، عمل اور اخلاص وغیرہ کی

صفات ملحوظ رکھی جاتی ہیں اپنی رائے تحریری پیش کریں۔[1]

والسلام خادمِ اہل سنت مظہر حسین غفرلہ'

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۲۰۰۳ء

وصیت نامہ

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہ و صحبہ و خلفاۂ الراشدین المھدیین اجمعین۔

حسبِ ضابطہ قرآنی آیت کل نفسٍ ذائقۃ الموت بعد از وفات میری قبر بھیں میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بنائی جائے۔

۲۔ میری ذاتی جائیداد غیر منقولہ زمین و مکان وغیرہ موضع بھیں کے رقبہ میں ہے، اس کے علاوہ چکوال یا کسی اور جگہ میں میری کوئی غیر منقولہ کسی قسم کی جائیداد نہیں ہے۔

۳۔ میں نے کبھی بھی جامعہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد یا جماعتی فنڈ سے کوئی تنخواہ نہیں لی۔

۴۔ میں نہ کسی کا مقروض ہوں اور نہ کوئی میرا مقروض ہے، اور مجھ

---

[1] تعارف سالانہ روئیداد 2004ء جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال ص ۸

پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوئی رب العالمین اپنے فضل و کرم سے رزق دیتے رہے ہیں۔

۵۔ میری رہائش گاہ جامعہ اظہار الاسلام کے شعبہ اہل سنت تعلیم النسآء کی بلڈنگ میں ہے۔

۶۔ جس میں پانی بجلی، گیس، فون جامعہ کا استعمال کرتا رہا۔

۷۔ میں نے کبھی اپنی کتابوں کا حق تصنیف نہیں لیا، جن حضرات کو میں کوئی کتاب شائع کرنے کی اجازت دیتا رہا تو وہ اس کے نفع کے بھی مالک ہوتے ہیں، اور حقوق تصنیف بہر حال محفوظ ہیں، کوئی شخص یا ادارہ میری اجازت کے بغیر میری کوئی کتاب شائع نہیں کر سکتا، اپنے بعد میں یہ حق قاری جمیل الرحمٰن صاحب کو دیتا ہوں، وہ جس کو چاہیں اجازت دے سکتے ہیں۔ میرے بعد جماعتی کام کی ذمہ داری میرے بیٹے قاضی ظہور حسین کے سپرد ہے، مدنی جامع مسجد، امدادیہ مسجد، جامعہ اظہار الاسلام کے مہتمم قاری جمیل الرحمٰن صاحب ہوں گے۔ ناظم دفتر عبد الوحید صاحب حنفی اور ناظم مالیات سلیم اختر صاحب ہی رہیں گے۔

۸۔ شعبہ تعلیم النسآء نے چوں کہ میری اہلیہ مرحومہ اور بچیوں کی وجہ سے ترقی پائی ہے اس لیے اس شعبہ کے انتظامات حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب اور ان کی اہلیہ کے سپرد کرتا ہوں۔

۹۔ تصوف و سلوک! مذہبی اور جماعتی زندگی میں میری توجہ زیادہ تر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

فرقِ باطلہ کی طرف رہی ہے، شیعیت، خارجیت اور مودودیت کے رد میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں، اس وجہ سے اور نااہلیت کی وجہ سے بیعت سلسلہ کی طرف توجہ کم رہی ہے۔ تصوف و سلوک کا مقصد مقام احسان کا حاصل کرنا ہے، جس کا ذکر حضرت جبرئیلؑ کی حسبِ ذیل حدیث میں ہے۔

قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہٗ یراک

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا! یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اصحاب تصوف اس کو نسبت باطنی سے تعبیر کرتے ہیں، اس نسبت کے بھی مدارج ہیں۔ عالمِ اسباب میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کثرتِ ذکر اور مجاھدہ و مراقبے سے حاصل ہوتی ہے، مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک بیعت توبہ دوسری بیعت سلوک، بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو۔ اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے۔ بندہ نے حسبِ ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے۔

نمبر ا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث پلندری آزاد کشمیر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاء اللہ نسبت حاصل ہو سکتی ہے)۔

نمبر ۲۔ جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس جامعہ امدادیہ فیصل آباد جو حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پور والوں کے داماد ہیں۔

نمبر ۳۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب تاجک حضروحال مقیم چکوال

نمبر ۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جنھان ضلع حیدر آباد موصوف کی استعداد اچھی ہے احوال عمدہ ہیں، ان کو نسبت حاصل ہے، مگر ابھی رسوخ نہیں۔

اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں۔

بیعت توبہ یا بیعت سلوک، مقصد یہ ہے کہ شیخ العرب و العجم حضرت مدنی قدس سرہٗ کے فیوضات سے لوگ مستفید ہوں۔ مذکورہ حضرات مکتوبات شیخ الاسلام سے راہنمائی حاصل کریں۔ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام معیارِ حق ہیں، تمام صحابہ اور اہل بیت عظام جنتی ہیں۔ اور ان میں سے حسبِ ذیل چار حضرات امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب، حضرت عثمان ذوالنورین اور شیر خدا حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کے چار موعودہ خلفائے راشدین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام اور حضرات اکابرین دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، بانی دار العلوم دیوبند امام العصر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ العرب و العجم السید حضرت حسین احمد مدنی قدس اللہ اسرارھم کے مسلک حق کی پیروی نصیب فرمائیں، اہل سنت و الجماعت کو ہر طرح کے فتنوں شیعیت، خارجیت اور مودودیت وغیرہ سے محفوظ رکھیں اور پاکستان کو نظام خلافتِ راشدہ نصیب ہو۔[1]

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مظہر حسین ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے مذکورہ چار خلفاء میں سے دو خلفاء حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت فضل احمد صاحبؒ بھی انتقال کر گئے ہیں۔

[1] تعارف سالانہ روئیداد 2004ء جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال ص ۹ تا ۱۱

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

مولانا جمیل الرحمٰن صاحب مدظلہ' فاضلِ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اب مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے قائم کردہ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ جن کے درس میں عوام اور سینکڑوں طلبہ شریعت و طریقت کا علم امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید میں حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رکھیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ 24 مارچ 2015ء منگل

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com

صداقت اہل السنت والجماعت پر محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات